



فیصلہ شریعتیہ حُرمتِ عمرت

تالیف
مولانا محمد امجد الدین
میرٹھ

مکتبہ نبویہ اسلامیہ لاہور

چاہستان روڈ لاہور

نام :-	قیملہ شرعیہ جبر حرم تفریہ
مصنف :-	حضرت مولانا محمد مہر الدین صاحب نقشبندی
موضوع :-	تحقیق و مستظرہ
سال طباعت با روم :-	۱۹۸۳
ناشر :-	مکتبہ غفریہ . چاہ میسران لاہور
مطابع :-	کمان پرنٹرز — لاہور
سائز :-	۱۸ x ۳۶ — پار سدہ
تعداد :-	۱۶ — ایک ہزار
صفحات :-	۲۴۰
قیمت :-	

حرم تفریہ

40

حضرت مولانا محمد مہر الدین شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاخفاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العزيز الفعّال، والصلوة والسلام على حبیبہ دیننا
محمد صاحب الحسن والجمال، وعلى آله وصحبه خیر صعب الـ امین۔
یا ذا الکرام والجلال۔

منظور ہے کہ رشتہ احوال واقعی

اپنا بیان حقیقی طبیعت نہیں مجھے

پہلے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارا دین ہے کہ ہم خدا سے
تدوین کے بندے ہیں سرور دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں
یہ دنیا فانی ہے، آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے، ہمیں فکر و دوسرے جہان میں جانا ہے
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر اپنے سب اعمال کا حساب دینا ہے، نیک
جنت میں جائیں گے، اور بددو دنیا میں، مگر افسوس آج ہم عجیب زمانہ میں جا رہے ہیں ایک
طوفان بے تیزی ہمارے چہرہ دیکھنے، دھڑکتی ایک جنگ مہ اور دنیا منظر دکھائی دے گا۔
خوابوں کی پیری ہوگی، رسم و رواج کی پابندی میں انتہائی طاقت کو صرف کیا جا رہا ہوگا۔
خداوند عالم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی طرف بہت کم توجہ ہوگی،
کیفیت عمل پر نہ نام ہوگی، روحانیت کے اثرات بالکل ختم ہو گئے، وہ اسلامی جوش جس کی
وجہ سے ایک وقت مسلمان دنیا سے جہان پر حکم تھا، ایک نوزائید ہوگا، محبت، وغیرت
سب کا فور ہوئے گئے۔

میرے پیارے بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ دنیا کیوں بنی؟ صرف مذہب کے ناواقفیت کی وجہ سے
بنی، پس اس کی ازلی ضرورت ہے کہ ہم اپنی غلطیوں سے توبہ کریں، اپنا جھول ہوا سبق پھر
دہرائیں، ہر بات میں شریعت پاک کی پابندی، اس بنا پر اس خاتم قوم نے پورا ارادہ
کیا ہے کہ وہ متعصبانہ طریق پر نہیں، بلکہ برادرانہ و خفصانہ طور پر محض سہلہ ابتدا اپنے
معزز بھائیوں اور بھائیوں کی خدمت میں ایسی عرض و منات پیش کرتا ہے جس پر اگر توجہ
سے عمل کیا گیا تو قوم کی نہ صرف دنیا بلکہ آخرت بھی مسدھ جائے گی۔ اے اللہ ہم سب کو

حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، تاکہ ہم سب سے دربار گزار ہمیں
شرخرو ہو جائیں اور تیرے عذاب سے نجات تیرے معزز بندوں کی قیامگاہ یعنی جنت
میں پہنچ جائیں آمین یا رب العالمین ثم آمین۔

غرض تھا کہ حکمران یا ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے

مگر عذاب سے دور ہے رحمت کند بر حال درویشان دلائلے

بندہ مسکین ہر الدین نقش بندہ کی قادری یعنی عنہ

جمال پوری ثم الملاحوری

سبب تالیف

ناظرین کرام! اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت و معرفت کے
لئے پیدا فرمایا ہے، پھر راہ ہدایت پر چلنے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کو مبعوث فرمایا، کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے، اولیاء کرام اور علماء ربانی کو
خلاف فرمایا، مگر انسان سے جو کو خطا و انہیاں ہو سکتا ہے، صراط مستقیم میں کم و
بیشی ہو سکتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو بار بار یاد دہانی کرانے کی ضرورت محسوس
ہوتی رہتی ہے، بدین وجہ تحریر ہوئے، بغیرہ میں جو کو شرعی طور پر اکشر
بے اعتدالیوں کو اختیار کیا گیا ہے، لہذا انہیں کسی تعقیب و عناد کے بغیر برادرانہ
طور پر یہ چند دستور و قلم کی گئی ہیں تاکہ ہم سب میں کراس میں جو پہلو شریعت
مطہرہ کے خلاف ہیں ان کو ترک کریں اور اپنی بہت کرام اور ائمہ عظام کے ہمارے
راستہ پر گامزن ہوتے ہوئے قیوب دایرین حاصل کریں۔

وما علینا الا الہلالہ و ما توفیقہ

اللہ

لہ بیبا کہ اس استقامت کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

اس کتاب کی تکمیل کیلئے جن کتابوں کی مدد لی گئی ہے وہ حسب

ذیل ہیں

کتاب اہل سنت و جماعت (۱) قرآن مجید (۲) بخاری (۳) مسلم (۴) ابوداؤد (۵) ترمذی (۶) نسائی (۷) ابن ماجہ (۸) حنفی امام مالک وہ مشکوٰۃ شریف (۹) سیرۃ النبی (۱۰) مختصرات عشرہ (۱۱) تاریخ الخلفاء (۱۲) تاریخ ابن خلدون (۱۳) بیان الامراض و تجاربہ تاریخ (۱۴) اختلاف (۱۵) کامل ابن اثیر (۱۶) فتاویٰ رضویہ (۱۷) سفر السعادت (۱۸) صواعق محرقہ (۱۹) فتاویٰ عزیزیہ (۲۰) مختصات امام ربانی (۲۱) انزالہ انشاء اردو (۲۲) تاریخ خمیس (۲۳) تاریخ کامل (۲۴) کنز العمال (۲۵) مدارج النبوة (۲۶) مدارج النبوة (۲۷) روضۃ الاحباب (۲۸) مجمع الزوائد (۲۹) تہذیب التشیع (۳۰) کشف النیس (۳۱) التلمذ (۳۲) دائرۃ الاصلاح (۳۳) فتاویٰ حریم اور تعزیر واری (۳۴) منتخب الخلفاء (۳۵) مجمع البحار (۳۶) منتہی الارباب (۳۷) مصباح المنیر (۳۸) مختار الصحاح (۳۹) صراح وغیرہ۔

کتاب التبیان (۴۰) تفسیر عرکۃ البیان (۴۱) تفسیر قرطبی (۴۲) زاد المعاد (۴۳) تحفۃ العوام (۴۴) تہذیب الاحکام (۴۵) خلاصہ جماعت قرآنی (۴۶) حیات القلوب قلبی (۴۷) احادیث الاموال (۴۸) فروع کافی (۴۹) تہذیب نصاب فصاحت ترجمہ نبی (۵۰) امانۃ البصائر (۵۱) ذبح عظیم (۵۲) تاریخ التواہج (۵۳) کلینی (۵۴) من لا یضرہ الفقیر (۵۵) ضلالتہ المصاب (۵۶) جامع عباسی پانزدہ جلدی (۵۷) جامع الجعفری (۵۸) منہج (۵۹) اخبار اہل بیت (۶۰) سہر آشرف اسلام (۶۱) الفکر (۶۲) المستطاب (۶۳) تفسیر لوام (۶۴) منتزعات (۶۵) گلن رحمت (۶۶) تصویر کرک (۶۷) نور الایمان (۶۸) بریلون المختصر (۶۹) صفاتی شرح مہل کافی (۷۰) طرح العباد (۷۱) عباسی (۷۲) مجمع الاحزان (۷۳) مجمع البیانات (۷۴) تذکرۃ الامم (۷۵) کشف الغم (۷۶) توفیق واد (۷۷) تہذیب شیعہ (۷۸) صفاتی التواہج (۷۹) رسالہ تہذیب (۸۰) انشاء (۸۱) دیباچہ کشی (۸۲) احتیاج (۸۳) تاریخ، لائق (۸۴) روضۃ الصفاء وغیرہ۔

تنبیہ ضروری

یہ شدہ کتب شیعہ حضرات کے نزدیک مستند و معتبر ہیں اور قابل استدلال و کوئی شک و شبہ نہیں بلکہ مذہب کو انہیں کتابوں سے ثابت فرماتے ہیں۔ اور ان کو حجت و دلیل سمجھتے ہیں۔ اور اگر وہ حوالجات و عبارات مستند پر کتاب بذکر تسلیم نہ کریں اور ان کو باوجودیکہ وہ بہایت صحیح و معتبر ہیں نہ ذکر دیں تو ثابت ہو جائیگا کہ وہ اپنے مذہب (۱) ائمہ اہل بیت کو نہیں مانتے کیونکہ ان کا احترام و اکرام اور ان کے اقوال و افعال و حملہ و ضربات آخر انہیں کتابوں کے ذریعہ ان کو معلوم ہوئے ہیں۔ اور ان کو انہیں راویوں نے بیان کیا ہے۔ جن سے یہ حوالجات و عبارات مستند و معتبر ثابت ہیں تو جب وہ راوی و کتابیں ہی نہیں معتبر ہوئیں تو ائمہ اہل بیت کا احترام و غیرہ صحت کیلئے مذہب دین اصول و فروع صحت گئے۔ بہر صورت یہ شیعہ حضرات کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ کتابیں معتبر ہیں۔ اور روایات صحیح جن سے تفسیر صاف ہے کہ تہذیب پر مروجہ و غیرہ صحت ناجائز ہے۔

اور بھی یاد رہے کہ یہ شیعہ کتب صرف شیعہ حضرات کیلئے مستند ہیں اور انہیں پر حجت ہوگی اور بطور لازم ذکر کیا جائیگا کہ ان روایات سے جو قرآن مجید و حدیث شریف اور کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت کے موافق ہوگی وہ اہل سنت کے نزدیک بھی معتبر ہوں گی جبکہ کتب اہل سنت و جماعت اہل سنت پر ہی الزام ہوں گی۔ بلکہ روایات صحیحہ مشترکہ اہل سنت پر بھی۔ ع

مدنی لاکھ پبلیشری ہے گو ادبی تیری

دین قارئین کرام! کتاب فیصلہ شرعیہ برحمت تعزیر میں مضامین مذکورہ کی صحت کیلئے جن حوالجات کا حوالہ دیا گیا ہے سنی الامکان انکی صحت کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ گو پھر بھی اگر کہیں کوئی دینی ہو تو ہمیں فوراً اطلاع دیں۔ مناسب انداز پر اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ فقط۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت مسئلہ نذر جہنم ذیل میں کہ عشرہ محرم الحرام میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کثر شہداء کرام کیسے رسم نذر میں ہیں طور زمانہ کہ جس میں زونہ سے تمام اور نوحہ کرنا بالوں کو چھوٹا چھوٹوں کو چھڑانا سیاہ لباس پہننا چھڑوں اور سینوں کو پھینکا زنجیروں سے بدن کو زخمی کرنا اور مردوں کے علاوہ عورتوں کا تا حرم آدمیوں کے گروہوں بلند آواز سے مریضوں کا بڑھنا بے صبری سے جہز فرخ کرنا اور روضہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل بنانا کمرس کو تا حسی الحاجات سمجھنا اس کی نذر و نیاز ماننا اس پر کاغذ یا چاندی کا لکھنا پڑانا عزیالیاں یا نھنا اس کی تکلیف کیسے اس کو کسی ہ کرنا اور اس پر نذر بارت پھینکا یا کسی گھوڑے کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا دلدل کھجور خوب زیورات اور جلی ساز و سامان سے آراستہ کر کے اس پر ایک سفید چادر تھان آلودہ قال کرنا یا بخونی منظر پیش کرنا اور اس پر ان مذکورہ فعلوں کا کرنا اور اس کے نیچے سے بچوں کو گزرنے کا نہا اور اس پر بعض اور بعض فوجیوں کا موش بوٹ پہن کر نگہبیاں لگا کر دوشپ کا شور خوب دانا ہیاں کرنا اور آئندہ کمرس کے ہمراہ ہونا اس حیوان کا چا ہوا دودھ بطور نذر ک شرف الخفوات اسدوں کو پکانا اس کے نیچے کرے اور غرض ذبح کرنا وغیرہ۔

اسی طرح حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ کی رسم عروسی میں تقریب مہندی کو برٹے ترک و احتشام سے منانا اور گہوارہ حضرت علی صفر رضی اللہ عنہ کا نذر میں منانا اور اس کے آگے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام کے کوسید کرنا اور محمد مذکور بالا کا ازواج کرنا اور ایسے فعل کر کے والوں کے لئے نیا زئی و ختم پکانا اور دودھ دھو کر تھوکیں کی سیلیں لگانا اور ان سب کو خوب اجرو وادب و ذریعہ ہدایت و نجات خیال کرنا جائز ہے ؟

بدینا تو جوہر ————— قرآن مجید و حدیث صحیح و معتبر کو نکتہ مستخرج جواب غایت فرمایا جائے۔ جزاء اللہ تعالیٰ جسے الحمد

مشتق (نہج خوشی پور)

الحجاب الصبح

واللہ اعلم بالصواب الحقیقی شفاء فی الباطن سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ یا بلاذ ان اذنا حقائق الاشیاء بلکہ ناجی کی مختصر طور پر تشریح کر دی جائے گی کہ ساتھ منہاں کتاب کو لعلق ہے تاکہ مسئلہ کے تحت میں زیادہ وقت نہ ہو (مصلحتاً)

ما تم۔ مصیبت آفت سولگ سیاہ یا کچھ علم مائل آہ ناکہ گزرتا زاری عربوں میں ماتم زمانہ رسم ہی ہے ایرانی و ہندوستانی شیعہ مردوں نے اختیار کر لیا ہے (تخلف الفنا) البتہ میں پیشہ کا فعل و فیروا الفات،

جزع۔ کسی مصیبت پر بے صبری سے واہل کرنا منہ اور سینہ کو پھینکا بالوں کو چھڑنا وغیرہ۔ غنی چہا یو عنی آبی بخنی غلبہ یعنی جابر شیع نے امام باقر علیہ السلام اسلحہ تان قلہ تانہا لجزع قل سے دریافت کیا کہ جزع کیا ہے ؟ امام اسلحہ الجزع الشور بالویل و لطلہ نے فرمایا کہ وہ سخت بے صبری سے واہل کرنا اور بہرہ اور سینہ کو زود و کوب کرنا الشور اجی۔ زور و آواز کو کشیدہ کرنا

جزع۔ کسی تعلیق یا کون یعنی بے صبری کرنا (صرار وغیرہ) فرج۔ تریدین و نہ جستن کیے یعنی ڈرنا اور گھبرا کر کسی کی پناہ لینا (صرار وغیرہ) نذر۔ اکثرت ان ذل لانا نذر یعنی رونے والی بیت کے بہترین افعال و النیت یا خیرین افعالہ و اوصافہ اوصاف بیان کرے

جمع (بخارہ ص ۳۳ ج ۳۔ منہجی الارباب ص ۹۱ ج ۲) اذکر نیقہ۔ با سمر گریہ پروردہ و حماس شامی اور نہ پیش کے ساتھ اگر چھا جائے تو معنی یہ ہے کہ نیت پروردہ اور اس کی خوبیوں کو شہاد کرنا۔

نک نقتہ لای تدا یا میں بائیں و تدا نکتہ کہ کہنے کے لایا ہے۔ فاعل آدابہ فتول و النفا جیل نادینہ و المفعول متدا و مندوب امر مندوب الیہ اور نکرہ غفہ و الامم متدا و تدا لایہ و لا نسیم کی طرح رسم مصدر ہے۔

الَّذِينَ يَكْفُرُونَ عَرَفُوا ثَوْدَةَ الْمَرْءِ
الَّذِي تَدْبَأُ مِنْ بَابِ قُلٍّ أَيْضًا وَهِيَ
كَادِبَةٌ وَالْجَمْعُ ثَوْدٌ لِأَنَّهُ كَالْعَدَا
فَرَأَتْهَا تَعْبِلُ عَلَى ثَوْدَيْدٍ مُحَامِيصَةٍ كَأَنَّهُ
يَسْمُهُ هَا وَمَعَ بَابِ الْمَرْءِ

میت پر ندبہ کرنے والی کو نا وہ کہتے ہیں اور جج اس کی نوادبہ ہے اور یہ ندبہ عا بلانہ کی طرح ہے۔ کیونکہ عورت ندبہ میں میت کے اوصاف شمار کرتی ہے گویا مرد اُس کو سٹن رہا ہے۔

کَلَامَ الْغَيْثِ بَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَعَدْتُ
خَاسِبُهُ وَبَاحِيَا لِقَامِهِ وَإِنِّي
بِأَنفُسِهِمْ وَنَدْبِهِ لَأَمْرًا مُتَنَبِّهًا لَهُ
أَفْأَعَدَّ لَهُ فَا جَابَ وَنَحْنُ وَالصَّاحِبُ ۝ ۶۵

ثابت ہو کہ نذر صرف یہ ہے کہ کمیت کی خوبیوں اور کمالات کو شمار کیا جائے۔

لوہر۔ اَلْاَحْمَر۔ فوہر گری نوہر کندہ (مستحق الاراب ص ۱۹) نیٹاؤ نیٹاؤ نیٹاؤ
 بکھر بکھرا نیٹاؤ خاگر و غیرہ قوم یا باز بلند پر شوے۔ فوہر کرنے والا نیٹاؤ نیٹاؤ
 لوں کا اور نیٹاؤ صم کی زیر کاساتہ خاندن پر باز بلند روئی اور اس پر فوہر ماکہ کی جینے
 نیٹاؤ جینے نیٹاؤ جینے
 یعنی پر سب فوہر باسی دوسرے کے

ای سبب التیخلة أو موصولة ای
بناؤیم علیہ مثل و اجلاہ بان یقین
نستجیل علی التعلیم و مع اہلہ

[illegible]

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ و مئی ۲۰۰۱ء (۳۷) اس میں فوجہ داخل ہے۔

نَاسُتَ الْوَرْدَةِ عَلَى الْمَيْتَةِ نُوحًا

عورت نے میت پر نوحہ کیا

92

مِنْ بَابِ قَالٍ وَالْإِسْمِ النَّوْاحِيَّةُ وَرَأَى
عُرَابٍ وَدُبَابِيْلَ النَّيَّاحِ فِيْهَا نَاحِيَةٌ
وَالنَّيَّاحَةُ بِالْكَسْرِ بِسَمْعٍ مِنْهُ وَالْمَذْخَرَةُ
بِفَتْحٍ لِيُحْمَ مَوْجِدُ التَّوْبَةِ ثُمَّ وَخَرِ
الْحَصْلَانِ ثَمَّالًا وَقَدْ ثَبَّتَ نَاحِيَا

فوجِ غزب کی طرح اُسم پہ اور نبیاح بھی
 کہا جاتا ہے، عورت کو صحر کرنے والی کو ناسخ
 کہتے ہیں۔ اور نبیاح لون کی زیر کے ساتھ ہم
 ہے اور سنن و جہد میں جس میں صحر کیا جائے
 اور فوجہ تقابل کو بھی کہتے ہیں، جیسے دو بہادر
 ۲۰۱۱ء آپس میں متقابل ہوئے کہا جاتا ہے، اور
 دوتا کرتی ہیں۔

ماہیت ہوا کہ نوہرہ افانہ رونا اور بجائے محاسن مہیت کے خلاف شرع اور چہرہ دل کو اختیار کرنا۔ جسے کہتے ہیں اُڑنا بال دُچنا، شہینا سر نہننا اور خلاف حسن مہیت کے حالاً بیان کرنا جیسے توہار لکھا، مسلمان غیبا، شہینا وغیرہ حالاً کر وہ ایسا نہ تھا۔ یہ خلاف تہرہ کے کہ اس میں بہت کے محاسن بیان ہوئے ہیں۔

يَكَا - الدَّامُوعُ وَخَرُّوْجُهَا - اَنْسُو اِرْثَانْ كَابِهِنْدَا وَجَّعَ الْفَجْدَا ^{١٢٤} ^{١٢٥} ^{١٢٦} ^{١٢٧} ^{١٢٨} ^{١٢٩} ^{١٣٠} ^{١٣١} ^{١٣٢} ^{١٣٣} ^{١٣٤} ^{١٣٥} ^{١٣٦} ^{١٣٧} ^{١٣٨} ^{١٣٩} ^{١٤٠} ^{١٤١} ^{١٤٢} ^{١٤٣} ^{١٤٤} ^{١٤٥} ^{١٤٦} ^{١٤٧} ^{١٤٨} ^{١٤٩} ^{١٥٠} ^{١٥١} ^{١٥٢} ^{١٥٣} ^{١٥٤} ^{١٥٥} ^{١٥٦} ^{١٥٧} ^{١٥٨} ^{١٥٩} ^{١٦٠} ^{١٦١} ^{١٦٢} ^{١٦٣} ^{١٦٤} ^{١٦٥} ^{١٦٦} ^{١٦٧} ^{١٦٨} ^{١٦٩} ^{١٧٠} ^{١٧١} ^{١٧٢} ^{١٧٣} ^{١٧٤} ^{١٧٥} ^{١٧٦} ^{١٧٧} ^{١٧٨} ^{١٧٩} ^{١٨٠} ^{١٨١} ^{١٨٢} ^{١٨٣} ^{١٨٤} ^{١٨٥} ^{١٨٦} ^{١٨٧} ^{١٨٨} ^{١٨٩} ^{١٩٠} ^{١٩١} ^{١٩٢} ^{١٩٣} ^{١٩٤} ^{١٩٥} ^{١٩٦} ^{١٩٧} ^{١٩٨} ^{١٩٩} ^{٢٠٠} ^{٢٠١} ^{٢٠٢} ^{٢٠٣} ^{٢٠٤} ^{٢٠٥} ^{٢٠٦} ^{٢٠٧} ^{٢٠٨} ^{٢٠٩} ^{٢١٠} ^{٢١١} ^{٢١٢} ^{٢١٣} ^{٢١٤} ^{٢١٥} ^{٢١٦} ^{٢١٧} ^{٢١٨} ^{٢١٩} ^{٢٢٠} ^{٢٢١} ^{٢٢٢} ^{٢٢٣} ^{٢٢٤} ^{٢٢٥} ^{٢٢٦} ^{٢٢٧} ^{٢٢٨} ^{٢٢٩} ^{٢٣٠} ^{٢٣١} ^{٢٣٢} ^{٢٣٣} ^{٢٣٤} ^{٢٣٥} ^{٢٣٦} ^{٢٣٧} ^{٢٣٨} ^{٢٣٩} ^{٢٤٠} ^{٢٤١} ^{٢٤٢} ^{٢٤٣} ^{٢٤٤} ^{٢٤٥} ^{٢٤٦} ^{٢٤٧} ^{٢٤٨} ^{٢٤٩} ^{٢٥٠} ^{٢٥١} ^{٢٥٢} ^{٢٥٣} ^{٢٥٤} ^{٢٥٥} ^{٢٥٦} ^{٢٥٧} ^{٢٥٨} ^{٢٥٩} ^{٢٦٠} ^{٢٦١} ^{٢٦٢} ^{٢٦٣} ^{٢٦٤} ^{٢٦٥} ^{٢٦٦} ^{٢٦٧} ^{٢٦٨} ^{٢٦٩} ^{٢٧٠} ^{٢٧١} ^{٢٧٢} ^{٢٧٣} ^{٢٧٤} ^{٢٧٥} ^{٢٧٦} ^{٢٧٧} ^{٢٧٨} ^{٢٧٩} ^{٢٨٠} ^{٢٨١} ^{٢٨٢} ^{٢٨٣} ^{٢٨٤} ^{٢٨٥} ^{٢٨٦} ^{٢٨٧} ^{٢٨٨} ^{٢٨٩} ^{٢٩٠} ^{٢٩١} ^{٢٩٢} ^{٢٩٣} ^{٢٩٤} ^{٢٩٥} ^{٢٩٦} ^{٢٩٧} ^{٢٩٨} ^{٢٩٩} ^{٣٠٠} ^{٣٠١} ^{٣٠٢} ^{٣٠٣} ^{٣٠٤} ^{٣٠٥} ^{٣٠٦} ^{٣٠٧} ^{٣٠٨} ^{٣٠٩} ^{٣١٠} ^{٣١١} ^{٣١٢} ^{٣١٣} ^{٣١٤} ^{٣١٥} ^{٣١٦} ^{٣١٧} ^{٣١٨} ^{٣١٩} ^{٣٢٠} ^{٣٢١} ^{٣٢٢} ^{٣٢٣} ^{٣٢٤} ^{٣٢٥} ^{٣٢٦} ^{٣٢٧} ^{٣٢٨} ^{٣٢٩} ^{٣٣٠} ^{٣٣١} ^{٣٣٢} ^{٣٣٣} ^{٣٣٤} ^{٣٣٥} ^{٣٣٦} ^{٣٣٧} ^{٣٣٨} ^{٣٣٩} ^{٣٤٠} ^{٣٤١} ^{٣٤٢} ^{٣٤٣} ^{٣٤٤} ^{٣٤٥} ^{٣٤٦} ^{٣٤٧} ^{٣٤٨} ^{٣٤٩} ^{٣٥٠} ^{٣٥١} ^{٣٥٢} ^{٣٥٣} ^{٣٥٤} ^{٣٥٥} ^{٣٥٦} ^{٣٥٧} ^{٣٥٨} ^{٣٥٩} ^{٣٦٠} ^{٣٦١} ^{٣٦٢} ^{٣٦٣} ^{٣٦٤} ^{٣٦٥} ^{٣٦٦} ^{٣٦٧} ^{٣٦٨} ^{٣٦٩} ^{٣٧٠} ^{٣٧١} ^{٣٧٢} ^{٣٧٣} ^{٣٧٤} ^{٣٧٥} ^{٣٧٦} ^{٣٧٧} ^{٣٧٨} ^{٣٧٩} ^{٣٨٠} ^{٣٨١} ^{٣٨٢} ^{٣٨٣} ^{٣٨٤} ^{٣٨٥} ^{٣٨٦} ^{٣٨٧} ^{٣٨٨} ^{٣٨٩} ^{٣٩٠} ^{٣٩١} ^{٣٩٢} ^{٣٩٣} ^{٣٩٤} ^{٣٩٥} ^{٣٩٦} ^{٣٩٧} ^{٣٩٨} ^{٣٩٩} ^{٤٠٠} ^{٤٠١} ^{٤٠٢} ^{٤٠٣} ^{٤٠٤} ^{٤٠٥} ^{٤٠٦} ^{٤٠٧} ^{٤٠٨} ^{٤٠٩} ^{٤١٠} ^{٤١١} ^{٤١٢} ^{٤١٣} ^{٤١٤} ^{٤١٥} ^{٤١٦} ^{٤١٧} ^{٤١٨} ^{٤١٩} ^{٤٢٠} ^{٤٢١} ^{٤٢٢} ^{٤٢٣} ^{٤٢٤} ^{٤٢٥} ^{٤٢٦} ^{٤٢٧} ^{٤٢٨} ^{٤٢٩} ^{٤٣٠} ^{٤٣١} ^{٤٣٢} ^{٤٣٣} ^{٤٣٤} ^{٤٣٥} ^{٤٣٦} ^{٤٣٧} ^{٤٣٨} ^{٤٣٩} ^{٤٤٠} ^{٤٤١} ^{٤٤٢} ^{٤٤٣} ^{٤٤٤} ^{٤٤٥} ^{٤٤٦} ^{٤٤٧} ^{٤٤٨} ^{٤٤٩} ^{٤٥٠} ^{٤٥١} ^{٤٥٢} ^{٤٥٣} ^{٤٥٤} ^{٤٥٥} ^{٤٥٦} ^{٤٥٧} ^{٤٥٨} ^{٤٥٩} ^{٤٦٠}

دلیل | دِلْدَلِ اسْمُ بَغْلَتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي دَلِيلُ حُضْرَتِ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَيْ خَلِجَ كَانَهُمْ قَدْ رَجَعَ الْبَارِئَاتُ

وَلَدُلُ الْبُزْمِ رُوْدَالِ خَارِشْتِ بَرْگِ دَوِیْ عِیْسَتْ اَرْجَا نُوْرُلْ دَاغَمِ اسْتَرْفِیْدِ یَسَاوِیْ
نَاسِلْ کَر کَا کُھَا سَکُتْ رُوْبِ مَحْفُزْتِ مَعْرِضِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ دَوِیْ مَکْرُومِ فَرِشْتَادِ اَمِیْرِ اَوْتَمِیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
طَالِبِ بَرَاکَنْ سَوَاوِیْ شَدِ رَغْبَتِ اَلْفَاغَا ۲۳۵ قِیَاسَاتِ اَعْنَاتِ دِشْتَا وَصَرَاغِ وَخِیْرِ
یعنی دُلُ اَمِیْرِ رُوْدَالِ کُھِشِ سَکُتْ مَحْفُزْتِ مَعْرِضِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ دَوِیْ مَکْرُومِ فَرِشْتَادِ اَمِیْرِ اَوْتَمِیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
نوع ہے اور اس شخص پر سفید لباس پہنا کر نام ہے جسے حاکم، مسکندر نے حضور علیہ السلام
کو پیش کر رکھا تھا اور اس شخص کو مسکندر نے حضور علیہ السلام کو پیش کر رکھا تھا۔

تعزیت | تعزیت مسنون یہ ہے کہ میت کے تعلق داروں کو تین روز تک تلقین صبر

واطبعوا الرسول واولی الامر
منکم واذن تنازعتم فی شئی فردوه
الی الله والرسول ان کنتم
تؤمنون بالله والیوم الآخر
اور فرمایا اور اسی کو اس کے رسول کی
اور فرمایا اور اسی کو اس کے رسول سے
اولی الامر یعنی مجاہدین ہیں پس اگر کسی
معرض مختلف ہو جاؤ تو ریفہ کیجئے اللہ
اور اس کے رسول کی طرف پھرو اگر تم اللہ اور نبی کے ساتھ ایمان رکھتے ہو۔
وایضا قال الله تعالى. ومن لم یحکم
بما انزل الله فاولیة لهم الکاؤون
وایضا قال الله تعالى ومن لم یحکم
بما انزل الله فاولیة لهم الفاسقون

خلاصہ یہ کہ اپنے دینی و دنیوی ہمہ علائق میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم اور جو امرہ مجاہدین کی اطاعت از بس ضروری ہے اور اختلاف فی ضرورتوں میں
رسول کو چھوڑ دینا بکلمہ کلمہ دینا اور اپنی خواہش کی قنیا کرنا سخت بے دینی ہے۔

وایضا قال الله تعالى ما ائکم فی شئی
فخذوا واما ذلکم عنه فالتھوار
وایضا قال الله تعالى

قل ان کنتم تحبونون الله فاتبعونی
یحیی کرم الله

وایضا قال الله تعالى فمن یبایع
المؤمنین من بعد ما تبیین له اھلہ
ویرثہم غیر سبیل المؤمنین فاولیہ
ما اتوا فی وصلہم بھکم وسانت
محبوا۔

وایضا قال الله تعالى

قل ذلک لایؤمنون حتی یحکمو
بما انزل الله لایحکموا
انفسہم خوفاً مما قعیبت و
یسلموا افسدنا۔

ان آیات کریمہ سے صاف ثابت ہے کہ مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے سے اس امر پر
مجبور ہے کہ وہ اپنے تمام منافع و فائدہ کے لئے کہنے میں قرآن مجید اور حدیث پاک کو حکم مانے۔
پھر بعض امور کے متعلق قرآن مجید اور حدیث پاک میں بالتفصیل تشریح نہیں ہوتی
لہذا ان کی تشریح و تحقیق میں جو صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین رضی
اللہ عنہم جمیعین کے ارشادات واجب التسلیم ہو گئے۔

تفسیر ترجمان القرآن الاطراف البیان جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ ۱۸۱ میں ہے۔

ما القرآن انفسہ بالقرآن لان الایۃ
منہ یکون مجملۃ لاسیما وہ مفصلاً اخری
سب سے اول قرآن مجید ہے۔

ما معنی القرآن الذی فہمہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم هو التفسیر المقدم
علی اصل بل التفسیر هو التفسیر لا لغویہ
یحیب اتباعہ علی الناس طرہ۔

اذا لم یوجد تفسیر القرآن منہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلیفتش تفسیر
الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعین
لانہم ہم السابقون علی اصل فی اصل
لانہم یعرفون الاحوال والقرائن

مجمیعہ کے ان واقعات اور حالات

والواقعات الخی نزل فیہا القرآن الخ
وہا بیان القرآن وہکذا الخ فیسیر
ابن کثیر ص ۱۱۱ جلد ۱

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخلفاء عن خلافۃ غلغلا
میں فرماتے ہیں

ان الخلافۃ المراد بالحق کانت
قریباً من ثلثین سنۃ کانت تتمۃ
للنبوۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کان ینبی الہ ان تعیش ہذا المداۃ
ایضاً لکن الحکۃ الالہیۃ اتفقنت
ان یوخذ ویؤتی خلیفۃ الامر من
صحابہ الکرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین

عن العربی بن ساریۃ قال صلی
بذارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ذات یوم شرع لعلنا یوجہہ
فوعلمنا موعظۃ بلوغۃ زرفۃ منہا
العیون وجعلت منہا القلوب تبار
رجل یا رسول اللہ کان ہذا
موعظۃ مودعۃ فادونا فقال
ادعیک بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ
فراہیۃ ایسے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے امیر کی پوری

دان کان عیناً حبشیاً فانیۃ من
یحب من بعدی فیہدی فیہدی
کثیراً فغلب علیہ یسوق وسنۃ الخلفاء
الوارثین تسکوا بجماعتنا علیہا
بالواجب وایکرو وحدثات الامور
فان کل حدیث بدیعۃ وکل بدیعۃ
فی الضلالۃ (مشکوۃ شریف)

نئی چیز بدعت ہے اور یہ بدعت گمراہی ہے۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیر الناس قرنی ثم الذین یلوہم ثم
الذین یلوہم ثم یاق بعد ذالک
قوم تستبق شہادۃ تھم ایاہما یھجر
واہما انھم شہادۃ وازالۃ الخلفاء وصحارۃ
قسمیں ایمان سے پیشتر ایمان قبول سے پہلے جو گئے یعنی انکی قبریں ہوگی کربلا و جبر اور ناجائز
اور غیر پر بلا جاتے شہادت سے لگی اور لکھ دیا وافر کا طریقہ اختیار کر گئے گی۔

ان توالجیات مذکورہ سے واضح ہوگا کہ وہ حضرات جو زمانہ شہور بلا بیخبری میں صی پر
کرام تابعین وقت تابعین یعنی انہم جمیع یہ موجود تھے ان کے ارشادات و بیعت نہایت
ہوئے اور قرآن و حدیث کی صحیح تشریح ہوئے کی شدت سے نہ صرف وجہ العمل بلکہ قرآن
و حدیث کے بعد سے مقدم اور پرانی مستحکم ہوں گے ان کو چھوڑنا اتنا ضائع ایمان
کے سخت خلاف ہے۔

۱۷ یہ کہ بعض پیڑی میں سے قرآن شریف اور حدیث پاکیں اب ہم اور غیر شرح ہوتی ہیں
اسی طرح صی پر کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم جیسے سنی انکی کوئی تفصیل
اور موقع ملو تو نہیں ہوتی بنا علیہ تشریح عدا و مدعیوں کے کلام کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ لگا کر

سب علی کفر فرامیں گے اور اس پر ایمان رکھیں گے وہ قطعاً حجت ہوگی۔ قرآن پاک میں فرمایا
 من یشاقق الرسول من بعد ما
 تبیین لہ الہدٰی ویقیم عنہ
 سبیل المؤمنین ذلّیلہ ماتوا فی
 ونصلہ جہنم وسأوت مصیبات
 کی دھتکتی ہوئی کہیں داخل کریں گے جو کہ بہت بُرا مقام ہے۔

حدیث میں ہے۔ ان اللہ لا یجمع یعنی (فرمایا کہ) اللہ تبارک و تعالیٰ کسی
 علی الضلالة (ترمذی) است کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا۔

حدیث میں ہے۔ ید اللہ علی الجماعۃ (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت کے
 من شدّ شدّ فی المناہج (ابن ماجہ) شامل ہاں ہے، اگر ہوا دور نہیں پڑا۔
 حدیث میں ہے من فارق الجماعۃ شیدا (فرمایا کہ) جو شخص عام جماعت سے یکٹا لشت
 فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (بھری بھی لکھو) ہو گا اس نے قطعاً اپنی گزرت کو علاتہ
 (ابوداؤد) اسلام سے آزاد کر دیا۔

حدیث میں ہے وایکہ والشعاب (ادھر فرمایا) آؤ اپنے نفسوں کو رستوں
 علیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد سے اور جماعت اور جمہوریت کا ساتھ لازم ہے۔
 کتاب التوحید ص ۱۹ مصنف سید علی رضی الضوی النعمانی بن علامہ سید علی الحائری شیعہ
 صاحب تفسیر لایع التفسیر میں بعنوان اصلاح مرام تحریر فرمادے اور فرمادے۔

میں دانستندی یہی ہے کہ مومنین تحریر فرمادے میں افراط و تفریط کے دونوں پہلوؤں
 کو چھوڑ دیں جن کی کوئی بھی صلیبت مذہب میں نہیں ہے اور جن اعمال کے متعلق مذہب حتی
 برکتی، مفسر لازم نہیں آتا، اور کم از کم حضرات علماء مجتہدین کا معمول ہے وہی حد اوسط
 تعزیر فرمادے میں چھوڑ دیں اور بلاشبہ اس کو نہایت شاعرانہ اور کینو کینو فعلی علماء لازم
 حضرات، ائمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال و اعمال کے مستنبط اور ماخوذ ہوگا علوم اناس کا
 اپنے خیال اور اپنے قیاس کے کسی چیز کو اچھا یا بُرا نہت اسلام کا موجب اور قرنی مذہب کا

باعث سمجھ لینا اور اس کو مذہب میں داخل کر لینا مذہب کی طرح جائز نہیں ہے
 تصانیف شرح اصول کافی کتاب مجتہد سوم باب چہارم مسئلہ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما
 جاء بہ علی علیہ السلام سے روای میں ہے جو کہنے کے
 نفی منہ انقی عنہ جاری لہ الفضل
 مثل ماجری لحمد علیہ السلام سے روای میں ہے۔ یہ اس کے زمانہ
 ذالہ و سلم و لجدد صلح الفضل
 علی جمیع من خلق اللہ عزّ وجلّ
 المتعقب علیہ فی شیئی من احکامہ
 کا المتعقب علی اللہ و علی رسولہ الواو
 علیہ فی صغیرۃ و کبیرۃ علی حد
 (المشروع باللہ الخ)
 پر طیب ہوئی کہنے والا گویا خدا تعالیٰ کا یہ رسول پاک کی عیب جوئی کرنے والا ہے
 اور آپ کے کسی چھوٹے بڑے مسئلہ کو نہ کرنے والا گویا اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا ہے
 نیز کتاب مذکور کے صفحہ ۷۹ پر ہے۔

وکذا الذی یجی لائقۃ الہدی
 واحد واحد جملہ اللہ ارکان
 الارض ان تقیّد باہلہا وجعۃ اللہ
 علی من فوق الارض ومن تحت الثری
 وجہ سے زمین میں سکون و قرار پیدا ہے اللہ تعالیٰ اطاعت اُن جملہ افراد پر جو کہ زمین کے اوپر رہتے
 ہوں یا نیچے تخت انثری میں واجب اور ضروری ہے ؟

ان پرورد و ایمانوں سے جو کہ شیعہ حضرات کے ایک معتبر و مستند کتاب میں مذکور ہیں۔
 ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دیگر ائمہ کرام کیلئے اُن کے اپنے اپنے عہد

امت میں وہ تمام فضائل و کمالات موجود تھے جو کہ ضرور سرور کائنات مقرر ہوا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے زمانہ نبوت میں حاصل تھے ان کی اطاعت ضروری و واجب
تھی مصلیٰ جلوی ساری مخلوق ان کی مامور تھی اور ان کی مخالفت سخت بے دینی ہے۔

فضائل نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کسی غیر کو شریک کرنے میں کو کسی کو
شاہد یا مل ہو لیکن شیعہ حضرات کو ان کی مسئلہ صحیح مذکورہ روایات کی بنا پر کوئی شک
نہیں انکے نزدیک غیر نبی فضائل نبوت میں شریک ہو سکتا ہے اور غیر نبی ان کے کرام کی
اطاعت کرنا ان کے ارشادات تسلیم کرنا اور وفایابی کو اپنا اپنا مخالفت نہ کرنا اسی طرح
ضروری ہے جیسا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے۔

ان تفریحات عامہ لغیر ہے واضح ہوا کہ سرور دو عالم غریبی آدم و آدم صلی اللہ
علیہ وآلہ وصاحبہ وسلم کی امت میں حیثیت کا اجتماع کا قیامت کسی ایسی چیز پر
نہیں ہو سکتا جو کہ موجب عناف اور ذریعہ خسارت ہو بلکہ امت کی اکثریت میں امر
پیشکش اور متحد ہونگی۔ وہ واقعہ اور نفس الامر کے عین مطابق ہوگی اور ایسی عام اور
وسیع جماعت سے الگ تنگ رہنے والا قطعاً اسلامی علاقہ سے آزاد ہے۔ اور انہ
معدودین جن ضرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جملہ کمالات میں برابر کے
شریک ہیں اور رسول کی طرح ان کی اطاعت ضروری اور فرض ہے، انہ کسی طرح
کاشف گویا اللہ اور رسول پر شک ہے کائنات عالم کے وجود و بقا کے لئے ایک
معیاری اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

نوٹ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کسی کسی کمال میں کسی نبی اور رسول کو
شریک ماننا انصاف کا خون ہے، چہ جائیکہ کسی غیر نبی اور رسول کو آپ کے جملہ کمالات
میں شریک تسلیم کیا جائے حقیقت یہ ہے کہ عالم بیکان اور موجودات بالا و پست میں
سے کوئی چیز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کمال میں شریک نہیں آپ اپنے
جلال و کمال میں اپنی نظیر نہیں رکھتے، بلکہ یوں کہ جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی
وحدانیت اور وصف الجہیت میں وحدہ لا شریک ہے۔ اسی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام اپنی وصف جہیت اور صفت جہیت میں وحدہ لا شریک ہیں باقی اپنی
مصرعی سے جو کسی کا دل چاہے پھر شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

نقاش ازل سے صفیہ دہر پہ تیری تصویر وہ کھینچی کر قلم توڑ دیا
۴۔ یہ کبر بعض وقت امور متعارف دنیا کے فیصلہ کیلئے مدلی کے وہ سلطنت پیش کئے
جاسکتے ہیں جن کو اس نے خود مقرر کیا ہو کیونکہ کجب اس کے ہی تسلیم شدہ امور سے
بحث کا خاتمہ ہو سکتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور نبوت کی کیا ضرورت ہے۔

۵۔ یہ کہ انسان طبعاً آزاد نہیں ہے کیونکہ انسان جو بوجہ مخلوق ہونے کے اپنے قیام و بقا
میں ہر ایک آن و چین میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف محتاج ہے۔ اور اسے بھی اور آزادی
ہر دو متعنا و مفہوم ہیں۔ لہذا انسان فطراً اور طبعاً آزاد نہیں ہو سکتا مگر جس چیز کو چاہے
بلو کہ لوگ اسے کر کے یا شرعی احکام سے الگ تنگ رہ سکے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن
مجید میں ایسی آزادی کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

الْإِنْسَانُ أُنْفُوتٌ ﴿۱﴾
مُذْنَبٌ۔ رسدہ قیام پارہ ۲۹ دیا جائے۔

وَقَدْ خَلَقْنَاكَ نُفُوتًا مِّنْ مَّا خَلَقْنَاكَ مِّنْ مَّاءٍ مَّحِينًا ﴿۲﴾
وَأَنَّكَ نَكْرًا أَنَاقًا تَرْجُوْنَ ﴿۳﴾
رسدہ المثل پارہ ۱۵ دلائے جائے۔

یعنی یہ ہر دو صورتیں نہیں ہیں بلکہ انسان اپنے ہر امر میں ہر شب و روز میں ہر وقت
اپنے اس خالق و مالک کی طرف محتاج ہے جس نے نچوڑنے، انکال شفی خلقنا، بقدر امر
نے لائے شے جو کہ چیز کو ہر انداز پر پیدا کیا ہے اس کو نہ پیدا کیا اس کی جملہ ضروریات کو مقدر فرمایا
حسب قوی کو ایک خاص مقدار پر قائم کیا ہے اور یہی وجہ کہ انسان اپنے قانون شخصی میں یا مجبوری
کے کسی طرح اور کسی وقت آزاد نہیں ہو سکتا تو شرعی قوانین اور مذہبی قیود کے کسی طرح آزاد
ہو سکتا ہے ہر صورت یہ خیال کرنا کہ انسان فطراً آزاد ہے ہر چاہے کرے یا جبر پہلے جائے
کوئی حساب نہیں کوئی کتاب نہیں کوئی معص کوئی شریعت کوئی قانون اس کی طبیعت آزادی کو ضائع

میں کر سکتا اور سزا پہ غلط، بلکہ غلط ہے ہرگز قابل قبول کیا قابل انتساب بھی نہیں بلکہ وہ مکلف ہے کہ اپنی زندگی کے ہر حالات و کوائف کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دھالے اور کبھی کسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے جو کسی وقت بھی جاہل موجب ندامت ہو سکے۔

خلاصہ یہ کہ پانچ چیزیں جن کا تذکرہ بالا فقرہ مذکور خواہ بحث کے طے کرنے کیلئے از بس ضروری ہیں مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے لئے تمام مناقشات اور مشاجرات کو ان کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے۔

بنامیری ناظرین اور قارئین حضرات سے انتخاب ہے کہ وہ کتاب مذکور کی بھی ہر بحث کو دیکھتے وقت ان امور سے کوشش نظر رکھیں اور بار بار کتاب کا مطالعہ فرمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ مضامین کی صداقت روز روشن سے زیادہ واضح نظر آئے گی اور امید ہے کہ تعزیر داری کے سلسلے میں افراط و تفریط کی وحشیہ سے آپ کی طبیعت قطعاً متصفّر ہو جائے گی بلکہ آپ کو مجبور کر دے گی کہ آپ ایک صاف منصف صریح سیدھا راستہ اختیار کریں۔ جو کتاب سنت کی روشنی میں ثابت ہو اور وہ وہی ہے جو بزرگوارین اہل سنت و جماعت نے اختیار کر رکھا ہے۔ ان ضروری امور کے سمجھ لینے کے بعد طب اصل مسئلہ کا جواب لکھا جاتا ہے، غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

قرآن مجید میں تمام کا حکم اور شہیدانِ زندگی

قرآن مجید و قرآن مجید میں باوجود کہ وہ تمام دنیوی و دُنیوی مصیبتوں کا مکمل حل ہے ہر ایک مشکل سے نجات کا ذریعہ بنتا ہے، ہر نفع و نقصان پر گاہ کرتا ہے، ہر گناہ کا کہیں نام و نشان موجود نہیں ہے کہ انسان کسی جانی یا مالی مصیبت میں صبر کرنا کف سے چھوڑے، جہنم و فریض کو اختیار کرے اور شریعت کے خلاف بہت سی چیزوں کا ارتکاب کرنا پھرے بلکہ اُس کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہر گناہ و غم ہر مصیبت و زحمت میں ضبط و استقلال سے کام لے، مردانہ وار اُس کا مقابلہ کرے اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔

چنانچہ ارشاد باری عزّوجلّ اس میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا
بِالْقُرْآنِ وَالْخُلَاقِ قُلُوا لِلَّهِ عَمَّا كَانَ
وَلَا تَقُولُوا لِمَا يَنْهَىٰ عَنْهُ سُبْحَانَ اللَّهِ
أَعْمَاتٌ ذُلِيلٌ أَحْيَاوُنَا لَكُنْ
وَلَنُقَبِّلَنَّكَ نَكْرًا يَنْفَعُنِي الْخَيْرُ
وَنَكْفِيكَ بِهِ قُلْ لِّلْإِنسَانِ مَا
كَفَىٰ قُلْ لِلَّهِ الْإِشْرَاقُ
بِطُورَاتٍ لَّا تَبْصُرُهَا الْعَيْنُ
وَلَا تُفَكِّرُ فِيهَا الْقُلُوبُ إِنَّمَا
يُفَكِّرُ فِيهَا رَبُّكَ يُفَكِّرُ مَا يَشَاءُ
وَلَا تَعْلَمُ أَهْلُ الْبَصَرِ شَيْئًا
يُنْزِلُ فِيهَا مَا يَشَاءُ لَكُم مِّنْ
بَيِّنَاتٍ لَّكُم فِيهَا حُكْمٌ
يُنْزِلُ فِيهَا مَا يَشَاءُ لَكُم مِّنْ
بَيِّنَاتٍ لَّكُم فِيهَا حُكْمٌ

ان آیات سے کیا ثابت ہوا؟ وہ ہر مصیبت کو جانی و مالی دُنیوی و دُنیوی ہر بھاری و بھاری مصیبت و عبادت سے حل کیا جائے یعنی میرا مشاغل کیا جائے اور عبادت الہی چھٹی کی جائے، البتہ لائق وہ مصیبت دُور ہو جائے گی، ایسے صبر و استقلال سے خدا تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے جس کو لوگ خدا تعالیٰ کی یاد میں جہاد کرتے ہوئے جان و مال کا قربان کر دیتے ہیں اُن کو دل سے کیا زبان سے بھی مُردہ موت (جہاد) ایسے شہیدوں کی زندگی عطا ہو سکتی نہیں جاسکتی (۵) ہر ایمان دار کیلئے حتمی اور وہی طور پر امتحان لینے کا اعلان کیا گیا ہے کہ ظالم اور شاہوں سے تم کو خوفزدہ کیا جائیگا اور روزِ وصال اور قحطِ سال کی دُشمنی تم کو بھوکا رکھا جائیگا تمہاری تہا رتوں میں باوقاف نقصان ہوگا، اولاد و مختلف اسباب کی وجہ سے ہلک ہوگی اور پیداوار و دستِ دُور سے تباہ ہوگی (۶) جو ایمان دار ایسے امتحان میں صبر کرنا کہ نہ جانے جسے جو اُورسولے قول انا بئس الذی لہ کے اور کچھ زبان پر نہ لائیں گے اُن پر خدا تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں اور نعمتیں نازل ہوگی اور حقیقت یہی وہ لوگ ہیں جن کو اعلیٰ ہدایت نصیب ہوئی۔

تفسیر حنفی سورہ بقرہ جلد سوم صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ میں اسی کلام کی تائید ہے کہ
لے ایمان والوں یا دیگر اہل ایمان یا ایمان کی سہولت کیلئے صبر و غلظت سے کام
لو جو لوگ اللہ کی راہ میں مائے جاتے ہیں تم ان کو مردہ نہ کہو کیونکہ وہ
ہرگز زندہ و انکس زندہ و حقیق ثابت است کہ جبریدہ عالم دوام
پاک مردہ زندہ ہیں کہ
کشتگانِ غنیمتِ تسلیم را ہر زمان از عیب جان و گیر است
صرف یہ بات ہے کہ تم کو نظر نہیں آتے۔

تفسیر ثانی سورہ آل عمران جلد سوم صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو ان
لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں یہ نہ سمجھو کہ وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ اپنے خدا کے
پاس زندہ ہیں اور یہ زندگی کچھ فرضی نہیں بلکہ ان کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی زندگی
حاصل ہے۔ الخ
تفسیر جلالین و خزان العرفان میں اسی آیت کے تحت مضمون ہے یعنی اللہ کی راہ
میں قتل ہو کر شہید ہو گئے انہیں مردہ نہ کہو وہ تو اسی طرح زندہ ہیں لیکن تمہیں اپنی زندگی
محسوس نہیں ہوتی رب نے یہاں تو شہداء کو مردہ کہنے سے روکا ہے اور دوسری جگہ فرمایا
ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله قتلوا ۝ اولئك عند الله هم احياء۔

اللہ! آمین آمین

تفسیر نوری صفحہ ۱۱۱ حنفی حنفی لاہوری جلد اول صفحہ ۱۱۱ پر بصورتِ نظم

پہنچاؤ میں ہے۔
جو قتل ہوئے وہ مر رہے انہاں مرے اچھو نہیں
اور جان شاد رہے جسے مرے کہنا نہیں
نفسِ ظلم کی طرح یہ حیاتِ خاص نہیں شہداں
بھی زندگانِ حیاتِ محمدیہ نہ شہداء گواہی
تفسیر مروجہ الفرقان میں ہے "اور تم کہو جو مر گیا ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں فاقول

اور کہ جو اس رشتہ میں دنیا یا اپنی کچھ غرض دنیوی اس کو بیعتی ان کو مردہ نہ کہو کیونکہ وہ نہیں مرے
جیتے ہیں۔ اُس جہان میں ہر دم کو خیر نہیں۔ اور نہیں جانتے تم کہ ان کی زندگی کس طرح کی ہے۔
تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔
تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ حَيَاتٌ ۚ
تبعی بد الاموت و دلالتہ علیہ اللہ بپہوس و حیات موت کے بدلے ہی ادا کیا کرتی ہیں۔ جمہود
مفسرین کا یہی مذہب ہے۔

ان تفہیمات سے بھی یہ ثابت ہوا کہ شہداء کی یہ سبیل اللہ زندہ ہیں اور ان کی یہ حیاتِ
مروغی ہے مگر حقیقی ہے مگر تمہیں اس حیات کا شعور نہیں دیا کہ اور بہت سی چیزوں کی
حیات کا انسان کو شعور نہیں مثلاً غلہ کی حیات کی ضمانت زمین و آسمان کی حیاتِ وہ
کھاتے ہیں سرور ہیں اور ان کی وہ موت کے بعد زندہ ہیں ہر طرح کا ادراک رکھتے ہیں اور
یہی وجہ ہے کہ زندوں کی طرح شہید ہونے کے بعد اس کا ہر ذرہ تازہ و تازہ ہے گوشت
موت خون وغیرہ سب زندوں کی طرح ہے۔ نیز ان کو مردہ ہرگز نہیں کہنا چاہیے بلکہ وہ
زندہ پائیدہ ہیں۔

شیعی تفسیر سے تعزیر میں مرویہ بدعتوں کا حکم

لا تَقُولُوا لِلَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَتَلُوا ۚ قُلْ هُمْ قَدْ قُتِلُوا ۚ
مؤلفہ جہتہاں کا برا شاعر و شاعر و فرجس اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ
نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

تہذیب الاحکام میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادراج
مؤمنین کی نسبت حال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت میں اپنی اصلی صورت کے
جسموں میں اسی طرح موجود ہیں کہ اگر تم دیکھو تو انہیں پہچان لو۔

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله قتلوا ۝ اولئك عند الله هم احياء۔ اور جو لوگ راہِ خدا میں

قتل کئے گئے ہیں اُن کو ہرگز مگر مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ تو اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ اُن کو دیا ہے اس سے خوش ہیں اور جو کچھ بھی ان کے ہیں اور اُن تک اُن سے نہیں ملے ہیں۔ اُن نے اپنے میں خوشخبری پاتے ہیں کہ اُن پر کسی طرح کا خوف نہیں ہے۔ اور نہ وہ تجسیدہ ہو گئے نہ اُن کی موت اور فضل کی خوشخبری پاتے ہیں اور اس کی کہ اللہ و رسول کے کسی اور کو ضائع نہیں کرتا ۵

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد اپنے منقول ہے کہ یہ آیت سے شہداء و بدر و اُحد کی شان میں آئندہ ہوتی ہے۔ اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو راہِ خدا میں قتل ہوا جو جہاں جہاں طلبِ رضا سے خلیفہ دینی پڑتی ہے یا جہاد اکبر میں قتل ہوا جو جہاں یا ضمت سے ہر خواہش نفسانی کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے۔

تفسیر شامی میں جناب امام محمد یا قرسے روایت ہے کہ اگر کس شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کی طرف بہت راغب ہوں اور مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی ہے حضرت نے فرمایا ضرور تورا وہ خدا میں جہاد کر کہ کسی ہر صورت میں فائز ہے یعنی اگر تو اس میں قتل ہو گیا تو حقیقت میں تو نے ہمیشہ کے لئے زندگی پا لی اور تورا خدا کے پاس رزق پائے گا۔ اور اگر تو جہاد کی تیاری میں جہاد میں اپنی موت سے مرگیا تب بھی خدا کے ذمہ تیرا اجر ہے۔ اور اگر جمع و سلامت واپس آیا تو کوئی فائدہ تیرے ذمہ نہیں پھر آنحضرت نے فرمایا کہ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً کی یہی تفسیر ہے۔

امام جعفر صادق سے یہ روایت ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کیا کہ ہم اِناس یہ روایت کرتے ہیں کہ موت نہیں ہوتی نہ پہلا نہ دوسرا عرشِ خدا کے گرد ایک سو ہتر ہزاروں کی ڈیڑھوں میں رہیں گی حضرت نے فرمایا ہاں مگر انہیں مومن کی عزت خدا کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ اُس کی روح کو کسی پونہ کے پوٹے میں جگائے، بلکہ ان روحوں کو اور بدن میں مثل ان کے پہلے بدنوں کے دے دیتے جاتے ہیں (از حاشیہ ترجمہ ترجمہ ابو احمد نوکری) شیعہ تفسیر عمدة البیان، مطبوعہ مطبعہ بی بی دہلوی جلد اول ص ۲۸ مصنف فاضل

امواتاً کی حیاتاً کما عتدا، ترجمہ جلد اول صفحہ ۲۸
فَبِخَبَرٍ مِّنَ اللَّهِ تَكُونُ اَمَامَهُ مِنْ فَضْلِهِ
يَسْتَشِيرُ مَنَ الْاَلَاءِ لَمَّا لَمْ يَكُنْ لِحَقِّ اَبْنِهِمْ
مِنْ خَلْقِهِمْ لَاحِقُفَ عَابَهُمْ وَلَا اَهُمْ
يَحْذَرُونَ دَيْشَهُمْ يَشْرُونَ بِخَبَرٍ مِّنَ اللَّهِ
وَفَضْلٍ اَوَّاقِ اَللَّهُ لَا يَغْنَمُ اَبْنَاءُ مَوْجِبِينَ
خدا کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ ان کی مومن وادارہ دہانہ نہیں کرتا۔ خوشیاں سناتے ہیں ۵
اسی طرح شیعہ تفسیر عمدة البیان کی ص ۲۸ پر ہے۔

حضرات اِن آیات مبارکہ سے کیا ثابت ہوا؟ (۱) جو لوگ فی سبیل اللہ رحمت الہی یافتار کافر سے شہید ہو گئے اُن کے متعلق اعتقاد رکھنا اور ان پر ایمان رکھنا کہ وہ مردہ ہیں یہی فقط منع نہیں بلکہ خیالِ مکمل نہ کر کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زبان و اعتقاد سے ہم و خیال سے یہ کہو کہ وہ حقیقی زندگی سے بہرہ ور ہیں (۲) اپنے خاص مقام میں مشاہدہ انوار الہی اور معانی تجلیات ربانی اور جنت کی چیزاں نعمتوں سے محفوظ ہوتے ہیں لکھتے ہیں پینٹتے ہیں ہر طرح اُمی و دینی میں ہیں (۳) اپنے اعزہ و اقارب و دوستوں اور آقائوں کا جو اُن کے شریک کار تھے اُن کو اُن کا انتظار رہتا ہے کہ دیکھیں وہ کیسے ہم تک پہنچتے ہیں (۴) اُن کو خوشخبری سنائی جاتی ہے کہ ان کا تم کو انتظار ہے۔ اُن پر کچھ خوف و غم نہیں ہے وہ ابھی تو ہائے پاس کرتے ہیں (۵) اُن کو مردہ و بشارت ملی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کا اجر ضائع نہیں کرتا تم اپنی دُکری پُتری کی جگہ پر اب تم پر اس کی رحمت اور فضل و کرم ہے۔

صدا میں جبکہ ہوتا ہے سمیعت کا نزل تا اللہ کہہ کے کہ لینے ہیں وہ اس کو قبول کئے برشتے ہیں مدارجِ جنت الفردوس میں حاسد کے سبب نظر آتے ہیں غلبہ میں ملوا

راوی میں جان سے کہ ہو گئے زندہ حسین
تو نہیں مردہ سمجھ کر مین کرتا ہے فضول

مندرج ہیں بڑے نور سے کی جاتی ہیں قرآنی تعبیر سے سخت خلاف ہے۔ اور باطل ناجائز
کیونکہ حضرت انبی مراد کو پہنچے ہوں چہن کی زندگی بسر کر رہے ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے مرش رہوں۔ اس کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہوں اپنے چھیلوں کی پریشانی سے بھی نڈر
ہوں چہن میں ادا باہمی سے محروم ہوں سماعت ابدی سے بہرہ اندوز ہوں ان کی قصصی
زندگی کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے اور بموجب ارشاد الہی ان کی موت کا خیال تک حرام
اور ناجائز ہے وہ لطیف شہادت سے محظوظ ہونے کے لئے پھر دنیا میں آنے کی آرزو کر لیں
اللہ تعالیٰ ان کی بار بار دُعا کو قبول فرمائے۔ بلکہ خود جنور علیہ السلام اس شہادت کی برابر تمنا
کریں اور امت کو ترغیب دیں۔ اور قیامت تک اس کے حصول کی امید لائیں اُنکو سیدنا
اور ماجاز وادار کیا معنی لکھتا ہے کیا اس طرح کے ماتم سے شہادت کی روحیں ناپائش
اور تنگ نہیں ہوتیں؟ کیا وہ پریشان نہیں ہوتیں؟ ضرور ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے
الہام کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے

نور لاقی نیست برفاک شہیدان زانکہ بہت

کثریں دولت ایشان بہشت برتریں

بہر پنج یہ قلمی روایتیں وغیرہ قرآن مجید کی روش ناجائز و حرام ہے اور یہی جو
ہے کہ ائمہ اہل بیت اور دیگر بزرگانِ دین نے اس سے پرہیز کیا اور دوسروں کو رکھا اور
ایک بال برابر شریعت سے علیحدہ نہیں ہوئے بہر صیبت کا نہایت اولوالعزمی اور
استقلالِ قدسی سے متاثر کیا۔ اور دوسروں کو صبر و شہادت قدمی کی زبردستی لگاتار کرتے
ہے۔ لہذا شہیدان کا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ چہرِ حقیر ان کی تعلیم کے خلاف ہو
اُس کو اپنی پہلی قیمت میں ترک کر دے اور دوسروں کو ہدایت کرے کیونکہ قرآن مجید
کے حکم کا انکار کر رہے۔

احادیث میں ماتم کا حکم

اس میں شبہ نہیں کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی

زندگی کی ہمارے ضروریات کو بیان فرمایا ہے بہترین اخلاق کی ہدایت کی ہے بھلائی کے محور توں
سے آگاہ کیا ہے۔ اخوت و محبت کے طریقوں کو واضح کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کی بھی سخت
ممانعت فرمائی ہے کہ انسان جانی و مالی مصیبت پر کسی اندوہ و پریشانی میں پناہ نہ
استقلال ترک کر دے اور کسی کی محبت اور تعلق کی خاطر خلافِ شرع چیزوں کو اختیار کرے
چنانچہ آپ کا قول و فعل اس پر شاہدِ عدل ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِيضٌ رِجَالٌ كَرِيمٌ أَشْرَعُ لَكُمْ وَكَلِمَةٌ وَهْدٌ سَلَامِي
لَيْسَ مِثْلَهُنَّ خَيْرٌ بِلَاغٍ وَذَوْ شَوْقٍ جماعت سے خارج ہے جو ماتم میں رشا پر بیٹھے
الْجَيُوبُ وَذَوَا يَدَيْنِ الْخِجَابِ لَيْسَ بِرِجَالٍ يَهْتَمُّونَ بِأَمْرِ دِينِهِمْ اور زبان سے جاہلانہ باتیں
کے۔

(۲) عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ حضرت ابی عبید سے روایت ہے کہ زینب
بِذَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِيمٌ صَلَاحٌ عَلَيْهِ أَلَمْ وَاسْمُكَ مَا جَزَاكَ حَضْرَت
زَيْنَبُ كَمَا اتَّعَالَ تَوَاقُوعُ نَفْسٍ لَمْ تَدَا مَشْرُوعُ
کریا پس حضرت عمر نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔
جس پر حضور نے سلام سے پہلے ہاتھ سے حضرت عمر
کو کھینچ لیا اور کہا ان کو چھوڑ دو پھر ان کو دوسروں
فرمایا کہ دیکھو شیطان کی ولایت کا کیا اور دین سے جو وہ مائل
ہے اور اس کی رحمت ہے اور جو مانگہ اور زبان سے
وہ شیطان کی فعل ہے۔

(۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ
الصلوة والسلام نے فرماتے والی اور سننے والی
ہر دو پر رحمت کی ہے۔

(رداء محمد)

(۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ
الصلوة والسلام نے فرماتے والی اور سننے والی
ہر دو پر رحمت کی ہے۔

(۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَاتَ بَشَرٌ مِنْكُمْ فَلْيَرْجِعْ رَأْسَهُ إِلَى بَيْتِهِ وَمِنْهُ لِمَا يَنْتَظِرُ

(۵) کنز العمال صفحہ ۱۱۹ جلد ۵ اور اسی طرح بخاری شریف میں بھی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ وَلِيُّ مُحَمَّدٍ
بَنَ أَبِي طَالِبٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَبْدُ
بَنَ وَاحِدَةَ خَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُضُوفِي وَوَجَّهَهُمُ الْحُرْنَ
وَأَنَا أَلْكِمُ مِنْ شِقِّ الْأَبِ فَاتَّكَاهُ
رَبِيعٌ فَقَالَ هَسْؤُكَ أَلْعُرْنَ نِسَاءُ
يَتَخَفْنَ فَنَازِلَتْنِ بَنَاتُ بَنِي قَالِصٍ
أَيُّهِنَّ فَاسْتَلَبْتُهُنَّ فَإِنَّ أَيْدِيَّ نَازَحَتْ
فِي وَثِيْقَتِهِنَّ الشَّوَابِ

میں حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ جب مدینہ طیبہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب اندر پہنچے عارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور علیہ السلام مسیحی میں شریف فرما ہوئے کہ آپ کی ذات سے ان شریف ظاہر ہو چکے تھے اور میں دواؤں کے دواؤں سے دیکھ رہی تھی کہ آپ آدمی ہے یا کہ باکریا زسول ان جعفر کو گھمرا لے کر رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا واپس جا اور ان کو خاموش کرا۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان کے منہ پر جلیں

میں حال دینی کے نہ مانیں تو آپس جلاؤ۔ خود محسوس کریں گے۔

۱۴) کنز العمال ۱۴/۱۰۰۰، عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مَنْ كَفَرَ بِرَأْسِهِ كَفَرَ بِرَأْسِهِ كُلِّهِ»

فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی شخص کسی نماز روزہ صدقہ حج عمرہ یا بعض عبادت در فرض عبادت کو نہ جیسے قبول نہیں فرماتا اور وہ بدعتی اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آتے سے ہاں۔

کنز العمال بحوالہ ترمذی اور طبرانی کبیر میں ہے۔

[illegible]

۹) حضور علیہ السلام جب کہ حدیث میں اپنے بہادر اور سربلین مددگار چچا حضرت حمزہ
اعلیٰ مرتبہ پر آئے اور ان کو کھڑے کر کے بٹوئے دیکھا تو باوجود ان کی سخت جھٹ کے بھی نہ
دعا و فرغ کی، نہ کہ کھینچنی اور نہ آسنو بہانے، بلکہ ارشاد فرمایا کہ اگر تیری عیالہ المطلب کی
تو کی پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں غمش کو اس حال پر چھوڑ دیتا کہ اس کو دندنے
کا سامان ملتا۔ یہاں تک کہ قیامت میں ان کا حشر ان کے گھلوں سے ہوتا، اگرچہ یہی حادثہ نوافل اہل
دین ہے لیکن اس کا ثواب بھی بہت بڑھ کر ہے۔ رحمت العلوں ۲۳

جب جنگ اُحد سے آپ مدینہ شریف میں واپس تشریف لائے تو پروردہ فشیخان اُنھیں
 پہلے بردوان پور حضرت اور ماتم پور میں کیلئے جمع ہوئیں اور حضرت حمزہ کا ماتم کرنے
 کی خواہش اور علیہ السلام نے اُن کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مُردوں پر نوحہ
 بجا نہیں ہے، یہاں سے کہ مومنات نے نوحہ نہ کر دیا۔ (دبیرت النبی)

(۱۱) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تین صاحبزائے حضرت ابراہیم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم، حضرت قاسم اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت خاتونِ جنت، فاطمہ الزہراء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، وحیات، القلوب قلبی ۹۳۳، یعنی کائنات کے تھے جن میں سے تھے حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں ہی وصل بھی ہو گئے۔ اولاد کا صدر مرتبہ بنتوں سے زیادہ ہوتا ہے لیکن سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر بھی فخر و فخر قائم نہیں فرمایا چنانچہ حبیبِ طیب و طاهر کے عظیمین فوت ہوتے ہیں اور دنیا کے حضور علیہ السلام غائب اقدس میں تشریف لاتے ہیں تو مرحوم کی والدہ ماجدہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدمہ فراق سے روزگارِ حقین آپسے ارشاد فرمایا کہ کیوں روتی ہو؟ عرض کیا کہ چھاتی سے دودھ جاری ہے۔ فرزند کا خیال دل میں جاگزیں ہے۔ اس کی جدائی سے بیتاب کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا "مت رو" کیا تجھ کو یہ پسند نہیں کہ جب تو بیتاب کے دروازے پر پہنچے تو قہار کو اس جگہ کھڑا دیکھے اور وہ تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں بہت بھی جگہ کرے جانتے ہیں کہ حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دھم ہر اس فوت کو مل سکتا ہے جو اپنے فرزند کی وفات کا صدمہ کرے؟ فرمایا جو بھی صبر کرے اور شکوہ نہ کرے اس کو اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ (حیات القلوب قلبی ص ۱۱۱)

ناظرین کرام! اس شیعہ روایت سے یہ اثر ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نے اپنے تختِ جبر کے صدمہ وفات پر حزن و فزع کیا بلکہ رونے سے بھی منع فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ موجودہ ماتم تقیہ عذاب الہی میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہے۔

(۱۲) حضور علیہ السلام کی بڑی پیاری بیٹی حضرت زینب سے ہمیشہ میں نہایت ظلم سے بہتان نامی کا فتنہ نیزہ کی ضرب شدید سے شہید ہوئیں اس صدمہ پر سب کو حضور علیہ السلام کے ساتھ جمدی ہوئی تھی مگر آپسے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ بیت پر دل کا غم کھانا اور آنکھوں کا آنسو بہانا اللہ کی رحمت ہے۔ اور جو ماتم میں زبان اور ہاتھ کو حرکت دی جائے وہ شیطانِ فحل ہے مشکوٰۃ شریف

(۱۳) حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے آخری فرزند زینب

۱۰۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہم آپ کے سامنے واصل بھی ہوئے دل سے ہونا ایک فطری امر تھا آنکھوں سے ملاختاباً آنسو بہنے شروع ہوئے دل بھر آتا اور اس میں آپ نے صبر کیا زبان سے اگر کچھ فرمایا تو یہ کر لے ابراہیم میرے فراق سے غناک ہیں آنکھیں روتی اور دل جلتا ہے اور میں وہ بات نہیں کہتا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو سکا ہے آنکھوں سے آنسو بہانے کے متعلق دریافت کی تو فرمایا کہ رحمتِ الہی ہے ہاں جزع حرام ہے۔ (حیات القلوب قلبی ص ۱۱۱)

(۱۴) ابنِ باقی نے سید بن جعفر حضرت امام محمد باقر سے یوں روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وفات سیدہ فاطمہ کے کہا کہ اے فاطمہ میرا انتقال ہو جائے اس وقت تو اپنے ہاں میری جدائی کی وجہ سے نہ فوجا اور نہ گیسو پریشان نہ کرنا اور اوٹا نہ کرنا اور کچھ پر فخر نہ کرنا اور فخر کرنے والی کو نہ بلانا۔ (جلال المصنوع ص ۱۱۱) فرمایا کافی پیچھا (۱۵) جب ابوہریرہ غنصی غنصی نے غنصی غنصی کے سامنے حضور علیہ السلام سے پوچھا آپسے اس کے متعلق جواب ارشاد فرمایا کہ جب ملا کہ مجھ پر نازا اور کچھیں اس وقت تم فوج و جہاں گھریں آنا اور کچھ صلوات بھیجنا۔ اور سلام کرنا اور مجھے لاؤ اور اگر دیکھو تو زاری سے آواز دینا پھر فرمایا "اے فاطمہ اور جو کچھ میں نے بیان کیا اس سے اور لوگوں کو مطلع کر دو۔ (جلال المصنوع ص ۱۱۱) وحیات القلوب قلبی ص ۱۱۱ و ص ۱۱۱

عزیز و دوستدار میرے اسلامی بھائیو! وہاں سے دوستو! ان احادیث سے پوچھنے کے طور پر ثابت ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقارب کی وفات پر کیا اپنی بگڑی الاوادی وفات پر بھی ماتم اور فخر و فخر کرنے سے سخت منع کیا ہے بلکہ اس طرح پر اپنے صدمہ استقبال کا ثبوت نہیں کیا ہے کہ ایسے جگہ انصافوں اور دل دھڑکھڑکھوں میں اپنے ضبط و اسکون کو قائم سے نہیں جانے دیا سینہ سپر ہو کر ہر ایک حادثہ فاجعہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔

میرے عزیز وادربزرگوار! ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کیا اپنی بگڑی الاوادی وفات پر بھی ماتم اور فخر و فخر کرنے سے سخت منع کیا ہے بلکہ اس طرح پر اپنے صدمہ استقبال کا ثبوت نہیں کیا ہے کہ ایسے جگہ انصافوں اور دل دھڑکھڑکھوں میں اپنے ضبط و اسکون کو قائم سے نہیں جانے دیا سینہ سپر ہو کر ہر ایک حادثہ فاجعہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔

رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کے وقت کی تھیں میں کسی مصیبت پر جزع و فزع کرنا نا جائز و حرام قرار دیا ہے۔

حضرت علیؓ کی رسم اللہ وحبہ الکریم کے اس ارشاد سے نہ صرف جرم و فروع کی معافیت ثابت ہے بلکہ زیادہ روئے سے بھی روکا گیا ہے۔ دیکھو عمارت کشیدہ اور حب رسولؐ کی رسم اللہ علیہ السلام کے رسم کے روز وفات جو کہ بصر قرآن ام جعفر صادقؑ بری صحبت کا دل تھا (نظر کا قیام) گریہ و زاری و فحش و فہر سے روکا گیا تو کسی اور کی موت کی یاد میں رونے یا پیشانی پر طرح جاننا ہو سکتا ہے؟

(۴) حضرت علیؓ نے حضرت حمزہؓ کو وصیت فرمائی، رعایت قرآن کرنے میں غلطی پر یہ تذکرہ فرموانے کو اپنا شعار بنانا فرمایا کہ میں ایسا نہ ہو کہ تم ایسا فرما سنا پہل کرنے میں تم سے سابق ہو جائے۔ دروغ و خدشہ سے باز رہنے کے بارے میں کہیں کوئی ذکر فرمایا ہے، دن کا ستون ہے، دروغ و خدشہ سے ڈرو، خدا سے اپنے بہت لڑائی کی زیارت کرنے میں جب تک زندہ رہو اس کو کھانی چھوٹا و اگر تم اسے ترک کر گئے تو غلاب الہی سے تمہیں مہلت نہ ملے گی۔ نیز کتب فصاحت (۳۳۴)

حضرت علیؑ کی ہجرت کا دعویٰ کرنے والے میرے دوست و بزرگ اس وصیت کو ذرا غور سے مطالعہ فرمائیں اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہم اس وصیت کے موافق تیار ہے یا مخالف رہنا شروع

چون ترک قرآن کرده آنخمسلافی کجا
چون شمع ایمان کشته پس نور ایمانی کجا
تو ہم پر کہیں صادق نہیں آ رہا ؟

(۴) حضرت علیؓ، مشعل بن قیس کا صاحب بیٹا فوت ہوا تو عزیزت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کو غناک دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ عزیز غناک جو نایاب کمپوٹی ہے۔ اور اگر تو ان مصیبت پر صبر کرے تو اسے تحملہ پانے فضل و کرم سے بہترین عطا فرمائے گا اور صبر ہی پانہا ہے کیونکہ اگر تو نے صبر کیا تو گویا تقدیر پر اپنی مرضی شواہد کو چھوڑ کر اے اللہ اور اگر تو نے صبر نہیں کیا تو گویا تقدیر پر اپنی مرضی نہیں جو اس پر تو گنہگار ہوگا کہ اس معاملہ میں۔

(۵) حضرت علیؓ سے اسلام دیا جان کے اوصاف تو چھپے گئے سب نے ارشاد فرمایا کہ کبیر و صباؓ ابی صبر علیؓ یقین۔ جہاد۔ وزیر کب فصاحت ص ۳۴۸ ص ۴۰۳

میرے عزیز داد و در بزرگو! آپ ہم بھی اپنی انتہائی قوت سے اپنے رسول کو یہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تابع و ارکس کریں اور اپنی تمام مصیبتوں میں اپنے لیے اوجھ و جھوپ بھیجیں۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے شہر استقلال سے کام لیں اور کسی جانی و مالی خسارہ میں جہز و فرج نہ روئے نہ پھینٹا۔ وغیرہ خلاف شرع چیزوں کو اختیار نہ کریں تاکہ سرکار کو وجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے خوش ہو کر خداوند عالم کے دربار عالی میں ہماری سفارش فرماتے ہوئے ہم گناہگاروں کو آخرت کی ہر طرح کی پریشانی اور درد و غم سے نجات دلائیں۔ اے اللہ! اللہ! اللہ! سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم جلتی فوق فوق عطا فرما۔ آمین ثم ین۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے تمام کا حکم

جب آپ حضرت علی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیکر کھٹانے لگے تو فرمایا میرے مال باپ پر فدا ہوں آپ کی وفات سے فوتی دنیا اس میں بے خبری منتظم نہیں جو آپ کے غیر کے لئے ہے نہ میں انھیں آپ کی مصیبت پہنچانے کیلئے مخصوص ہوئے حتیٰ کہ آپ کے عزیز کی مصیبت سے مطمئن کرو یا آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں وہ رنج و اندوہ کہاں؟ آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے حتیٰ کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر آپ صبر کا حکم دیتے تو رنج و غم سے منع دے دیتے تو اس مصیبت میں غم کی شک کا پانی اتھا کو پہنچاتے رہا کھار داغ کا نام پانی خشک کر دیتے، اس مصیبت کا رنج دائمی تھا، اس کا اندوہ ہمیشہ رہنے والا تھا گو یہ دائمی رنج و اندوہ بھی اس مصیبت پر مشروط تھا لیکن موت ایک ایسی چیز ہے جسے نہ نہیں کیا جاسکتا اس کے دفع کرنے کی استطاعت نہیں میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنے درد و کار کے سامنے ہلایا بھی نہ کرنا ہمیں دل میں رکھنا فراموش نہ کرنا زنگ نہ صفت

۳۱ مطہر علیوسفی دہلی جو شیعی کتاب بیچ البلاغت جو کہ حضرت علی کی طرف منسوب ہے اور حیات القلوب قمی کے صفحہ ۵۹ پر مصیبت دو درجہ ہے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ

۱۰ اس سے ثابت ہوا کہ شہداء کو بلا کی مصیبت اس مصیبت سے کم ہے اور جب اس پر فاقہ نہیں ہے تو شہداء کو بلکہ پر ماتم کیا؟

(۶) آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری صحبت کے موافق نازل ہوتا ہے جس شخص سے مصیبت کے وقت اپنا منہ فوج لیا اس کا ثواب برباد ہو گیا۔ (زیر نگ فصاحت ص ۵۵)

(۷) جب حضرت علی جنگ صفین سے واپس کوڑا کئے تو قبیلہ قحطی کی طرف گذرنا اور شہر خوزین میں لشکرانہ صفین کو روکری ہیں۔ شہر خوزین شہر حضرت کے سامنے آیا اور وہ دوستی قبیلہ سے تھا حضرت نے اس سے فرمایا کیا تمہاری جو بیویں تم سے اس چیز میں غالب ہیں جسے میں نے رامہل کیا تم انہیں اس نالوداری سے باز نہیں رکھو کہ نہ رنگہ صاحبہ (ص ۵۳)

(۸) حضرت علی نے ایک جماعت سے ایک نازہ بیت پر تعزیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ یہ ہر کچھ تمہارے ہی لئے ظاہر نہیں ہوا۔ تم پر اس کی انتہا ہے تمہارا یہ صاحب اکثر سفر بھی تو کیا کرتا تھا۔ تم کچھ لو کہ کسی سفر کو گیا ہو اسے۔ اگر اس سفر سے تمہارے پاس وہیں آگیا تو خیر ورنہ تم خود اس کے پاس جاؤ گے۔ (زیر نگ فصاحت ص ۵۳)

(۹) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بے بسے میں کچھ فرمایا اور کہا تم اس پر جزع و فزع کرے ہو اور یہ تمہارے لئے نہایت ہی بد ہے اور ایسے کارہائے بد کو اختیار کرنے والے اور ایسے جزع و فزع کرنے والے کیلئے پروردگار کا حکم پروردگار ظاہر ہوئے والا ہے۔ (زیر نگ فصاحت ص ۵۵)

کہیں جو میری مصیبت پہ ہیں وہی ہوسں اُنہیں کو رہنے و یا مژدہ مشہدت دیں میرے محترم بھائیوں اور دوستوں! اب بیکہ ارشادات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہوا کہ کسی مصیبت میں بے صبری کرنا پیشہ نہ کرنا بلکہ حد سے زیادہ رفا بھی منع ہے اور آپ نے اپنے اقوال و افعال سے مصروف استقلال کا بہترین ثبوت پیش کیا ہے۔ باوجودیکہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تقریباً ستیس برس اقلیت حیات زندہ گئے مگر جو ارشاد اور احادیث میں کوئی غیر شرع کا نہیں کیا۔ آپ نے بھی دل و جان سے حضرت علی کا اقتدار کریں اور ان کی طرح شریعت کے خلاف کوئی چیز نہ کریں۔ لے اندر ہم سب کو اس مشکل کو نکلنے کی

لے اس سے ان ذاتی بزرگوں کو ایک عبرت حاصل ہونی چاہیے جو حضرت علی کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود کو بھی ماتم و فخر و طعہ میں شریک کرتے ہوئے لگاؤ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ذوق عطا فرما۔ خط کشیدہ الفاظ کو مکرر پڑھئے۔

حضرت امام حسینؑ سے ماتم کا حکم

(۱) حضرت علی کی شہادت جو حسین کی پیشی نے صبر کیا۔ اور ان کی مصیبت موت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت وفات کے مترادف پایا اپنی تمام عین کسی مصیبت پر کوئی خلاف یہ شرع کا کام نہیں کیا۔ نہ روز شہادت کوئی مجلس ماتم قائم کی۔

(۲) حضرت علی کی شہادت کے روز امام حسین عداوت میں تھے۔ امام حسین نے اس کی اطلاع آپ کو بھیجی جب آپ نے خط پڑھا فرمایا کہ کتنی شرمی مصیبت پیش آئی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی مصیبت پیش آئے تو میری جدائی کی مصیبت کو یاد کر لینا کیونکہ اس سے زیادہ مصیبت اور کوئی نہیں ہو سکتی پس امام حسین نے اس مصیبت پر عمل کرتے ہوئے صبر کیا اور جزع و فزع کا نام تک نہ لیا۔ (فرع کا فی ص ۱۱)

(۳) جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلائے میں علی شریف لائے تو دینی ہمیشہ حضرت زینب سے فرمایا۔ لے ہیں جو میرا حق تم پر ہے اس کی قسم بیکہ کہتا ہوں کہ میری مصیبت و مفارقت پر صبر کرنا پس جس میں مارا جاؤ تو ہرگز نہ دہشتنا اور بال نہ لڑوینا اور اگر یہاں چاک نہ کرنا تم فاجر نہ رہنا کی جیسی ہو جیسا انہوں نے میرے خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت پر صبر کیا اسی طرح میری مصیبت پر صبر کرنا۔ (انارۃ البصائر ص ۱۲۰) نیز جع و فزع ص ۳۳ بحوالہ ناسخ التواہیخ شیعی۔

(۴) جب امام حسین دشمنوں کے مقابلہ کیلئے اڑے ہوئے رخصت ہوئے تو فرمایا کہ ہرگز ہرگز صبر و شکیبائی سے دست بردار نہ ہونا اور کلام افشوش زبان پر نہ لانا کہ موجب نقصان ثواب ہوگا۔ خدا تمہیں ان بلاؤں اور مصیبتوں کے عوض دینا و عطا میں نعمت دے گا انتہائے بے اندازہ سے صراحتاً زفر مایہ لگا۔ (رحلہ دار العیون ص ۵۴)

میرے اسلامی بھائیو! دیکھو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی مصیبتوں کا کس صبر سے مقابلہ کیا ہے کوئی چیز خلاف شرع نہیں کی بلکہ اور ان کو صبر کی عین کی آپ کے گرد ہر ذر ذر

اور بھیجے اور قریب تر ہی رشتہ داروں اور کے گھاٹ آگئے، مگر آپ نے صبر کیا جزع و فزع کا نام تک دلیا بلکہ آپ نے اپنے پسماندگان کو صبر و استقلال اور شریعت پر قائم رہنے کی وصیتیں فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کیا حسین نے صبر اور اسی کی تلقین

شہید زندہ ہیں داد و دل بل فرمیں

امام زین العابدین سے ماتم کا حکم

(۱) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا کے بعد تقریباً پچیس برس دنیا میں رونق افروز رہے، لیکن مقام کربلا میں نہ لکھی توجہ حضرت شہداء کی مصیبت پر ماتم و فوج کیا پیچھے نہ پیچھے نہ دلوں کیا نہ مائی مجلس قائم نہیں، بلکہ بڑے صبر و استقلال سے اپنی زندگی کو بسر فرمایا اور کوئی کام خلاف شرع نہ کیا، حالانکہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کربلا کے تمام حالات کا مشاہدہ کیا، اور ان کا جگہ جگہ مصیبتوں کو اپنی جانوں پر اٹھتے دیکھا اپنے اعزاء و اقارب کو دشمنوں کی تلواروں سے پیوند فرماتے دیکھا تلواروں کی بے ترمی دے، انصافی اور قساوت قلبی کا نقشہ دیکھا یہاں سے یہاں سے معلوم ہے پانی کو ترستے دیکھتے چلے تھکتے ماں باپ کی رحمت بھری آغوش سے جدا ہوتے دیکھا۔

(۲) امام زین العابدین سے حدیث مروی ہے۔

انما تحتاج المؤمن الى الموحى
یعنی خود تو کو صرف انصو بہا ہے نہ
سے کچھ نہ کہنا چاہیے۔

حضرت امام جعفر صادق سے ماتم کا حکم

(۱) آپ سے روایت ہے عن عبد اللہ
قال الصبر من الايمان بمنزلة
البر من الجسد اذ لا يذهب البر من
(۲) آپ سے روایت ہے عن عبد اللہ
قال الصبر من الايمان بمنزلة
البر من الجسد اذ لا يذهب البر من

ذهب الجسد كذا قال اذا ذهب الجسد اى طرح اگر صبر مائے توبہ تو دردت ایمان سے
ذهب الايمان رکا، یعنی توبہ فرار کا ہی چھ، اسی ایمان محروم رہ جاتا ہے۔

اسی طرح دیگر ان کرام جو توبہ سے کبھی بیکہ بعد دیگرے رونق افروز ہوتے رہے،
ان میں سے کسی نے بھی خلاف شرع کام نہیں کیا نہ کسی کے ذمہ کوئی شبہ زبانی، کسی کا مالوت
بنایا اور نہ کسی کا گھوڑا وغیرہ نکالا اور نہ ماتم کیا نہ بالحق پیشا اور نہ کوئی کام خلاف شریعت کیا۔

ان حوالہ جات سے کیا ثابت ہوا؟

تا ظہر بالکلین! قرآن مجید اور حدیث صحیحہ اور ائمہ اہل بیت و انوار اللہ تعالیٰ علیہم
جمعین کے ارشادات عالیہ سے روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہوا کہ شہداء کرام چکر اعلا
کلمۃ الحق اور محض رضائے الہی کے حصول کے لئے اپنی عزیز جانوں کو قربان کر دیتے ہیں وہ قطعی
طور پر زندہ ہیں، ان میں زندوں کے آثار و علامات متحقق ہیں، اس قرآنی پرورش و خرم ہیں۔
بار بار اسی کا تضاہد کرتے ہیں رحمت الہی ان کا پرورش مستقبل کرتی ہے، ابدی کامیابی ان کی
کاروائی سے سر فراز و محفوظ دلیں، ان کو مردہ یقینوں کا کیا معنی بلکہ مردہ کہنا بلکہ مردہ خیال کرنا
بھی ناجائز و حرام ہے، ان کے حق میں مردوں کا سا سوگ و ماتم نہ ماننا مردوں کے کرام و لوازم
اختیار کرنا حق پر ایک غیر اسلامی شعار اور بدعت ہے اور ناجائز۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اگر تمہارے دل میں قرآن مجید کی عملی محبت ہے، سرور کائنات
مغفور جودات، حضرت عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کا پاس ہے، ائمہ اطہار کی
پاکیزہ زندگی کا نمونہ حرز جان ہے، تو ہمارا اولین فرض ہے کہ جو جب دیرایات غم نہ کر دے اللہ
ان حوالہ جات کو بدرجہ پر نہیں غور کریں، فکر کریں، اور سوچ کر ترجیح لیں، انشاء اللہ تعالیٰ حق
واضح ہو جائیگا، اور وہ یہ کہ موجودہ ماتم و تعزیر اسلامی فقط نظر کے خلاف ہے، بدعت
ہے، لہذا اس سے پرہیز لازم ہے۔

علماء کرام سے ماتم کا حکم

(۱) ویحرم النوح و شق الجیوب یعنی نوحہ کرنا، گریبان پھارنا اور دلوں کو

شمس الخیر و دلو طہا وغو ذالک۔ کہیں شرح فیہ اعلیٰ کو پیشا وغیرہ سب حرام ہے۔

(۶) قال محمد بن النواور ولا یجوز الاخذ بالسنن من مآثر ابوها او اباها او اخوها یا ب۔ بیٹا، بھائی، والدہ وغیرہ پیوگ جاز نہیں (رشائی)

وانما هو فی الزوج خاصۃ
(۷) وایا تم ایضا ان یشغل فی ایام عاشوراء بیدع الرفضۃ هو الذی یبذل الحنہ والحزن ذلیس ذالک من خلق المؤمنین الا لیکن یوم وفاته صلی اللہ علیہ وسلم اوقی بهذا الک۔

(۸) تعزیر داری و محرم و سافتر خارج و صورت وغیرہ نہایت (فتاویٰ عزیزی) جانا جائز نہیں۔

(۹) سوال۔ زیارت ناپوت و تعزیر و فاقہ پر فاقہ چھٹا اور شریعہ چھٹا سننا اور اُس پر فریاد و نوحہ کر دینا کوئی نافرمان سے اپنے کو جرم خودی باقم لکھائیں چہ حکم دارو؟

جواب۔ اس چیز بامعنا نادر است کہ آپ اسلحہ بروایت قطیب آورده۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَارَ شَيْعًا بِلَا رُجُوحٍ رَفَاؤِی حَرْبِیَّ (۱۰) جواب۔ یہ سب ناجائز اور حرام ہے کتاب آج میں بروایت قطیب مذکور ہے کہ اس شخص پر جو بناوٹ کا ادا قدم ہاروی کی زیارت کرے خدا کی لعنت پڑتی ہے۔

(۱۱) مجلس تشریح میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا حرام ہے وہ جو زبان ناپاک لوگ اکثر تیرا یک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر تھا گیا ہے کہ تفسیروں کو جو شریعت دیتے ہیں اس میں لاتے ہیں اور کچھ نہ ہوتا اپنے

یہاں کی تفسیر کا پانی ملائے ہیں اور کچھ نہ ہوتا ہے روایات موضوع اور کلمات شنیعہ باقم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں گے سنیں گے اور سننے کو کہیں گے ایسی جگہ جہاں حرام ہے ورنہ تعزیر داری شیخ اول مسکت مولف حضرت مولانا مولوی محمد رفیع خاں صاحب بلوچی تدریس فرماتے خطا کثیرہ مضمون کو باہم زبرد کلاس پر عمل کیجئے۔

تا تم مروضہ کا حکم

(۱) عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام جابر شمس کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ جو شخص اسلام سے ہوجھا کر بڑھ گیا ہے اسے فرمایا کہ شیخ ہمارا ساقہ دہل اور اگر بڑھ کر نہ کرے گے یعنی زبان سے من النواصی ومن اقام النوحۃ فقد ترک الصبر واخل فی غیر طریقہ تنا ومن صبر واستوجع وحمد اللہ عزوجل لعل رضی یصاصم اللہ ووقع اجرک علی اللہ تعالیٰ ومن لم یفعل ذالک جزى علیہ القطنی وھو ذمیم واجط اللہ اجرک (۲) فرعون کا بیاب الصبر الجبر و جلاء الیمون (۳) ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔

(۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ مَثَارُ مَنْ حَرَّبَ الْخُذَّ وَذَ شَقَّ الرَّسَّ دَلَّ عَلَى بَیْئَتِهِ (۵) حضور طایبہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو معصیت کے وقت اپنا گریب نہ پھیلائے اور رشتہ داروں کو پیٹے وہ ہم سے نہیں۔

(۶) النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر بلا توڑ کئے خرچائے تو بہت نقصان ہوگا۔ اَلْخَالِیْقَةُ اِذَا كَلَمَتْ قَبْلَ مَنْ مَدَّهَا قَتْلًا یَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سُبْحَانُ مَنْ قَتَلَ مَنَّهُمْ (۷) میں اسے اس سے کہنے کی جودر اسی آگ سے جلنے لگے

قُلْتَ اِنِّي مِنْ جَنْبِ رَسْمٍ اور پہنے دانے کو حلال ہے۔

(۳) جناب امام باقر فرماتے ہیں کہ میت کے لئے پانچ موت سے صرف تین دن سوگ کرنا چاہیے
 (کتاہن لایحضرہ الغقیہ ص ۵)

(۵) باسنا جیحیم ابن عبد اللہ علیہ السلام جیحیم ابن عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المسلمین لا علی غلبہ ولا علی ضعفہ وقتہم صیبت کے وقتہم صیبت سے اپنی رائے پر اٹھنا مارا اُسکے ثواب کو ضائع کر دینا (فروع کافی ص ۳۶) اور اس پر کوئی اجر نہیں ملتا۔

(۶) فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے آوازوں کو دشمن رکھنا ہے گدھے اور گدھے اور نوکر کرنے والی عورت کی آواز کو۔ (تفسیر عمدۃ البیان ص ۲۳)

(۷) سنت ہے کہ تین دن تک نہ سوئیں صاحب نام کے واسطے کھانا بھیجیں اور تین روز سے زیادہ غم والہ نہ کرنا چاہئے مگر عورت اپنے شوہر کے واسطے چار ماہ دس روز سوگ رکھے۔ (توضیح صراط مستقیم ج ۳ ص ۳ باب دوم)

(۸) لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ سنے والی پر دو پر لعنت کی ہے۔
 ابن حشر شیعہ کتابوں سے ثابت ہوا کہ جزع و فزع اور درجہ ب ناجائز ہے۔

۱۰، خلاصہ ارشاد است مذکورہ بالا

برادران اسلام! اور عزیز بھائیو! قرآن مجید اور تفسیر مزہر اور حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور تفسیر اربعین مجتہدین کرام و زنگان عظام حضوران اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ان ارشادات سے روز روشن سے زیادہ ثابت ہوا کہ جو شخص جانی یا مالی مصیبت پر صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لشکر بجالاتا ہے اُس کی تقدیر پر دل جان سے راضی ہو جاتا ہے اور زبان پر سوائے اللہ و انا و الہدیر راجعون کے اور کچھ نہیں

لگا۔ وہ یقینی طور پر اپنے اللہ کی تقدیر پر راضی ہوا اور اپنے صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے فضل و کرم سے مال الکریم اور جن سے یہ صبری کی نوعہ پیشکش چلاتا رونا کھپڑوں کا پھارنا، بالوں کو توچنا اور خلاف شرع باتیں کہیں اور تین دن سے زیادہ کٹا ٹھکنیں مقرر کریں جیسا کہ آج عاشورایں یہ سب کچھ ہوتا ہے بلاشبہ اپنے رب کریم کے حکم پر راضی نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تفسیر اربعین کے ارشادات کے خلاف کیا بلکان کے متنازع ہیں ایک نایاب گھر ہے، اس اور اُس کے رسول اور تفسیر بہتان باندا ہے ان کی شریعت کا خلاف کرتے ہوئے ان پاک روئیں نامزد ہیں اور اپنی بدعتی اور نفس پرستی کا ثبوت دیا ہے، ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آواز دے گا کہ اُس کے پاک بندے قطعاً ناراض ہیں اُس کو ذرہ بھر ثواب نہ ملے گا۔ اُس کا ایمان و اسلام ضائع ہو گیا۔ توبہ کئے بغیر مر گیا تو قیامت میں اس کو جہانے والا لباس پہنا کر عذاب کیا جائیگا۔

عزیز بھائیو! بزرگو! دیکھا شریعت پاک اور اندام کرام کا اس رسمی نام نہ متعلق ارشاد و حکم کس قدر نفوس سے کہہ کر ہمیں خوش محبت و غیرہ میں شریعت کا خلاف کرتے ہیں۔ اور بجائے ثواب کے ایمان و اسلام کو بھی ضائع کرتے ہیں۔ اٹھتے اور توبہ کیجئے۔

لے اللہ سب کو ناجائز باتوں سے بچا اور شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

شریعت میں سیاہ اور ماتمی لباس کا حکم

میرے اسلامی محترم بزرگو! کون نہیں جانتا کہ موت کا اثر ہوتا ہے پس ماندگان کو سخت پریشانی ہوتی ہے۔ حالات تغیر ہو جاتے ہیں اور شریعت سے اس پریشانی کو ایک طبعی امر قرار دیتے ہوئے تین دن تک اجازت فرماتی ہے لیکن اس سے سخت روکا ہے کہ اس امر میں کوئی ناجائز بات کی جائے۔ آج ہمیں یہ فرض و پھر خلاف شرع کام کرنا پڑتا ہے وہاں سیاہ لباس یا مخصوص خمر میں پہننے کی بھی رسم اوکا جاتی ہے۔ اور پھر دلطف یہ ہے کہ اس کو موجب ثواب خیال کیا جاتا ہے۔ حلالہ کہ شریعت پاک میں یہ فعل نہ محمود ہے اور نہ اس پر کوئی

ثواب مقرر فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اس پر شریعی وجہ و ثبوت نہیں موجود ہے۔

(۱) مثل الصادق علیہ السلام عن حضرت جعفر صادق سے پوچھا کہ سیاح کلاہ پہن
المسافر فی القلنسوة السوداء قال لا کرنا یا تاجر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اس میں نماز
تصل فیہ لانہا لباس اہل الشارو مرت پڑھو کہو نہ کرو وہ دونوں کالہاس ہے اور
قال امیر المؤمنین فیما علمہ لا بل امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ سیاح لباس سنت
تلبسوا السوداء فانہ لباس فیعون۔ پہن کر کہو وہ فرعون کالہاس ہے۔

کتاب لا یحضرہ الفقہ ص ۵۸ اکرامہ نامہ ص ۵۸ فروغ لا فی حجۃ

(۲) مثل الصادق عن الشلوۃ حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ سیاح
لبس السوداء قال لا یصلین فیہا لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس
فانہا لباس اہل الشارو قالہ میں پرگز ڈھری جائے اسلئے کہ وہ دونوں کالہ
امیر المؤمنین فیما علم اصحابہ لا لباس ہے اور حضرت امیر المؤمنین نے اپنے
تلبسوا السوداء فانہ لباس فیعون۔ اصحاب کو فرمایا کہ سیاح لباس سنت پہن کر کہو نہ
وجہ الدعی ص ۲۲ بحوالہ ابن الاثیر الفقیہ وہ فرعون کالہاس ہے۔

(۳) امام جعفر صادق نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ دونوں سے
کہدے کہ میرے دشمنوں کالہاس نہ پہنیں یعنی سیاح لباس کیونکہ وہ دشمنان خدا فرعون وغیرہ
کالہاس ہے اور جامع عباسی پانچوہ بابی مصنف ملا بہاء الدین شمس الدین رافعی دہلی ص ۱۱۲

(۴) سیاح پڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جامع البحر فی تصیح جامع الزیوی نوکشی ص ۶۹
جلاد الیعون ص ۶۳۔ یعنی جبکہ سیاح لباس کو موجب ثواب خیال کیا جائے۔

عزیز مسلمان بھائیو! ان باتوں کی حالت سے ثابت ہوا کہ سیاح لباس لازمی پہننا دشمنان خدا
کا شیوہ ہے وہ دونوں کو لباس پہننا یا کھانا ایمان دان کو اس کا پہننا جائز نہیں۔ اس
میں نماز پڑھنی اور عبادت کرنی مکروہ ہے اور اس کو موجب ثواب کہنا ایک ناجائز چیز
کو جائز قرار دینا ہے جو کہ مسلم دشمن کی شان سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ناجائز کرموں اور
شریعت کی مخالفت سے ہر ایمان دار کو بچائے۔ آمین۔

ہی کی رحمت بھی جو دل میں ہوگی چاہے بھی کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی
ذات راہی سنت و جماعت کے نزدیک سیاح کپڑے کا استعمال اور اجاحت میں بے جائز
ہے جیسا کہ اسکو کسی سوگ و نام کا شعرا قرار نہ دیا جائے مگر شیخ حضرت پیران کے ان
تلامذات کے پیش نظر لازمی اور ضروری ہے کہ وہ نام وغیرہ منانے کیلئے سیاح لباس استعمال
کرنا چھوڑ دیں۔ اور دنیا و آخرت کے خسار سے بچیں۔

مروصہ نام کی ابتدا

میرے اسلامی بزرگوار اور محترم بھائیو! ایک فطری بات ہے کہ جب ہم دیکھتے
ہیں کہ اہل نامی صورت قرآن مجید اور حدیث پاک اور اقوال ائمہ رشد و
ہدایت سے ہمیں ملتا تو سوال ہوتا ہے کہ آخر وہ مسلمانوں میں اور پھر وہ بھی اتنی شد و حد سے
کیسے رائج ہو گئی جتنی کہ اس کو جزو ایمان اور ترقی ایمان و اسلام کا ذریعہ خیال کیا جا رہا
ہے مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے ایسی صورت کو کیسے اختیار کر سکتے ہیں؟

تجسس اور تتبع سے جہاں تک معلوم ہو جائے وہ قبول حضرت شیعی ہے۔ کہ میرے پہلا
شخص جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو وہ نام غیر شرعی کی بنا ڈالی۔ وہ
بڑا بھٹا جو کہ ان کے قول کے مطابق اہل بیت کا سب سے بڑا اور بڑا دشمن اور حضرت امام
حسین علیہ السلام کو درگزر نہ ملے بلکہ کافق ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی جلد ۱۱ الیعون ص ۵۲
پر لکھتے ہیں ترجمہ

مجلس وقت اہل بیت حسین کا قافلا کو کوفہ و مشق میں آکر دربار بزرگ پر پیش ہوا۔
تو بزرگ کی عورت (ہندہ) دختر محمد بن ادریس کے تاب ہو کر ہے پر وہ دربار بزرگ میں پہنچی
آئی تو بزرگ نے دو رکعت کی سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا کہ ہندہ تو فرزند رسول صلی اللہ
علیہ وسلم بزرگ قریش پر جو عروازی کر این کرنا لیمن سے ان کے معاملہ میں جلدی کی اور
حال یہ ہے کہ میں انکے فعل پر عین مند دھتا
چنانچہ مشہور شیعی مرثیہ گوید سیر کہتے ہیں۔

پہنچی جو بے حواس وہاں پہنچا ہوا تھا
 پہنچ کر میں جھٹکے سکینہ کو تنگے سر
 تا تم کیا حسین کا سر زور شور سے
 اور نیز جلاہ العیون کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ پر ہے کہ۔

”جب اہل بیت حسین علیہ السلام داخل ہوئے تو اہل بیت یزید نے اپنے زیوروں کو
 اتار کر مٹی لباس پہنا، صدمے کو دیکر بے بند بڑی اور بے تدبیر کے گھر تین روز تک برابر ماتم
 برپا رہا۔ اور صاحب خلاصۃ المصابین ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ جب علم شرم
 پیش یزید کی گئیں تو۔“

کان بید کا منداہل فجعل
 یسجد و موعہ فامم ان یدخل فی
 ہند کا بنت عامر فادخل عندھا
 فہم من داخل القصص لکھا غزل اے
 و عویل۔ عمل کے اندر سے گریہ و زاری کی آواز زباں سے
 اسی طرح تاریخ التواریخ ص ۳۳ پر بھی ہے کہ۔ سنائی دیتی تھی۔

رسد ماتم بہن یزید نے کی
 جس کو شیعہ کہیں زبان سے بُرا
 میں مسلمان یزید سے سب زار
 بات اگر کیجئے غور کچھ بھی نہیں
 جب اہل کو زور نہ اور نوہر کرنے لگے تو حضرت امام زین العابدین ان کی
 اس مکاری پر خاموش نہ رہ سکے اور ارشاد فرمایا۔

ایستکون من اجلنا من ذا
 الذی یقتلنا
 اور رونے والا بتاؤ کہ اور بہا و افاق
 بھلا بے کون یعنی خود ہی تم نے قتل کیا اور آپ
 ہی نوہر و ماتم شروع کر دیا۔

حضرت سیدہ ام کلثوم نے عمل سے سراپا نکالا اور نوہر کرنے والوں سے کہا چپ
 رہی رہو تمہارے ہی مردوں نے تو ہمیں قتل کیا ہے۔

ہلہ یا اہل الکوفۃ تقتلنا
 دجا لکم و تکتینا سادک فالحاکد بدیننا
 و یبیکم اللہ یوم الفصل لقتضایا۔
 (انبارہ تم ۳۸) میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔

سیدہ حضرت زینب حضرت ام حسین کی ہمیشہ نے ارشاد فرمایا۔
 یا اہل الکوفۃ ایشکون و تفتینون اری
 واللہ فابکوا کثیرا و اضحکوا قلیلا
 ماتم کرتے ہو خدا کرے تمہاری قسمت میں رونا
 بہت اور ہنسنا کم جو۔

کسی نے نہ پالی میں غالب اسی کا ترجمہ کیا ہے۔
 رب اول منکان ابیدعاش کو فیہ اول من بجاووں
 خوشی تسانوں کدی نہ ہوئے نہ تکی سے ہوائے
 پی دعا قبول مانی دی اوپر نہ توئے سائے
 میرے مسلمان بھائی! ان حوالات مذکورہ سے واضح ہوا کہ یہ پہلا دن تھا جبکہ عجم
 یزید کا ناجائز طور پر ماتم کی ابتداء کی گئی اور یہ بدعت پیغمبر یزید کے گھر سے شروع ہوئی اور خود
 اس کے گھر والوں نے اس میں بڑی دھوم دھوم سے حصہ لیا، حتیٰ کہ تین روز تک ماتم جاری
 ہوئی رہی۔

یزید بھی ثابت پڑا کہ خاندان اہل بیت نے باوجودیکہ صدمات بڑا بالکل مانگے تھے۔
 بلکہ بنو زخم نہ ہوئے تھے مگر غلاف شرع ماتم سے روکا اور سخت منع کیا اور رونے والوں کے
 حق میں دعائے برکتی کہ تمہاری قسمت میں اللہ کی قسمت تک رونا کرے اور ہمیشہ رونے کو
 کرتا، ماتم کرتے ہی نظر آؤ۔ لے اللہ ہم سب کو اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
 اہل بیت کی بدو عاؤں سے بال بال بچائو۔ اور ان کے قدم بقدم چلنے اور ان کی ہمتی

حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم کہیں

یہ ذیل کے بعد پھر دوسرے شیعوں اور دشمنان اہل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب یہ کہ زندہ رکھا، بلکہ یہ سبب ہی آگے قدم رکھا کیونکہ یہی عہدیں زکوٰۃ میں جیتنے کے لئے کوئی دن مقرر تھا اور اس کو بطور رسم ادا کیا جاتا تھا اس کے مرنے کے بعد کوئی شیعوں نے عاشورہ محرم نامہ کے لئے خاص کر دیا اور اس کو یکجہت رسم خاص ادا کرنا ضروری اور لازمی سمجھا، ملاحظہ ہوں جو احوال متذہب ذیل

مختار لفظی پہلی صدی کا ایک مشہور شخص ہے جو کہ شیعوں میں اہل بیت تھا والد علی بن ابی طالب نے یہی تعلیم اور فاضل تالیف قلوب شیعوں سے ہے کہ کو فرس اس رسم بدوہا جیتنے کی نیا دوا لی۔ اور اس میں بہت سی چیزوں کا اضافہ کیا جب اس میں اہل بیت کے کو فر پانا پر تسلط جمایا تو علی الاعلان کو فریں رسم نامہ کو جاری کیا اور نہایت یکجہت بنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کرسی نکالی۔ اور بڑے دھوم دھماکے سے اس پر تشریف کی حالانکہ یہ کرسی حضرت علی کی نہ تھی، بلکہ کسی دوکان دار اور خون فروش کی تھی جسے طفیل بن جعد نے چرا کر حضرت عقیلی سے اس کا کام لئے دیا تھا۔ ترجمہ اشعار شری

علاء و شیرستانی نے لکھا ہے کہ کو فرسی پرانی تھی مختار لفظی نے اس پر شریعی خلاف چڑھا کر اسے خوب آراستہ کر کے ظاہر کیا کہ حضرت علی کے خوشہ خیزین سے ہے جب کسی دشمن سے جنگ کرتا تو اس کو صف اول میں رکھ کر اہل لشکر سے کہا کہ اگر مجھ کو قتل کر دو تو حضرت تمہارے ہاتھ میں ہے تمہارے درمیان یہ تاہوت یکجہت مانند تاہوت بنی اسرائیل ہے اس میں یکجہت ہے اور فرشتے تمہاری امداد اور اعانت کے لئے نازل ہوتے ہیں، دلائل واضح صریح صحت۔

معاذ اللہ ائمہ ربک افتخار غصہ

یہ دوسرا دن تھا جبکہ تمام حسین بن علی کی سنت کو یکجہت رخصتی جاری رکھتے ہوئے بطور رسم اور رواج ادا کیا گیا۔

پھر معزز الدولہ نے اس رسم یہی کو اور مضبوط کر دیا جو کہ ایک عباسی غلیبہ کا وزیر تھا اور سخت متعصب شیعوں تھا اور ۳۴۹ھ میں شہادت اہم مظلوم کی یادگار بننے

کے لئے عاشورہ مقرر کر دیا۔ اس کے تعین کے کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ عرب شیعہوں نے ۳۰۰ھ میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر بعض صحابہ کرام کی ذخیرہ قدس پر لختی الفاظ لکھا کہ جیسے اور رات کو کسی نے شائع کیے تو معزز الدولہ نے پھر حکم اٹھا دیا لکھو اپنے۔

(تاریخ الخلفاء) ۱۸۰ھ ذی الحجہ کو نہایت دھوم دھماکے سے عید غدیر منانے کا حکم صادر کیا چنانچہ عید غدیر منائی گئی اور ساتھ ہی ساتھ خوب باجے بولنے لگے۔ پھر اسکے بعد ۳۵۰ھ کو خاص نامہ عاشورہ محرم کا حکم عام دیا کہ غم حسین میں دو گنا بند وایا کریں سوگ

نہ پکائیں خرید و فروخت نہ کریں بالکل ہڑتال کر دیں یا کوار بند وایا کریں سوگ کے لباس پہنیں عورتیں بال کھولے ہوئے نہ ہڑتال کر دیں ماری ہوئی خاک متی ہوئی گویاں چاک کرتی ہوئی شارب عام پر نکلیں چونکہ اس وقت اہل تشیع کا وہاں زور تھا۔ اس لئے اہل سنت و جماعت مقابلہ کرنے پر تیار نہ تھے لوگوں نے معزز الدولہ کے حکم کی تعمیل کی بعد میں اسی وجہ سے شیعوں دشمنی کے درمیان بڑا فساد ہوا اور لوٹ مانک نوبت پہنچ گئی۔ ملاحظہ ہوتا تاریخ ابن خلدون ۵۳۵ھ ۳۰۷ھ بیان الامر ترجمہ تاریخ الخلفاء

۳۰۰ھ کا کل ابن اشرف ۱۹۰ھ ۲۰۰ھ کا نمبر سید علی صاحب بیروت آف اسلام ۳۰۰ھ انگریزی میں لکھتے ہیں کہ معزز الدولہ نے یادگار امام حسین و دیگر شہداء کو بلا یوم عاشورہ کو نامہ کادان مقرر کیا۔ اور اسی طرح تخصیص قیام کا ۳۰۰ھ وہ پہلی ہے اب دنیا بھر کے شیعہ حضرات نے اس پر بندہ ہی رنگ چڑھا کر اس کو فرضیہ مذہبی بنا لیا ہے۔ ترجمہ مسالک اصحاب قرار لے رکھا ہے۔ ایک عظیم الشان بڑے ثواب اجر کا ذریعہ سمجھا ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے دینی چوٹی کا زور لگایا جا رہا۔

بہر صورت ائمہ حسین کے رواج و ابتداء کی یہ مختصری داستان ہے کہ اولاً وہ خانہ یزدیہ میں مجسمہ یزدی شرف نما اور ثانیاً بیحدت رسم و رواج مختار لفظی و مسالک نے اس کو رواج دیا اور ثالثاً اب دنیا بھر کے شیعہ حضرات نے اس پر مذہبی رنگ چڑھا کر اس کو فرضیہ مذہبی گردان دیا ہے۔ ناظرین انصاف اور ذر و روشن کی طرح

بجلا شہداء پرستہ ہو کر قرآن مجید و غیرہ سے اس قائم و دائم کو کوئی ہوت نہیں اور شریعت میں یہ کسی بھی تعزیر نہایت زجر و حرام ہے اور ائمہ اہل بیت نے بھی اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور خلاف شرع عیسائے کلمہ لکھا جا چکا ہے اور ایسا کرنے سے نہی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدسہ راضی ہوتی ہے نہ اہل بیت، ہاں بڑے دیگر دشمنان اہل بیت کی رویتیں اگر خوش ہوتی ہوگی جنہوں نے اہل بیت پر بے پناہ ظلم کئے اور پھر خود ہی قائم و دائم کو ناجائز شروع کر دیا۔ پھر کھلا اس قائم و دائم کو بے پناہ بریدی بریدی راضی نہوں گی۔ وہ تو بڑے فحش کہتی ہوں گی کہ ہماری اس مافیہ کرم کو جاننے والو بیعتہ و بڑا آدمی ہو۔

لے انسان اقامی حضرت کوشہ ہذا کہ بلا اور دیگر احوال اہل بیت کی مارشگی اور ان کی بددعاؤں سے بچا۔

اللہ تعالیٰ ایسے قائم اور دیگر خلاف شرع چیزوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے جس سے بچ کر یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کی ارواح ناراض ہوں۔ آمین ثم آمین۔

شریعت پاک میں تعزیر و جبر یعنی تعزیر جسمانی کا حکم

اسلام میں تعزیر یہی تھا کہ حضرت شہداء کرام کی ارواح پاک کا ایصال ثواب دے رکھنا خواتین کی سعادت کو کافی سمجھا جاتا، مگر اب عرف عام میں خاص طور پر ہندوستان میں تعزیر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس کی نقل کو کہتے ہیں جو کہ تعزیر یہ یکے بعد دیگرے ہے۔ روضہ اقدس کی نقل اگر بطور رحمت و نظر شوق گھر میں رکھی جاتی تو اس میں جہنم نارنج دھنچا جیسا کہ کٹر کٹر مومینہ عتیقہ و دیگر روضہ ہائے مبارکہ کی نقلیں عموماً گھر میں ہوتی ہیں مگر انفس تو یہ ہے کہ جابولوں نے اصل نمونہ دیکر نہایت دودھ دیا تو دودھ کے اکثر ایسی ناجائز باتیں میں ہیں اس میں شامل کر دی ہیں جو کہ شریعت میں سخت منہج ہیں۔ اول تو تعزیر میں روضہ اقدس کی صحیح نقل ہی نہیں ہوتی۔ ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑائی اور یا نمونہ جس کو صحیح نقل سے نہ کچھ علاوہ نہ نسبت، پھر کسی میں پیریاں کسی میں اوپر ہودہ یا عبادت پھر کوچہ کوچہ انہما عزم کے لئے ان کو لے پھرنا اور ان کے گرد ویدنے کوئی اور فوج گری قائم یا نہی سے شوق پانگنا۔ پھر کوئی

اس کو جھٹک جھٹک کر سلام کرتا ہے کوئی مشعل طواف و مسجد ہے کوئی لائی کو امام حسین کا جلاہ خیل کرتا ہے اور کوئی صاحب دروا اور جاتے پناہ کوئی مفتیں ہاتھ ہے کوئی عریضیں ہاندھتا ہے اپنا پتھر شیعی عمدہ ابدیان مطبوعہ یوسفی دہلی کے شہر اجیرا میں اس کی تفصیل موجود ہے جس میں مصنف نے تعزیر کی ہے کہ یہ سب باتیں ناجائز اور ممنوع ہیں اور ان کے کرنے سے سب ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کے عنوان "شہیدہ تعزیر تعزیر میں مروجہ باتیں اور قائم کا حکم" ص ۲۵ کے تحت۔

اسی طرح کتاب الفیض ص ۱۱۱ مصنف سید محمد رضی الرضوی القمی بن علامہ سید علی الحائری شیعی لاہوری صاحب تفسیر لوامع التفسیر میں بعنوان "اصلاح مراسم تعزیر داری" کے تحت لکھتے ہیں۔

"تعزیر داری کے موجودہ رسوم و خلاف شرع اور قابل اصلاح ہیں مثلاً ذوالجناح اور تعزیر کے ہمراہ طواف کا ہونا اور ناچوں کے سامنے شہداء کا چھٹنا بعض نوجوانوں کا مسکوت ہوتے ہیں کہ ٹکٹا نیلا لگا کر اور بے حاشو لاؤاڑیاں منڈا کر ذوالجناح کے ہرگز ہونا ذوالجناح کے نیچے بچوں کو ٹانگے کاں چھوڑنا ان پر عرضیاں یا غصہ ان کے نیچے کرے اور مرغ ذبح کرنا ذوالجناح و حیوان کا پس خوردہ و دودھ برکات شرف مخلوقات انسانوں کو پلانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں کسی ایسی بات ہیں کہ کوئی بھی مذہب میں حدیث نہیں ہے نہ قرآن و حدیث میں ان کا ذکر کیا ہے، عوام الناس سے خواہ مخواہ ان باتوں کو فرستے مذہب بنا رکھا ہے، اور جس مذہب میں کوئی حکم نہ ہو ظاہر ہے کہ وہ ایک لغو فعل ہے اور مذکورہ باتوں کو تو بعض باتیں حرام اور گناہ گہرے ہیں، ان کو فوراً ترک کر دینا چاہیے۔

عزیز دایمی و بدشیتیں ہیں جن کے باعث تمہارے مذہبی پیشوا اور عاشورا تعزیر اور ذوالجناح کے ہرگز جانے سے احتراز کرتے ہیں خاصہ کتاب مجتہد اسلام سرکار شریعتدار علامہ سحرانی مجتہد العصر اعظم کو ذوالجناح کے ہمراہ جاتے ہیں

کسی نے کبھی نہیں دیکھا ارحمؑ افسوس ہے کہ عاشور میں جن اعمال کے کرنے کا حکم مذہب سے ملنے دیا ہے، بہت کم ایسی تعمیل کی جاتی ہے۔ سید الشہید عبدالسلامؑ نے تو عین ظہر و زعارشواہ کو خاص اوقات شہادت بھی ایسی سخت معصیت کے وقت نماز کو ادا کر کے قوم کو تعلیم دی ہے کہ نماز جیسی ضروری عبادت مقرر مسکن کی قسمت میں کسی طرح بھی ترک نہیں کی جاسکتی۔ مگر عین عہد و دروں کا حال ہے کہ وہ عاشور کے روز بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور اسی طرح وہ اس روز کے دنے اعمال کو اہل کرتے ہیں نماز پڑھنے سے عاشور کے سب اہل جو جاتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے
 وَالصَّلَاةُ اِنْ قُضِيَ قَبْلُ مَاسٍ اَوْ اِنْ دُفَّتْ دُونَ مَاسٍ اَحَدًا. اگر نماز قبول ہوگئی تو پھر دوسرے اعمال بھی قبول ہو سکیں گے ورنہ تمام اہل ہو جائیں گے۔
 (صفحہ ۱۹ پر ہے) "پس دانشمندی یہی ہے کہ مومنین تعزیر داری میں ازراہ تفسیر کے دونوں پہلوؤں کو سمجھ کر دین میں کوئی بھی اصلیت مذہب میں قس نہیں ہے۔
 اور کتنے اعمال کے متعلق مذہب میں ہی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا، اور کم از کم حضرت علماء مجتہدین کا معمول ہے وہی حد اور وسط تعزیر داری میں سمجھ لیں۔
 اور بلاشبہ اس کو اپنا شمار قرار دیں، کیونکہ فاضل علماء کا علم لازماً حضرت امام معصومین علیہم السلام کے اقوال اور اعمال سے مستند ہوا اور ماضی و حال کا اپنے خیالی اور اپنے خیال سے کسی چیز کو اچھا یا بُرا نہیں اسلام کا موجب اور تفریق کی جیسے کا باعث سمجھنا اور اس کو مذہب میں داخل کر لینا مذہب کا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔" اور صفحہ ۲۰ پر ہے۔

"اور جو کچھ بھی لکھا ہے غلطی اور گواہ ہے بعض ایسی کتابیں اور اہل باطن کی اصلاح و فلاح دنیا و آخرت کی نظر سے لکھا گیا ہے۔ اس کو کوئی پچھل کرنے کی بجائے کوئی جاہل کلمہ یا فقرہ شیعہ، اگر خواہ ہو کر کچھ گالیاں دیوے اور اجنادوں میں میرے لئے لکھے تو میری دل شکنی کا باعث نہیں ہوگا۔ ہر بالمعروف اور نہی بالمعسر میں جس نے کسی کو تلامذہ کی نہ پہچان بھی پرواہ کی ہے اور دانشمند

کر دیا گا۔" اسی طرح کتاب الحشاشان میں بھی ہے۔

"فاصل عقیق شیعہ صاحب تغیرؑ کو اوسع القدر نے ایک اشتہار جس میں آپ نے تعزیر اور ذلجناح کو جائز قرار دیا ہے لکھا ہے، اہل حق مومنین کے لئے ان اشعار شریفہ (یعنی تعزیر اور ذلجناح) کی تعلیم ہے کہ کوئی ناپائز امر تعزیر اور ذلجناح کی معصیت میں نہ ہوئے پائے۔ میں نے سید جوادؑ کو لکھا کہ کیا انکی آواز کو سنا، ان کے دوش بدوش چلنا ان سے بات چیت کرنا بالاعتقاد بحال میں فعل حرام اور گناہ کیسویں داخل کیا ہے، مومنین کو ایسے مقدس و انتہائی و نامت کلمات و اوقات مخصوصہ میں ایسے فعل حرام اور ناجائز اور سے اجتناب اور شعائر الہی کی عظمت اور حفاظت کرنا لازمی ہے، اسی طرح فاضل جو صوف نے اپنی تفسیر اوسع القدر ص ۱۰۱ پر بڑی شرح و بسط سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے مرثیوں کے راگ سے پڑھنا سخت منع و حرام ہے۔"

یہی فاضل اپنی کتاب برہان المنقذہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

چار دو ہم بعض اتمام اہل منقذہ نظر از یک
 یعنی چودہویں صورت یہ ہے کہ عقیدہ تنعکس بر دو چیز حرام شد اگرچہ شہوت نہ بند مدت جب ختم ہو جائے تو ایک دوسرے کو کچھ بنا برخواستہ اگرچہ ان شخص محل ہم داشتہ باشد حرام ہو جاتا ہے۔ مرد و عورت ممتنعہ جس کے بل شیندن صورت اہم حرام ہی باشد۔ ساتھ متعکرات یا جن کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور عورت مرد کو جس نے اس سے متعہ کیا ہو نہیں دیکھ سکتی اگرچہ وہ عورت ممتنعہ اس مرد سے حاملہ کیوں نہ ہو۔ بلکہ اس کو عورت ممتنعہ کی آواز سنانا بھی حرام ہو جاتی ہے۔

اس سے ثابت ہو کر عورت، اجنبی کی آواز سننی بھی حرام ہے اور تعزیر میں یہی عورتیں اجنبی خدوں کے روبرو دلی کو چوں میں مرثیے پڑھتی اور راگ الاپتی پھرتی ہیں جو حرام اور اشدر حرام ہے۔

خلاصہ انشادات۔ علماء مجتہدین و فضلاء شیعہ اثنا عشریہ علامہ عار علی

نوٹ۔ غلط کلام کا رد کر دیا ہے اور محمد علیؑ

و علامہ علی الحاتری صاحبان دہلہ مسید محمد رضی الرضوی وغیرہم کے ارشادات عالیہ کا خلاصہ کیا ہوا۔

یہ کون تیز بہر توہمیں باجے بونا ذوالجناح کے ساتھ طوائف اور غیر شرع آدمیوں کا ہمراہ ہونا جھوٹی روایتوں کو چھٹا غیر محرموں کو دیکھنا نہ دکھانا اور ان کی آواز کو نہ سناؤ نہ سنوانا ذوالجناح کے نیچے سے بچوں کو گزارنا اور ان کے کان بچھو دنا غرضیاں یا نہضتاً ذوالجناح رجسوان کا پس خوردہ شرف المخلوقات انسان کو دکھانا پلانا اور اس کے نیچے گئے مرنے وغیرہ ذبح کرنا سب ناجائز خلاف شرع ہیں علمائے کرام نے یہ کون تیز بہر کے ساتھ ہوں یا مہندی وغیرہ کے ساتھ ان کو مذہب شیعہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ علماء و شیعہ ان کے خلاف ہیں اور وہ اس کو منع کرتے ہیں۔ یہ سب افراط و تفریط ہے۔ اس کو ترک کر دینا انیس ضروری ہے۔ ان سب کو عہد کلام نام نے ختم کیا ہے اور اپنے زعم باطل سے ترقی اسلام کا سبب بنا رکھا ہے۔ حالانکہ ان کے اعتقاد کرنے سے دنیا و آخرت کا گھناٹا ہے۔ خسارہ ہے۔ خلوص و محبت کے خلاف ہے اور محض پیچودہ و لغو فعل ہے شیعہ زمینیں نے ضروری اور اس وجہ سے کہ ان سب کو ترک کر دیں پھوڑ دیں اور اپنے مذہب کو علم و ایمان کے قول و افعال و اعمال کو حرج جان بنائیں اور اپنی گواہی جملہ معاد میں پیش و مقتدر اخیال کریں دینی و ملی تقنین کی قرض و تشرع کو ہی حرف اعتراض بنالیں ان کی تصریحات کو چھوڑ کر اپنی دعوئی مختصرات پر پابند رہنا ہرگز ناقابل تعریف نہیں ہے۔

یہ سب اسلامی مجاہد و ستود اور بزرگوں حضرت شیعہ کے ان محققین مفسرین مفتیین اور ان کے ستم جہدوں کے ارشادات مذکورہ سے یہ ثابت ہو کر نہیں تیز بہر و صرت ذوالجناح گرسلاہ کے علاوہ اور سب باتیں ناجائز ہیں جن کو حرم کمال نے محض اپنی طرف سے بنالیا ہے۔ قرآن مجید و حدیث پاک اور اقوال انیس ان کی ذمہ بھرا سہل نہیں ان کو مذہب اور اسلام کی توفیق کا ذریعہ خیال کرنا ایک سناو اور پیچودہ فعل ہے۔ ان میں بہت سی باتیں ہیں جو گرسلاہ کبیرہ اور ترام ہیں جن کا چھوڑنا فرض اور لازمی نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ علماء اور مجتہد اصغر تیز بہر اور ذوالجناح کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کرتے

ہیں۔ ان بدعتوں اور رسوم کو کرنے والے اکثر یہ نماز اور فاسق و فاجر ہیں دین ہوتے ہیں جن کو ذمہ بھرا جو ثواب نہیں ملتا نماز پڑھنے سے سب عمل نپاہ و پر باد ہوجاتے ہیں عوام کا اپنی طرف سے کسی چیز کو اچھا یا بُرا کہنا اور اس کو مذہب کا جزو بنالینا بے معنی اور فضول بات ہے جو ام اور دین سے ناواقف حضرات کو اپنے علماء کرام کی طرف ہر بات میں رجوع کرنا چاہیے کیونکہ علماء کرام کا فرمان و ارشاد و حقیقت انہی معصومین کا ارشاد ہے۔

چونکہ قرآن کردہ انہی مسلمانی کجی خود شیخ ایمان گشتہ ہیں فوراً ایمانی کجی حضرت فقیہ عظمیٰ آقا محمد باقر الحارثی الشریفین حافظ قاری صلی صافی مولانا مولوی (سکندر) صاحب بریلوی قدس سرہ اپنے قادیانی ضویہ میں لکھتے ہیں۔

”تیز بہر میں اگر اہل اسلام ارواح طیبہ حضرت شہداء کرام کے لئے ایصال ثواب پر اکتفا کرتے تو کسی قدر خوب خوب تھا مگر اب تو وہ طریقہ نامرغوبہ و حرج ہوا اہل خرافات پر مشتمل ہوتا ہے کہ نام ہے جو قطعاً بدعت اور ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح نقل و روضہ امام حسین کی ایسے گھر میں بطور تبرک و زیارت رکھنا اور اس کی اشاعت اور تصنع اہل و عوام اور دیگر بدعات شیعہ سے اعتساب کرنا کسی حد تک جائز تھا مگر آج کے سیکل نقل کے ساتھ اہل بدعت و مذہب خرافات کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اس نقص سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اہل بدعت کے ساتھ اس ناجائز بات میں مشابہت اور تفریق داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد اہل اعتقاد کے لئے ایسی خرافات اور بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ لہذا منظر محبت و روضہ انور حضرت امام حسین کا گنہار صبح نقشہ بنائے اور تبرک رکھے جبکہ اگر حسین شریفین سے سبب منظر و مدینہ طیبہ اور روضہ عالیہ وغیرہ کے نقشے آتے ہیں انتہی خفصا

نفس تعزیه کا شرعی حکم

نفس تعزیه اور روضہ انور کی نقل قول تو یہ اصل کے مطابق ہی نہیں ہوتی متعدد صورتوں پر بنا جاتی ہے۔ دوسرے یہ اُس وقت جب کلاس کے ساتھ کوئی خلاف شرع بات نہ ہوتی تو جائز تھا۔ مگر اب جبکہ اس کے ہمراہ کثرت سے ناجائز چیزوں کو شامل کر لیا گیا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ سو ناجائز ہے کہ اس کا نقشہ رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ بدعتیوں کے کسی طرح سے شائبہ نہ پیدا ہو اور اپنے متعلقین کے اس قسم کی بدعات قیہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ حدیث میں ہے اَلنَّفْسُ اَلنَّفْسُ اَلنَّفْسُ یعنی ہمت کی جگہوں سے بچو۔

اور حدیث میں ہے۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
فَلَا يَفْقَهُ مَوَاقِفَ الشُّهَدَاءِ
رُكِّنَ لَهُ وَهُوَ تَحْتَ الْهَيْكَلِ يَجُودُ بِرَأْسِهِ

اور تعزیه بنانے اور گھیر میں رکھنے سے خواہ مخواہ دوسرے کو شہید ہونا ہے کہ یہ اُسی بدعتی گروہ سے ہے۔

حضرت شیر علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے۔

مَنْ جَعَلَ ذُبُرًا دَمَلًا وَمِثْلًا
فَقَدْ خَذِرَ مِنَ الْإِسْلَامِ
یعنی جس شخص نے قبر کو پھرنایا یا اس کی مثال اور نقشہ بنایا وہ اسلام سے خائف ہو گیا۔

یعنی جب اُس پر اصل شے کے احکام جاری کر جیتے جائیں، کتابت لایعینہ العقبہ ص ۳۰ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفۃ الشائع عشرہ فی خواص مذہب شیعہ میں لکھتے ہیں۔

نوع شانہ و صورت چیز ہے لاکھ ان چیز سو ہوں تو یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت کو دادن و در شیعہ میں دیم خیل غلہ کر کے قبور بیعینہ اصل چیز کا کھم دینا اور شیعہ گروہ میں یہ حضرات امین و حضرت امیر و حضرت زہرا و ہم غالب ہے کہ حضرات حسین و حضرت ابیہ

واقصوہ کہند و نگاہاں آگاہیں تو حقیقتہً قلوب حضرت فاطمہ زہرا کی قبروں کی محبت بناتے ہیں جمع انوار ان زہرا گواران صحت تعظیم وافر اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ قبر مسنونہ انوار الہی نمایندہ بلکہ نورت سبحات سانس و فقاہت نورانند کی جگہ ہیں۔ انکی بہت تحلیف کرتے ہیں بلکہ انکی مسجد و سلام و درود و برسان و گس دانہا شے کرتے ناخر چیتے سلام و درود بھیجتے منقش منقش و مزین گرفتہ گرد اگر دایستہ شوند عکس انوں کو لیکر جادو کی طرح انکے گرد اگر در رنگ بجا و دل و داد و دین و دزد گھومتے ہیں اور جب شرک کی داد دیتے ہیں مغلند عقل در حرکات طفلان و حرکات ایت کے نزدیک بچوں کے کھیل اور ان کی ایسی حرکات پیران تابانہ بیخ نقاوت نیست الہ میں کچھ فرق نہیں۔

اور وہ اس کی ہے کہ ہزاروں چیزیں اصل میں تو وہ ناجائز ہوتی ہیں لیکن میں عوارض اور دوسری ناجائز چیزوں کے ساتھ مل کر ناجائز ہوتی ہے۔ دیکھئے علم کوئی بھی ہوا اصل میں تو اُس کو حاصل کرنا جائز ہے لیکن بعض وقت اس سے بڑھ کر بے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا اس کی تحصیل ممنوع قرار دی جاتی ہے جیسے علم سحر، علم کھانت وغیرہ اور جیسے مجلس محفل، مجلس میں جائز ہے لیکن مجالس دنیا سحر کس، شامہ وغیرہ مخالفت شریعت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہیں۔ اسی طرح نفس تعزیه یعنی صرف نقل روضہ مقدسہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اصل میں ناجائز تھی لیکن اب مذکورہ بدعات و خرافات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کس نقل کو اصل سمجھ کر اس پر وہ تمام چیزیں کی جاتی ہیں جن کا تذکرہ استقامت میں مندرج ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

تیسرے اس لئے یہ تعزیه ناجائز ہے کہ شرک اور کفر کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ بعض جاہل اس کو سمجھ کر تے ہیں۔ اس کو حاجت روا خیال کر تے ہیں اور ان کو بعینہ قبر کی سمجھ کر ان پر درود سلام بھیجتے ہیں اور جو اس کی تعظیم مذکرے اُس سے لڑتے بھڑتے ہیں۔ اور وہ مسلمان ہو کر دنیا میں اسلئے آیا تھا کہ کثرت پرستی اور نفس پرستی کو اڑا کر خدا پرستی سکھائے خدا کے دروازے سے بھاگے ہوؤں کو پھر اس ناکارہ حقیقی کے دربار رحمت میں لاکھرا کرے جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے

کیا اُسیوں نے جہاں میں اُجھلا ہوا اس سے اسلام کا بول بالا
 بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا مہرک و دھبہ ناؤ کو جانچا لالا
 آج وہ مصنوعی تعزیر داری کے شوق میں پھر شرک و کفر کا سودا دھرے بھینچا ہے
 اور بچائے جمولے بھالے اسلامی بھائیوں کا بلکہ اپنا بھی ایمان ضائع کرنے پر تیار ہوا
 ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَلِیَّ الْعَلِیُّ

ہو جتے یہ تعزیر اسلئے بھی ناجائز ہے کہ اس میں فضول اور ناجائز طریقہ ہر مال کو ضائع
 کیا جاتا ہے جو کہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے کیونکہ جب یہ تعزیر لگتے ہیں تو بری و عجم
 سے تائب ہے بچے بچے طرح طرح کی گرم بازاری کرتے لگتے ہیں عورتوں کا ہر طرح ہجوم اور
 شہوانی میلوں کی پوری رسوم اور اس کے ساتھ یہ خیال کر کے ساختہ اور بناؤں بڑی تصویریا
 بعینہ اور اصلی شہداء کے جنازے ہیں کچھ کچھ فوج اُتار باقی توڑناؤں فن کر دیتے جاتے
 ہیں۔ اسی طرح ہر سال لاکھوں روپیہ غیر مسلموں کی بیسے لکھ کر زمین میں دفن ہو جاتا
 ہے۔ کاش یہ روپیہ حصولِ جنت کے لئے صرف ہوتا اسلامی کاروبار میں خرچ ہوتا خدا
 تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شریعت کے موافق مال خرچ کر سیکے تو فقیہ عطا فرمائے آمین
 پانچواں اس وجہ سے بھی یہ تعزیر ناجائز ہے کہ اس سے ائمہ کرام اور شہداء کے عظام
 کی پاک رو میں ناراض اور پریشان ہوتی ہیں کیونکہ اس تعزیر کے ساتھ ناجائز اور بیت کی
 بدعتیں کی جاتی ہیں غیر اللہ کو بھیسے کئے جاتے ہیں ان بدعتوں میں مانی جاتی ہیں انکو جولوہ
 گاہ انوارِ امام سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ کہ جینے جازنہ امام ہمام کا عیقاہم جا رہا ہے وغیرہ
 وغیرہ اور ان کے ساتھ جاتے تھے وغیرہ خوب جاتے جاتے ہیں جو کہ شہداء کی بخت
 توہین اور بے عزتی ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم
 اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت خاتون
 جنت رضی اللہ عنہا کی بھی نقلیں بنائی گئیں۔ چنانچہ علامہ صفور محمد میدان ایلچ خاں

شہر کھنڈو ناٹک سرور یعنی مجلس تہذیبی کے نام سے کیا گیا جس کی مختصر سی خبر مولانا
 زبیر نے لکھی ہے اس میں حقیقت میں چھپ چکی ہے۔ رسالہ المہم لکھنؤ ضلع میں اس کا تذکرہ کیا گیا
 ہے کہ اس ناٹک سرور میں اصحابِ مِلّٰت کی نقلیں اُتار کر ہزاروں کے مجمع عام میں جس
 میں غیر مسلم خاص طور پر بلائے گئے تھے۔ ان کی خلاف حاصل کرنے کا نقشہ دکھایا گیا اور
 حضرت علی کی نقل بنکر ان کی گردن میں تسی ڈال کر کھینچے جانے اور جبری معیت لینے کا
 ریس دکھایا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتونِ جنت کی نقل پر دروازہ گرے جانے کا ریس دکھایا
 گیا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

مُسْتَعْتَب سے کراچی عجم میں شیعہ حضرات امام حسین اور ان کے اہل بیت کی نقلیں بنا کر
 ان کی تبدیل کر دینے میں جو لوگ محرم کے دنوں میں عراق و ایران سے ہوائے ہیں اُن سے
 دریافت کیجئے کہ وہاں امام مظلوم کا نام کس انداز سے کیا جاتا ہے واقعہ کر بلا کی پوری
 تصویر کھینچی جاتی ہے، عثمان، اہل بیت و شیعہ ایمان امام حسین سے کوئی شرمناک ہے اور کوئی
 بڑبڑلاؤں ہوتی ہے، وہی شیعہ جو قانون پر ہزار تیراکنے بغیر روٹی نہیں کھا تا خود قانون
 کا لباس پہنے امام حسین کو قتل کرتا ہے چند رنگیوں کو کس کا نام نریب امام کلثوم رکھا جاتا ہے
 پیشید اور عجب علی قاتل ان کے تھوں اور زخموں پر پتھر مارتا ہے ان کے کانوں کی
 پائیاں اور منہ سے فوچتا ہے حضرت امام حسین کو گالیاں دیتا ہے اور انہیں قتل کر کے خوشی
 کے واسطے مچھلتا گاؤں دے اس کے ساتھی بھی گالیاں سننے اور خوش ہوتے ہیں اور عجب
 اہل بیت کا بہترین ثبوت ہم پہنچاتے ہیں امام کے خیمے کوٹے جاتے ہیں مستورا کو تہنہ
 اونٹوں پر سوار کیا جاتا ہے باغداد میں پھرا جاتا ہے ناجائز دھکیلائی دی جاتی ہیں اور
 کوئی غداروں کی نقل آ رہی جاتی ہے محرم ہندوستان کے شیعہ حضرات کو اس سے وقفم
 آگے اور بڑھ گئے امام ہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس اہل بیت کی نقلیں بھی
 بنا کر ان کی جناب عزت کر ڈالی کیا یہی محبت اہل بیت ہے کہ اپنے ہاتھوں سے ان کی
 توہین کرنے وغیرہ مذہب والوں کو بھی اس کا شفا دکھایا جائے اور جن کی بدولت دُنیا
 بھر کی نعمتیں ملیں وجود اور ایمان طے سید ولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین

امت نہیں آئے کسی کے خلاف کراہت میں۔

آگاہ: انیسویں ہجری تک مسیحیوں نے جانداروں کی تصویر تک بنانے کو منع کیا تھا آج مسلمان خود آدمی کی تصویر ہی بنانا کفر کی عہد بنی کر رہا ہے اور محبت کی آڑ میں دشمنی کا ثبوت دے رہا ہے۔ کاش کہ اس بھولے مسلمان کو کچھ فکر شوق و محبت کے طوطے جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ سب شریعت میں ناجائز ہے۔ حضرات شہداء کو کام ایسے فعل سے سخت برگشتہ ہیں۔ ان کی زبان سے ایسے فعل کرنے والے اور فوگے کئے کبھی دعائے نہیں نکلے گی۔

بھائی ابو عزیزؒ: وہ شریعت کا خلاف کچھ کرنا اور عوام جہاں اولین ملاؤں کے پیچھے لگ کر انہماک اور شادیت عالیہ کو نظر انداز امت کرو۔ شریعت پر عمل کرنے ہوئے ان کو خوش کر دو اور ان کی دعائیں حاصل کر دو۔

بہر صورت یہ نفس تعزیر بھی وجوہات مذکورہ بالا کی وجہ سے شریعت میں ناجائز ہے ہر مومن مسلمان کو حتی الوسع اس سے بچنا ضروری اور لازمی ہے۔

گرمیں مشرب وہمیں شیعہ کاریاں تمام خواہد شد

پچھلے اس دور سے بغیر نہایت تیزی سے کہ واقعہ کر بلا جس تصویر اور جن حرکات قبیحہ کے ساتھ کہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سے روح مردہ ہو جاتی ہے، اخلاق گندے ہو جاتے ہیں ایمانی طاقت سے خیر ہو جاتی ہے اور نور انسان نفرت اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے تعاون و تدفین کا خاکہ مرنے لگتا ہے بین الاقوامی زندگی میں ایک عنصر کی حیثیت ہو جاتی ہے کیونکہ تہذیب وادھرات کو گالیاں دینا اور بزرگان دین پر تہذیب بازی کرنا برا معلوم نہیں جہان میں کسے کسے بڑے نامور افراد ملتوں کا وظیفہ نشے رہتے ہیں۔ دیکھو وہاب صاحب شیعہ لاہوری کی کتاب مفتاح الفتح، متمدنہ اعمال عاشورا ص ۳۲ اور کچھ محسوس نہیں کرتے کہ ہم کس دوش میں مشغول ہیں، ہمارے کسے ہماری روحانیت پر کیا اثر کرتا ہے۔

نفس و الجناح اور گہوارہ حضرت علیؑ اصغر کا شرعی حکم

نفس و الجناح اور گہوارہ ہر دو ایک بدعت ہے جس کو شوقیہ مامہیں اضافہ

لرنے کے لئے شیعہ حضرات نے ایجاد کیا جس کے آگے وہ بین کا نام لے کر سینہ کو بی و فحارنی وغیرہ کرتے ہیں کسی گھوڑے کو ڈنڈا لہام بنا کر گزرات اور سالانہ جنگ سے سہا کر اور ایک چاروں کو سرخ داخلی سے متعلق ہوتی ہے۔ اس پر ڈال کر بازوؤں اور پیچوں میں نکالتے ہیں گویا وہ امام حسین کا ہی گھوڑا ہے جو بھی اپنے سوار کو زمین پر گر کر نکلا ہے اس کے ساتھ تمام شیعہ آبادی چھوٹے بڑے مرد و زن چھائیوں کو پتی سر پہاڑ عاک ڈالنی حسین حسین کرتی جاتی ہے۔

اس کے جائز ہونے کی بھی کوئی صورت نہیں! اول تو اس کے نقل مطابق اصل ہی نہیں اور یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت امام حسین کی سواری فخری، بلکہ میدان کر بلا میں آپ اؤٹ ہو سوار ہو کر ہاتھ میں قرآن مجید لے کر محبت کو تمام کرنے کے لئے دشمنان اہلبیت کے سامنے تشریف لے گئے تھے کہ یہ دشمن و دشمن کل روز قیامت سے مذکورہ کرم قبول میں تھے۔ پس تعزیر میں سچا یا اؤٹ ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ ہمیشہ گھوڑا ہی نکالا جاتا ہے۔

دوسرے مسئلے ناجائز ہے کہ قرآن و حدیث سے اور انہماک اہل بیت سے ان کا کوئی ثبوت نہیں اور مسلمان فرض ہے کہ جس کا ثبوت قرآن مجید وغیرہ سے نہ ہو اس سے کوسول دور ہے۔

تیسرے مسئلے بھی ناجائز ہے کہ ان کے ساتھ جو بدعتیں اور خرافات کی گئی ہیں وہ ائمہ اہل بیت کی تصریح اور علما شیعہ سے بھی سخت ناجائز ہیں اور بعض تو حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ مذہب سے ان کو کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بعض عوام کا لانا عام کی ایجاد ہیں اور ایک نشانہ شافی صورت ہے اور یہی دور ہے کہ شیعہ جماعت کے علما بلکہ اور سمرقندی اور شریف و نیک بخت حضرات اس میں شامل ہونے سے بچتے ہیں اور اس میں کسی طرح حصہ نہیں لیتے۔ بکواس کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ سب میں شریعت میں ناجائز ہیں اور بدعت ہیں مگر عوام جہاں ان کی ایک نہیں سنتے، پختہ ہی بانگتے جاتے ہیں اور اس کو ناجائز اور موجب توبہ سمجھ کر اپنے ایمان کو برباد کرتے ہیں اور شہداء کو کام کی وصولی کو مامہیں کر کے اپنی آخرت کو تباہ کرتے ہیں۔ دیکھو والدینہج حکمہما جس کی عبارت

پہلے سے اپنی نفس کی جانچکی ہے۔

جو تھے اسلئے ناجائز ہے کہ یہ حرکت الہی سے دور ہونے کا حلیہ ہے، وجہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ بات ثابت ہے کہ میت کی روح پس اندگان کے شرعی اتباع اور پیروی میں چل چلی ہے خوش ہوتی ہے اور مخالفت سے ناراض اور بلاشبہ حرکات تعزیریہ خلاف شرع ہیں جو کہ روح کی خوشی کا سمجھی باطن نہیں ہو سکتیں پس جب ایسے ناشائستہ حرکت سے انکار ہے تو جو شہداء کی روحیں ہلکے تھیں اور الدین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک روحیں ناراض ہو گئی تو وہ کب دعا و بکت کریں گی لہذا یہ نفس ذوالجناح وغیرہ بھی شریعت پاک میں ناجائز ہے اور ایمان دار کو اس سے بچنا چاہیئے۔

محرم کی مہندی کا حکم

عشرہ محرم الحرام میں حضرت امام قاسم بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کی رسم عروسی میں مہندی کا تقرب بڑی شان سے منائی جاتی ہے بغیر معمولی تکلفات کو اختیار کیا جاتا ہے۔ عوام اس میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں لیکن یہ بھی ناجائز ہے۔
اولاً اسلئے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے محض عوام اور جاہل لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہے۔ چنانچہ فی من رضی رضوی بن سید علی الحائری شیعہ نے اپنی کتاب التذیج کے حصہ پر اس کی تصریح کر دی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

”مہندی کی رسم بھی مذہب حق میں کوئی اعلیٰیت نہیں رکھتی کیونکہ قاسم بن حضرت امام حسن علیہ السلام کی رسم عروسی میں یہ مہندی کی رسم جاری اور قائم کی گئی ہے۔ قرآن یا کسی حدیث صحیح میں قطعاً اس کا ذکر تک نہیں آیا ہے۔ نہ عقہ عروسی قاسم کا ذکر کہیں کر لیا ہو معنی میں ہونا وارد ہوا ہے۔ علماء و مجتہدین عراق و ہند کا اتفاق ہے کہ

کر لیا میں عروسی قاسم کا کہیں ذکر نہیں ملتا پس شرع اسلام میں جس چیز کی کوئی بھی اعلیٰیت نہ ہو۔ اس کو مذہب بنا لینا یقیناً گناہ ہے۔“

اس لئے شہید بزرگ کو ہندی اٹھاتے ہی نہیں اور جو لوگ طوائف باطنیہ سے دُور مسلمان پیش و عقب کے ہمارے مہندی لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ مزاج ایک گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خلافِ کلامِ ہدایت کرے۔ آئین دوم اسلئے کہ اس میں بھی تعزیر وغیرہ کی طرح اکثر بہت شہید کو اختیار کیا جاتا ہے اس سے ہر مسلمان کو پرہیز لازمی اور ضروری ہے۔ سوم اسلئے کہ اس میں اسراف اور فضول اخراجات سے مال کو تباہ کیا جاتا ہے جو کہ شرعی اور عقلی طور پر ناجائز ہے۔

تعزیر میں اتنی علم کا حکم

تعزیرہ مرتدہ میں توبہ کلام کی یادگاریں اکثر بخوں کی صورت میں علم نکالے جاتے ہیں ان پر بھی غور کی ضرورت ہے۔ ... مان جاتی ہیں چڑھا کر طے چڑھا کر جاتے ہیں کوئی ٹھیکہ کر لیا کہ کوئی طواف کر لیا ہے وغیرہ اور ان افعال کو جو جب ہو تو آپ سمجھا جاتا ہے مگر یہ بھی ناجائز ہے۔ اول اسلئے کہ اگرچہ اس میں علم اور کوئی نشان ہندو کا ناجائز ہے لیکن تعزیر میں علم کے ساتھ بھی بہت سی اس قسم کی بدعات و خرافات کی جاتی ہیں جو کہ شریعت میں ناجائز ہیں اور ان کے کرنے پر کوئی اور توبہ نہیں ملے گا لہذا گناہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ترک کر دینا نہایت ضروری ہے۔

دوم اس لئے ناجائز ہے کہ تعزیر میں علم پر نادرستی حقیقت میں شہیدان کو ملا کے خدارا ہے وہاں بڑی قانون کے نزول کی سرحد کی یاد دہا رہے کیونکہ ان ظالموں نے حضرت سید الشہداء کا سر مبارک جدا کر کے لوگ نیزہ پر رکھا اور اس کو بلند کرتے ہوئے خوشیاں مناتے ہوئے بجاتے، اچھلتے کودتے نیزہ کی دھاریں حاضر ہوتے اسی طرح آج تعزیر میں علم کے پاس پر خیر لگاتے ہوئے خوشیاں کرتے، اچھلتے بھولتے نذر و نیاز بیتے تعد

بدعات کرتے، بظاہر امام حسین کا نام لیتے حقیقت میں بزدلی یا دوگرا دہشتہ ہیں اور امام کی روح مقدسہ کو پریشان کرتے ہوئے بزدلی کی روح کو خوش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مؤمن مسلمان کو ناجائز باتوں سے بچائے اور شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اُمّی سچکسی کو بھی ایسی خدانہ دے دے آدمی کو نوبت پر یہ بد ادا نہ

ماتمی علموں پر چڑھا فے کا حکم

کسی تبرک اور مقدس شے پر خلاف و عجز کا بڑھا دینا یا ثواب پہنچانے کی خاطر کسی چیز کو دہان پیش کرنا، اصل میں مباح اور جائز ہے لیکن علم پر چڑھا دینا تو نہیں کیونکہ یہ کسی علم خود ہی ناجائز ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا ہے تو اس پر چڑھانے کا کیا مطلب؟ دوسرے مسئلے بھی ناجائز ہے کہ اس میں ذل و شکست اسلامی کا اظہار ہے اور نہ ہمدردی کلام کی ارواح مبارکہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔ ہاں بزدلی یا دوگرا ضرور ہے اور اس سے قاتم کرنے سے بزدلی کی روح ضرور اُٹھلتی کودتی ہوگی اور خوشی سے بھولی نہ سماتی ہوگی کیونکہ علم پر چڑھانے والی نے پیش کیا تھا چنانچہ ”جہاد قاتم کے دے“ پر لکھا ہے۔

”جب اہل بیت، امام ظالم بزدل کے دہم دلائے گئے تو بڑی نرمی اور صبر بانی سے پیش آیا اور انہیں گھٹے گھٹیں جگہ دی اور ان کو دیکھ کر اہل معاذیہ اور اہل جہاد کی ستورالت نے نور و نام حسین شروع کر دیا۔ جہاد بزدل پر بزدلی پر ہند سر خاتم کرتی ہوئی نکل آئی اور بولتی ہے بزدل کیا تو ہم فاطمہ حسین کا نمر مارک میرے گھکے دوزانے کے سامنے بزدل پر مصلوب ہے؟ بزدل ہند کے پاس کو دکھائی اور اسے کپڑوں سے ڈھانکا اور کہا ہاں قاتم اس پر قاتم کرنا اور زلیخا اور پارچات اس پر قاتم بھینگو اور اس پر قاتم دن قاتم کرتی رہو اہل کو فتنے دوزخ و نام شروع کر دیا“

ثابت ہوا کہ سب سے پہلے بزدل پر زلیخا اور کپڑوں کا چڑھا دینا بزدل کے خاندان نے جگمگ چڑھا دیا اور یہ علم بھی اسی بزدلی کی صورت پر لکھا اور دہل دہتا ہے اور اس پر اُمّی

طرح کچھ پارچات وغیرہ چڑھاتے جاتے ہیں جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ علم اور اس پر چڑھا دینا بزدلی یا دوگرا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے ظالم و فاسق کی پیروی اور اس کی یادگار نہ مرنے سے ہال ہال بچائے۔ آمین

اور بڑھ جانیگی بڑا دنیاں رسوا ہوگے آرماد ز خدا کے لئے اُعلت میری حق کو سدا پسند میں دران حق پسند ممکن نہیں کہ رامیت باطل ہو سر بلند

عقلی دلیلوں سے تعزیر وغیرہ کی ممانعت

۱۔ ہر شخص جانتا ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے جن و بشر و خود ملک زمین فلک و عرش سب زیر و زبر اُمّی کی ملک ہے اور مالک کو کج حیثیت مالک ہونے کے اس کا کوئی اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی ملک میں جیسا چاہے اور جس طرح چاہے تصرف کرے اور اس کو استعمال میں لائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ اگر ہم کے کسی چیز کو فوت کر دے اور کسی عزیز کو اپنے پاس لے لے تو ہمارا اس عزیز کی جھڑپی میں قلم و قلم و قلم وغیرہ میں ہر صبر سے مبتلا ہونا ایک بے معنی بات ہے کیونکہ وہ ہمارے قبضہ اور ملک میں تھا کہ ہم اس سے اور وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتا بلکہ وہ ہمارے پاس بطور امانت ایک چیز تھی امانت والے نے جب چاہا اس کو واپس لے لیا اس میں اس شخص اور امانت کی بات ہی کیا ہے۔ بلکہ اس کی ذرہ تو نازی ہے کہ اس نے اپنی ہی چیز لے کر ہم کو صبر کرنے پر بہت بڑا ٹوا چیت

۲۔ مدد فرمایا جو کچھ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔
۳۔ کسی چیز کے ضائع اور تباہ ہونے کا توبہ ہی غم خواہ کرتا ہے جب اس کے بدلے کچھ حاصل نہ ہو۔ اور اگر بدلے میں اصل سے بھی زیادہ ملے تو غم نہ ہو بلکہ بڑا ہی نہیں مہلتا ہے۔ ایک دوسرے کو تپ کو دس روپے کا ٹوٹ دیدیا جائے تو آپ کو ایک دوسرے کا ملے سے جانے کا کیا غم ہوگا؟ بالکل نہیں بلکہ طبیعت اور طبی خوش ہوگی جس جاباب سے اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلا لیتا ہے تو ہم کو اس عزیز کی موت پر جو رنج و غل مل جاتا ہے اُمّی طور پر پیشانی ہوتی ہے اس پر صبر کرنے کے بدلے بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔

حیثیت میں وارد ہے کہ جب کسی مسلمان کا لا کافوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارواح قبض کر لے فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے دل کا کفر اچھین لیا ہے ؟ وہ کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر میرے بندے نے کیا کہا ؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اس پر اُس نے تیری بڑی حمد کی اور شکوہ کیا اور انا فلاح و انا نالو و لعلیون پڑھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اُس کا نام بیکت الخیر رکھ دو

دیکھا اللہ کو یہ نے آپ سے ایک چپڑے کر لکنا بڑا انعام بخشا ہے قیامت میں جب حساب ہو گا اس وقت آپ کو اس کی قدر معلوم ہوگی، دلی بیاد دل کا نذر آئیگی جس کے صدمہ سے آپ اتنا روتے ہیں اور نالیں پاپ بیوی وغیرہ ہاں ان کی جلدی پر صبر کرنے سے اجر عظیم ضرور ملے گا۔

۳۔ ہمیں کسی عزیز کی جلدی کا غم غالباً اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گیا، مگر یہ خیال ذہن سے نکل جانے کو جلدی کا غم بلکہ رنجے گا ہی نہیں بعض دفعہ ہمارے عزیز سالہا سال تک ہم سے جدا رہتے ہیں لیکن ان کی واپسی اور ملاقات کی امید جو ہمارے دلوں میں موجزن ہوتی ہے وہ اس غم کو چمکا کر دیتی ہے بلکہ جس فراق و جدائی کے بعد ملاقات کی امید کی اور مضبوط ہو۔ وہ زیادہ گراں نہیں گزرتی۔ اس کی مثال یوں ہے کہ آپ کا ایک بھائی کسی غیر ملک میں چلا گیا ہے۔ دلوں آپ کو اُس کے زندہ ہونے کی خبر نہیں ملی آپ اُس کے غم و فراق میں شبے روز دیرہ تر رہتے ہیں بے چین ہوتے ہیں اچانک اُس ملک کے گورنر کی طرف سے آپ کو ایک حکمرانہ سپینا کہ تمہارا فلاں بھائی بیمار یا مت ایک عہدہ پر ممتاز ہے مغرب بہن کو بھی یہاں بلا لیں گے خدا راج کھینچے ! آپ کو فائدہ مہر بھی اپنے بھائی کی جلدی کا غم فقط یہی سن کر وہ جا بجا ہرگز نہیں بلکہ آپ کو خوشی اور شوق کے ساتھ اُس وقت کے انتظار میں دل گراں گراں کر لیں گے کہ وہاں جاتے کا حکم ملے گا پس بیوقوفی عزیز کی وفات پر یوں ہی سمجھنا چاہیے کہ جلدی چند روزہ ہے ایک دن خدا تعالیٰ ہم کو بھی بلا لے گا جیسے اس کو بلا لیا ہے۔

۴۔ جب کوئی عزیز فوت ہو جاتا ہے تو انسان کی روح پر ضرب لگتی ہے اور جبرئیل سے پھٹنے لگتا ہے، دل پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے ہماری دنیا و آخرت کا باریکی سلسلہ کے درمیان ہر دم ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ صبر کی تلقین فرما کر اس زخم بھرا اور اضطراب دل پر نرم لگایا ہے جیسے بچے کے بدن پر ایک زخم آکر اُس پر کھڑکھڑا جم جائے۔ بچے سرخند چاہتا ہے کہ اُس کھڑکھڑ کو دور کرے لیکن اُس کا شفیع و جبریم باپ اس کو روکتا ہے کہ خبر دیا مسامت کرنا درد زخم کے زیادہ اور نازہ ہونے کا پھر صدمہ اٹھائے۔ اسی طرح عزیز کے فوت ہونے سے دل و جگر پر زخم ہو جاتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام دوح و غیرہ سے اس کو بھیل کر پھر نازہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ کمال شفقت و رحمت سے اس پر صبر کا سر ہم لگانے کو ارشاد فرماتا ہے کہ صبر کرو اور استقلال مت چھوڑو ورنہ وہ صدمات پھر نازہ ہو کر تمہارے کاروبار کو دہم برہم کر دیں گے۔

۵۔ جو کچھ اچھا ہوتا ہے اس کو ہر جھوٹا بڑا پسند کرتا ہے خود کرتا ہے دوسروں کو آمادہ کرتا ہے مگر تعزیر مرقومہ کا معاملہ بالعکس نظر آتا اس میں چاشنک دیکھنے میں آتا ہے شریف اور مسجد دار آدمی نظر نہیں آتے، اُمراء کا طبقہ کبھی ہر بار از سر زمین پشیمان نظر نہیں آتا عوام علما شیعہ بھی شریک نہیں ہوتے، سینہ کنی کرنے والے صرف نیک طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں اور اکثر نڈر نہیں اور انسانی خوبیوں میں بیاہ ہاں پسے اپنی نیت بڑھاتی ہوتی بڑے ناز اور نخرے سے، کمائے حسینا ادا کئے حسینا کوئی سر و سیدہ جیتی ہیں اسی پر عوام تماشا بین ٹوٹے بڑتے اور دھوس کی رونق دیکھتے ہیں، اگر کہا جائے کہ بھائی حسین کا نام ایسے لوگوں سے تو بڑے کڑاؤ تو جواب ملتا ہے کہ تم نے رنڈیاں زیادہ ایمان داریں دھنیر ایسی ایشیاں کار لہ بد زبان شاہ بابا ملتا ہے کہ ہم ان کو منع نہیں کر سکتے کیونکہ یہ حضرت و انا صاحب کی اہلیا ہیں انصار شیعہ صلا مؤخرہ ۱۶۷ اور یہ بھی شکار گیا ہے کہ پٹنے والے اس ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو کچھ دنیاوی طبع ہوتی ہے۔ ہر صورت دُمر اور حضرت

اس کی یہ ہلکہ کہیں بیچا لے بیو لے بجائے ہائی حضرات اور دیگر دفعاً و شرکاً کہیں سمجھ جائیں کہ اہل بیت کرام اور صحابہ عظام کا نام آپس میں شہر و شکتے اور بھائی بھائی ان میں کوئی ذاتی عداوت و جھگڑا نہ تھا اور اسی وجہ سے ایک دوسرے کے ناموں کو پسند کرتے تھے اپنی اولاد کو اپنی ناموں سے موسوم کرنا ضروری سمجھتے تھے چنانچہ شیعوں کی ایک مشہور مستند کتاب تاریخ الائمہ میں اس کی تصریح مذکور ہے۔

جدول ۳۴ میں ہے کہ حضرت علی کے اٹھارہ بیٹوں کے ناموں میں ابو بکرؓ عثمانؓ عمرؓ اصغرؓ بھی ہیں۔

جدول ۳۵ میں ہے کہ حضرت امام حسنؓ کے بارہ بیٹوں میں عبدالرحمنؓ ابو بکرؓ عمرؓ بھی ہیں۔

جدول ۳۶ میں حضرت امام حسینؓ کے گیارہ بیٹوں کے ناموں میں ابو بکرؓ عمرؓ بھی ہیں۔

جدول ۳۷ میں امام زین العابدینؓ کے گیارہ فرزندوں کے ناموں میں عبدالرحمنؓ عمرؓ اشرفؓ بھی ہیں۔

جدول ۳۸ میں ہے کہ امام جعفر صادقؓ کی والدہ ماجدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ لکھا ہے یعنی بنی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی نواسی تھیں اس جہت سے امام جعفر فرماتے ہیں وَ لَدُنِّي الصَّعِيدُ مِنْتَيْنِ۔

جدول ۳۹ میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؓ کے پینتیس بیٹوں میں ایک عمرؓ بھی تھے۔

اسی طرح مقام کر بلا میں جن حضرات نے قدم امام پر اپنی قربانیاں پیش کی تھیں ان میں ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ وغیرہ نام تمام اہل طور پر موجود ہیں جیسا کہ مٹلا باقر مجلسی نے اپنی مشہور کتاب جلاء المیون میں ذکر کیا ہے۔

تحریک مدح صحابہؓ پر اجماع حضرت مولانا مظہر علی صاحبہ (ظہر الاحرار) اہل اہل نے پرفرما ہے کہ جناب امیر نے اپنے علم کھنوں کے خزانوں سے مستفاد

کرتے ہوئے یہی مناسب سمجھا کہ صحابہ رسول اور اہل بیت کے ہمارے کشمکش دینا سے سلام کو خراب نہ کرے اور انہوں نے تمام حالات کے جانے ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے عہد کے تمام واقعات سے آگاہ ہوتے ہوئے ہمیشہ ان کے ساتھ زیادہ تر حسن و نیکو نگاہ پر کیا اور ان کے امور سلطنت میں ہمیشہ ان کی امداد کی اور جہاں ایران یا کسی ملک کے خلاف ہمیں مشکلات کا سامنا تھا تو بہتر سے بہتر مشورہ دیا اور کامیابی کی راہ دکھائی انہوں نے ان تعصبات کو روکنے کے لئے حجاج کھنڈ اور ہندوستان میں شیعہ سنی فتنہ کا باعث بن رہے ہیں یہاں تک کہ ایک اپنے تین صاحبزادوں کے ہمارے ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ رکھے یہ بزرگوار حسینؓ غلام کے ساتھ کہلائے بدلان میں تین روز پیا سے رو کر امام کے قبول پر جان شاد کر گئے لیکن ایک کوئی شیعہ شاعر ذاکر و اعظا ایسا نظر نہ آئیگا جو کبھی عباسؓ عزا میں یا اپنی نظم یا نثر میں ان کا تذکرہ نہ کرنا جو تاریخی کتابوں کے انداز ان کا ذکر موجود ہے لیکن ان کے نام کسی شاعر گو اور واعظ کی زبان پر آئے نہیں آئے کہ ان کے والدہ اگر اہل جناب علیؓ رضی اللہ عنہما نے ان کے نام ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ لکھ دیئے اگرچہ سے لکھوں نے تعصب کی یہ انتہا نہ کی ہوتی تو آج ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے نام ایسے متنازعہ نہ ہوتے کہ لکھنے پر سے لکھے شیعہ سنی علیؓ ظہیر کی طرح عوام شیعہ پر متعصب اور ناروا دہونے کا الزام لگا کر اپنی بات کا اٹھا کرتے۔

جناب امیر نے اپنی اولاد کے نام ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ رکھے کیا آج لکھتوں میں کوئی جنتہ کوئی رئیس کوئی واعظ یا کوئی شیعہ ہے جو یہ جرات کر سکے کہ اسودہ صنیعہؓ امیر کی بیوی کہتے ہوئے اپنی اولاد کے نام بھی ان ناموں پر رکھے۔ اگر میں تو کیا یہ سمجھا جائے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے اس فعل کو غلط اور ناقابل تقلید سمجھتے ہیں۔ امیر اہل بیت نے حکام اخلاق کا ہمیشہ سبقت دیا اور اپنے پیروں کو بہترین اخلاق کا نمونہ بننے کی ہدایت کی لیکن انھوں نے آج انہیں کے نام پر ان کے دین کو ملانہ داغ لگا جا رہا ہے اور پھر اس پر فخر کیا جا رہا ہے اور واقف حال لوگ بھی دوسرے انسانوں کے خوف سے صحت زبان پر لانے کی جرات نہیں کرتے۔

اس حقیقی شہیدی فاضل کی تحریر سے کیا ثابت ہوا۔

- (۱) حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی کشتی کو برداشت نہیں کیا اور خوشگوار تعلقات کی فضا پیدا کی۔
- (۲) اور مملکت اسلامیہ میں بہترین پیشہ کار رہے اور کسی شکل کو اڑے نہیں دیا۔
- (۳) صحابہ کرام سے گہری محبت تھی حتیٰ کہ اپنی اولاد سے بعض کا نام صحابہ کرام کا نام رکھا مثلاً ابو بکر، عمر، عثمان۔
- (۴) یہ تینوں صاحبزادے میدانِ کربلا میں امام حسین کے مبارک قدموں پر جان نثار ہوئے۔
- (۵) تعصب کی وجہ سے کسی بزرگ شیعہ نے ذکر ہو یا وعظ، مجتہد ہو یا فقیر، شاعر ہو یا کاتب، امیر ہو یا غریب، عوام، اہل جنگ کسی اثر شیعہ یا وعظ وغیرہ میں ان کا نام لکھ نہ لیا اور نہ ہی لینا چاہتے ہیں۔
- (۶) تعصب کا اتنا زور کر بڑے سے بڑا آدمی بھی بات کا انہماک نہیں کر سکتا۔
- (۷) عوام و خواص شیعہ حضرات کو لازمی طور پر اہلبیت کی سی رواداری، خوش اخلاقی، باہمی اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔
- (۸) حضرت امیر کی تقلید اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنی اولاد میں سے معصوم نام صحابہ کرام کا نام لکھنا چاہیے۔

اہل بیت اور صحابہ کرام کے باہمی تعلقات

ناظرین کرام! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپسی طور پر کوئی بغض و عناد نہ تھا بلکہ آپس میں سب سے بڑے شکر تھے، اگر کوئی امر متخاصمانہ بشریت کشتی کا گلاب رہا جو بوجہ ہوتا تو فوراً اس کا تدارک کر لیا جاتا اور ایسی وجہ نہ کہ باہمی دنیاوی رابطے بھی موجود تھے مثلاً حضور علیہ السلام کا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیوں عائشہ صدیقہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ عقد نکاح اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علیؑ کی

بڑی لڑکی ام کلثوم کے ساتھ نکاح اور عثمانؓ کا حضور علیہ السلام کی دو بیٹیوں ام کلثوم و رقیہ کے ساتھ نکاح حضرت امام ابو محمد حسن بن علی کا صید بنی کبیر کی پوتی حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح زید بن عرن عثمانؓ کا سکینہ بنت حسین سے نکاح حضرت امام عظیمؓ کے والد حضرت ثابت کا خدیجہ بنت زین العابدین کے ساتھ اتفاق اہل سنت و شیعہ نکاح حضرت امام حسینؓ کو شہرہ ابو شاہ فارس یزید گرد کی بیٹی کا علیہ جو کہ خلافت حضرت عمرؓ میں باغیقت میں آئیں تھیں جن سے امام زین العابدین متولد ہوئے۔

ظاہر ہے کہ ہمیں اگر کسی طرح کی منافرت ہوتی یا ہی آویزشیں جو تیس قویہ اردوچی وغیرہ تعلقات قائم نہ ہوتے۔

سب اہل بیت اور صحابہ حضور علیہ السلام کی اُمت میں

بولادگانِ اسلام! آج باہمی منافرت اور بغض و عناد کی ایک مہر یہ بھی ہے کہ بعض سادات اپنے کو حضور علیہ السلام کی اُمت میں شامل ہونے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جو کہ شرعی اور اخلاقی طور پر یکسر وہ حرکت ہے جو شیعہ، قرآن مجید میں ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تم بہترین امت ہو جو کہ ان کی ہدایت کیسے دو چار دہیں لائے گئے ہو۔

دیکھئے اس میں کسی فرد کو خارج نہیں کیا گیا۔

تفسیر موابہ الرحمن المشتہر جامع البیان از سید امیر علی لکھنوی و لکھنوی مکتبہ پر بحوالہ شیخ ابن کثیر لکھا ہے۔ ”صحیح یہ ہے کہ یہ اکبریت کریمہ امت محمدی کی کوشاں ہے۔ سادات کے خارج ہونے کی کوئی دلیل نہیں تیرا اگر نسبت کی وجہ سے خروج مان لیا جاتا اور اس کو موجب فخر و علت تصور کیا جائے تو ابوجہن ابولہب وغیرہ بھی خاندانِ قریش سے وابستہ ترین حالہ کہ ان کا کوئی احترام اعزاز نہیں؟“

”نامت جو کہ نسبت موجب فخر نہیں بلکہ زہم و لغتو ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ان اکوہم عند اللہ (تفاسیر)۔ بیسی سے زیادہ معزز و فخر مند ہے جو پر ہیز کار اور مشرک عبادت گاہ۔“

”ملا باقر مجلسی جی حیات القلوب ص ۴۴ میں ہے۔

ابن بابویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول کریم فرمودہ چہا نصیحت بدیدمیشدہ امت من خواہد بود از دنیا مت اولی نفر کردن بحسب باخود دوم طعن کردن در نسب با ستم آمدن با ازار و اذناح کو اگر ب استن و اعتقاد بدو غم و استن چہا تم نوح کردن و بدینکار کو گھر کنندہ توبہ کنند پیش از مردن اش چوں بود دنیا مبعوث شود جامہ از سجد نشسته و جامہ از جرب بہر او پوشانند۔

بہر صورت جسسی دینی را بطریق صحیح تحقیر نہیں ہو سکتا اور جب تک گوشت میں۔ اور یہ کہنا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کے نام محض صحابہ پر تکرار کرنے کیلئے رکھے تھے، نہ کہ شوق و تعظیم کے کیونکہ اگر یہی وجہ ہے جو بیان کی گئی ہے تو یہ مانتی حضرات کو حد مبارک ہو کہ ان کے فیض و مغنوب کی بھڑاس نہ لگانے کے لئے ایک نامزد واقعہ ہے اسکو غیبت خیال فرمائیں اور فوراً سے پہلے اپنی اولاد کے نام بھی صحابہ کرام کے نام رکھیں اور ان کا نام کے بر وقت اور بہر جگہ تکرار کریں محفلوں اور ان بارگاہوں میں کس نہ چھوڑیں یعنی پروردہ آغوش اور جتنے ہوئے لادے گا نام اور بکر و غیرہ رکھیں اور پھر ان کو اپنی خطاب ارشاد فرمائیں کہ ”اوجیبت“ او لمعون“ او غدار“ او مکار و غیرہ وغیرہ تو پھر مزہ آئے اور معلوم ہو جائے کہ ائمہ اہل بیت کہ ان سے تبرا کرنے کے لئے صحابہ کرام کے نام رکھے تھے یا کہ بطور شوق و صدا عزائم و کرام پسند فرماتے تھے۔ بہر حال ثابت ہو کہ یہ تمزیہ اور نام محض دکھلاؤ اور تصنع“ ربا کاری ہے۔

اور کمال شرف ہونے کی وجہ سے نا جائز اسلئے کہ لوگوں کو اس سے بچا۔ نا دران کے ایمان کو محفوظ فرمائے۔

(۸) کسی چیز کے فوت ہونے پر جو غم اور افسوس ہوتا ہے وہ ایک طبعی اور بے اختیار بات ہوتی ہے اس سے انسان نہ روکتا ہے اور نہ شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ یہ ایک سنوٹن شے ہے اور باعث ثواب و اجر لیکن ایک مدت کے بعد پھر اسی صدمہ کو لے کر ٹھیکہ جانا اور رونے پیٹنے اور فحش و ماتم خلاف شرع کا میدان گرم کر دینا اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایسے کام کو موجب ثواب بلکہ ذریعہ نجات مقرر کرنا عقل سلیم کے نزدیک کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا مثلاً کسے طلب یوں خیال فرمائیے کہ کوئی شخص دائرہ کو فیس لے کر ایک ترکہ کا پریشن کرنا ہے اور پریش کی حالت میں تکلیف و درد کے مائے اس کے منہ سے بے اختیار پیچ و پکار نکل جاتی ہے کیا آپ اس جنگامی اور عارضی پیچ و پکار پر جو کہ اس سے بلا اختیار رساو و رسی ہے طعن و ملامت کریں گے؟ ہرگز نہیں اور کیوں نہیں محض اسلئے کہ وہ فعل اس سے غیر اختیار سی طور پر صادر ہوا ہے اور وہ اس میں معذور ہے، لیکن ایک سال کے بعد وہی شخص جبکہ اس کا زخم وغیرہ اچھا ہو گیا پھر وہ درود پریشن کی یادگار میں چھینٹا اور سینہ کٹی کرنا شروع کرے تو پھر ذی عقل انسان اس کو توبہ تو فی سمجھے گا اور بالکل اس کو معذور سمجھے گا۔ کیونکہ طبی رنج و درد کی ایک حد ہوتی ہے جب وہ گزر جاتی ہے تو طبی اور عارضی رنج و غم نہ ہوگا بلکہ برص منوی ہوگا لہذا شہداء کرام پر ایک مدت مدید کے بعد ہر سال فحش و ماتم کا فاعلی طور پر نا جائز اور حرام ہے۔

(۹) دنیا سے عالم میں ہر قوم اپنی نور دوزی یعنی ہر سال کے ابتدائی ایک ماہ میں خوشی مسرت سے مالا مال ہے لیکن شیعوں اور داعی حضرات سال کی ابتداء اور ہر ماہ میں آہ و بکاہ نالہ و شہوان شروع فرما کر ایک مکتد پر پیدا کرتے ہیں غرض شہادت تو دس محرم کو ہوتی مگر یہ بزرگ نیم محرم سے ہی اوایل صمد و اوایل شوع کر دیتے ہیں جس سے

اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کو بوجہ تصدیقات، ائمہ کرام اور ائمہ ثبات شیعہ حضرات، جب ہر سیر کا علم تھا اور وہ واقعات کو قطعاً جانتے تھے اور اپنی شہادت پر کئی اختیار تھا اور پھر اپنے اختیار سے تشریف لے گئے۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مقام کربلا میں جانے کو ارشاد فرمایا صحیحی کہ جانے کے بعد دو لپ شہادت سے مالا مال ہوئے تو یہ بلاشبہ اپنے ہاتھ سے اپنے اختیار سے، اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے حاصل کی جوتی شہادت ہے، پھر فرمائیے کہ اس پر نوہ اور نام اور ہزاروں ناجائز چیزوں کا نظارہ کرنا کہاں کی ٹھنڈی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ائمہ اہلبیت نے نہ تو خود نوہ و نام کیا اور نہ کسی اور کو اجازت بخشی، یہ شخص شیعہ حضرات کی کرم فرمائی ہے کہ انہوں نے زور و سب کچھ گھر رکھا ہے جس سے ائمہ کرام کی پاک روحیں سخت پریشان و اراغ میں سے

ترجمہی نظر سے نہ دیکھو عاشق و دلگیر کو کیسے تیرا ناز و سیدھا کو کہ تو تیر کو ۴۔ نیزہ و اتھر بلا اسلام کی سرابندی کیلئے تھا اور اسلام پاک اہلبیت کا پناہ دین تھا اور ان کے والد کا دین انکی والدہ کا دین انکے نانا کا دین تھا، اس کے بچاؤ کے لئے سبکا تو میں گھر کی قربانی ذاتی ایشاد اپنا سرا میری حیات پیش کرنا اور اس ضروری تھا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے مقابلہ میں جبکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں جھگڑا کیا، کہ آپ اللہ کے بیٹے ہیں عیسائی کہتے ہیں، یا وہ اللہ کے بندے ہیں اور رسول جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے تھے، دعوت مبارک دی کہ آؤ اس سلسلہ پر ہم دونوں ہوا بلکہ میں جو فرق چھوڑا ہوا ہے تھی سزا ہو تو آپ مبارک کیلئے اپنے ہمراہ صرف حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اور شہین پاک رضی اللہ عنہا اور حضرت عاقرہ رضی اللہ عنہ کو کربلا میں لے گئے۔ حالانکہ اور اگر صحابہ اور جان نثار موجود ہوتے تو کربلا میں ہر سیر حیات و مہمت کا سامنا ہوتا ہے، ابھی بھی ان کو لے کے دیکھتے چھوڑے کو مزا مل جاتی ہے لہذا اپنے اسی وجہ سے کہ یہ دین و اسلام کا مسئلہ ہے اور دین و اسلام ہمارا اپنا لایا ہوا جاری کیا ہوا دین ہے جو بدین وجہ ضروری ہے

کہ پہلے اس کی حفاظت اپنی ذات و اولاد اور گھر کے جانے اور بیات ایک اخلاقی عادی اور نظری اسے اور اس وجہ سے بھی لازمی ہے کہ اگر ایسے وقت میں کسی غیر کو پیش کیا جائے تو شاید مخالف کو کہنے کی گنجائش مل جائے کہ بوجہ موت کا وقت آتا ہے تو دوسروں کو اگے دھکیل دیا جاتا ہے اور اپنوں کو اسلئے حضور علیہ السلام نے عبا ہا میں لینے کو اور اپنے گھر لے کر انہیں پاک کو پیش کیا اور نعل کریمان میں لے گئے، بلکہ نبی اسی طرح حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے دین و اسلام و قرآن کی سرابندی کیلئے اپنے کو اور اپنے اہل بیت اور اعزہ و اقارب رضی اللہ عنہم کو میدان کربلا میں پیش کر دیا حتیٰ کہ چھوٹوں اور بڑوں نے حصول رشتہ الہی اور اسلام کی سرابندی کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ مکہ بہا دیا۔

بہر صورت میدان کربلا کا سانحہ حادثہ ایک اختیار ہی اور اخلاقی فریضہ تھا انہیں کا مقدر تھا، اسلام کی دوبارہ زندگی کے لئے یہاں مہم جیات تھا، اور اسلام کے وجود و بقا کے لئے پیش قدمی تھا حضرت امام حسینؑ نے اس اقدام سے اپنے اخلاقی فریضہ کے علاوہ یہ بنادیا کہ وطن کا دوام و ملت کی سلامتی سے ہے، اسلام پر قرآن پر ملک کو، وقار کو و جاہرت کو قربان کیا جاسکتا ہے، چھوٹوں بڑوں کا خون حصول رشتہ الہی کے لئے بہا جاسکتا ہے، دنیاوی قرب و مناصب کو اسلام کے نور کچھ سے چھوڑ کر خواہشات نفسیات کے غبار کو اڑانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسلامی روایات کی تقلید کر کے آئندہ نسلیں کے لئے حیات ابدی کا بنیاد بنظر پیش کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو حضرت سید الشہداء امام حسینؑ اور جملہ اصحاب کربلا کے قدم پر قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

بہر صورت ان شیعہ روایات کی بنیاد پر حضرت امام حسینؑ نے اپنے قدم رتی اختیارات اور تصرفات کو نہ استعمال کرتے ہوئے جب پانی خود ہند کیا، نہ آپ پیا نہ کسی چھوٹے بڑے کو عطا فرمایا بلکہ ظالموں پر رجعت قائم کرنے اور ان کے ظلم و ستم کو دنیا کے مژدہ و ظاہر کر کے کیلئے ظاہری اسباب پر اتکا لیا اور تہذیب شہادت سے

فاز المرام ہو کر اپنے خاص مقام علیٰ قیام میں جاگزین ہوتے، تو آپ ان شیوخِ حجت کا پانی نہ شے اور پیاس کی شکایت کا نام نہ کرنا، اور نوکر نہ اور متعہ و بدعات کو اختیار نہ کرنا کسی طرح عقل میں نہیں آ سکتا۔

کیا حضرت امام حسین کو پیاس کا احساس نہ تھا؟ اپنے ننھے ننھے بچوں کے محض پیاس کی وجہ سے تڑپنے کا خیال نہ تھا؟ دیگر اعزہ و اقارب کی تکلیفوں کو جانتے تھے؟ ضرور جانتے تھے، بقینا جانتے تھے، انھوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ظاہری اسباب پر بھروسہ نہ کیا اور صبر و شکر سے سب تکلیفوں کا سروانہ دار مقابلہ کیا۔ اور خلافِ شریعت ایک حرکت کا بھی ارتکاب نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ائمہ کرام کے طریقہ عمل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
 خوب تو زریں درگنبد شکار یا رخنہاں روداد شوئے یار
 سیر بزمہ جمالِ جاناں را جاں پار دنگارِ رخنہاں را

خلاصۃ اشعاعی و آیات کا کیا ہوا؟

(۱) جو فضیلت و سیادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت تھی، بعینہ اُسی طرح اماموں کے لئے بھی تھی۔

(۲) جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادا کروا دی ضروری العمل تھے، اُسی طرح ائمہ کرام کے بھی۔

(۳) ائمہ کرام کے لئے شرط ہے کہ غیب اور نتائج و حواقب پر واقف ہوں۔

(۴) ائمہ کرام کو فرشتوں نبیوں رسولوں علیہم السلام کے جملہ علوم حاصل ہیں۔

(۵) وہ کائنات کا ذرہ ذرہ جانتے ہیں۔

(۶) تمام مخلوقات پر تعریف اور صلہ و احترام کرنے کا اُن کو کلی اختیار ہے۔

(۷) واقعات کر بلا و سوانح شہادت کا ذوق اختیار ہی حصولِ رضا الہی کیلئے تھا۔

(۸) تکالیف و مصائب کا سامنا تکمیلِ مراتبِ احیاء و امتدادِ مقامِ حجت، ایشار حق

کی خاطر تھا۔

ما ظہرین و ظاہرین حضرات! مذکورۃ المصادر خلاصہ روایات کا آپ بار بار مطالعہ فرمائیں اور پھر دیکھیں کہ کیا شہادت، ایم، ہمام رضی اللہ عنہ موجودہ غیر شرعی بات کی صورت میں پیش کرنا درست ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ میں سمجھ عطا فرمائے۔ امین اور امامی حضرات کو یہ بات درست نہیں کہ امام حسین اور اہل بیت کو واقعی، اور قطعی طور پر مقامِ کر بلا میں پانی نہیں ملا۔ اور وہ نہایت پیاسے، بھوکے، شہید ہوئے، جیسا کہ بعض کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

خلاصۃ المصائب وغیرہ شیعہ کتب میں موجود ہے کہ حضرت امام حسین پیاس سے اپنی زبان چباتے بار بار پانی مانگتے اور زمین پر پاؤں دگڑتے، نعرہ مار کر روتے، مگر دشمنوں نے پانی نہ دیا کہ آپ شہید ہو گئے، کیونکہ کر بلا میں دسویں محرم تک پانی میسر نہ رہا۔

کر بلا میں دسویں محرم تک پانی میسر نہ رہا

اول اسلئے کہ وہ تمام روایتیں جن سے حضرت شہدِ کر بلا نامہ مخصوص حضرت امام حسینؑ کا ہرگز نہ استقلال کا چھوڑ دینا کوئی بات خلافِ شرع نہ کرنا بار بار پانی کا مطالعہ کرنا پانی کا پیسہ ہونا وغیرہ معلوم ہوتا ہے، یہ سب کی سب روایتیں قرآن مجید و صحیح سنیوں اور اقوال و افعالِ امتیارات و متون کلامی و مذہبی کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک العمل ہیں ان پر عمل کرنا سرگزشتِ جاہل نہیں ہے۔

مولیٰ اللہ یہ بھی بات ہے کہ کسی ظنی اور محض خیالی بات سے قرآن مجید و حدیث شریف میں کسی اور قطعی چیز کو چھوڑ دینا کسی طرح عقلی نہیں ہو سکتا جب عقل و نقلی طور پر مستحکم اور کئی دیکھوں سے یہ ثابت پایہ ثبوت کو پہنچ چکی کہ حضرت شہدائے مذہبی اور اخلاقی طور پر کوئی بڑا کام نہیں کیا تو ان روایتوں کے ناقابلِ عمل بلکہ خضریٰ اور باطل ہونے میں کیا شبہ باقی رہا؟

جوابات شرعی لیلوں کے خلاف ہو وہ مردود ہے

(۱) باب الاخذ بالسنة وشواهد الکتاب۔ اصول کافی نوکشموری ص ۳۱۴
جعفر صادق سے مروی ہے کہ۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان على كل حق حقيقة وعلى كل صواب
نور فذا وافى كتاب الله فخذو ولا
وما خالف كتاب الله فذ عوج۔
فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر
حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر صواب پر نور
پس اگر وہ کتاب اللہ کے مطابق ہوں تو اس کو پکڑو
اور جو مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔

(۲) اصول کافی صفحہ ۱۸۱ جعفر سے مروی ہے۔

من خالف كتاب الله وسنة
محمد فقد كفر۔
جو شخص قرآن و سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا خلاف کرے۔ وہ قطعی کافر ہے۔

(۳) کل شیء مردود الی الکتاب
السنة وكل حديث لا يوافق کتابا
الله فهو زخرف۔
ہر شے کا حکم قرآن و حدیث سے لیا جائیگا اور
جو حدیث قرآن مجید کے خلاف ہو وہ قابل عمل
نہیگی اور وہ بے معنی بات ہے۔

شیعوں کے سلطان احمد رسولی سید محمد ضربت جمدیہ میں کہتے ہیں۔

(۴) اذا وردت عنهم بانهم فعلوا
فعلًا يخالف ما استقر في شريعة
الاسلام فينبغي ان يحكم ببطلانها
او حيلها على وجه في الجملة يطابق
الضعيم عن الاخبار فان لم تعلم
على التفسير۔
جب اُسے کوئی روایت اس ضمن کی وارد
ہو کہ انہوں نے کوئی ایسا فعل کیا جو خلاف اس
چیز کے ہو جو شریعت اسلام میں ثابت ہو چکی ہے
تو پتہ چلے گا کہ غلطی کرنے کا حکم لگا دیا جائے یا
اُس روایت کو کوئی ایسا مطلب بیان کیا جائے
جو بالکل صحیح روایات کے مطابق ہو اگرچہ یہ کوئی طرح پر ہم جھوٹ ہو۔

شعبہ کے اہم المذاہب نے کتاب استقصار الاقدام جلد اول صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔
(۵) ضرورت نیست کہ ہر روایت تحت الکرامہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ نسبتاً اسلام

شریح صدوق رضوان اللہ علیہما وامنہ
ایشان واجب القبول باشند۔
کلمینی یا شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما اور ان کے
مسلک اور محدثین کی ہر روایت واجب القبول ہو۔

(۶) توضیح المقال مطبوعہ ایران میں ہے۔

ان احقالات الموضع قائم فی کثیر
الاحبار وجميعها وان ضعف فی
بعض اقل من خارجية
جھوٹی ہوئے کا احتمال اکثر عقل میں بلکہ
سب میں موجود ہے اگرچہ یہ احتمال بعض میں
بسبب قرآن خارجہ کے کمزور ہو گیا ہو۔

ان شیعہ تصریحات روایات کمنہ ذیل امور ثابت ہوئے

(۱) یہ کہ جو روایت و خبر قرآن و حدیث کے خلاف ہوگی وہ مردود و باطل ہے۔

(۲) اس پر عمل کرنا ہرگز جائز نہیں۔

(۳) جو قرآن مجید و حدیث و سنت کا خلاف کئے وہ بے ایمان اور کافر ہے۔

(۴) جو روایت اجماع اور جمہور اسلام کے خلاف ہو وہ مردود یا مؤول یا قابل کی گئی ہے۔

(۵) یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ محدثین شیعہ کلمینی یا شیخ صدوق وغیرہ روایت کریں
وہ سب کا سب تسلیم کیا جائے اور اس پر عمل کرنا واجب و لازمی قرار دیا جائے
یعنی ان کی وہی بات قبول ہوگی جو کہ شریعت قرآن و حدیث کے مطابق ہوگی
باقی سب مردود اور باطل غیر ضروری اہل ہوگی،

(۶) شیعوں کی اکثر عقل میں جھوٹی ہونے کا احتمال اور شبہ مردود ہے۔

ہیں ان سلاطین شیعہ کی روشنی میں وہ روایتیں جن میں شبہ و کلام سے کوئی خلاف شرع

کام کرنے کا ذکر ہے وہ مردود اور جھوٹی ہیں ان پر عمل کرنا ناجائز و کرام ہے۔

دوہم اسلئے کہ شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ حضرات شیعہ کرام وغیرہ کو

مقام کربلا میں پانی ملا اور انہوں نے اپنی ضروریات کے مطابق استعمال بھی کیا مثلاً

(۱) کربلا کے مشائخ شیعہ روایات یوں بھی لکھ کر وہ ایک سرسبز اور زرخیز مقام تھا۔

جہاں پانی وغیرہ کی قلت نہ تھی۔ تصویب کر بلا شیعہ ۲۲۰ پر ہے کہ حضرت

امام حسین جب محرم کے ساتھ کربلا میں تشریف لائے تو اُس کے گرد پیش حسب ذیل قبائل کا ہوا تھے، ماریہ، خاضریہ، عینوا، قنادسیہ، شقیہ، عترة، وغیرہ جو اس کے مالک و قابض تھے۔ امام حسین نے ان سے اس مقام کربلا کو ساتھ ہزار درہم سے خریدا اور اُس وقت پچاس سال چار لبر عیسیٰ تھی۔

(۲)۔ مقام کربلا کنارہ دریا پر واقع ہے، جہاں تھوڑی سی گہرائی پر پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔

(۳)۔ گلزارِ جنتِ عترة پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین نے ساتویں کو اپنے خیمہ سے تین قدم کے فاصلہ پر کنواں کھودا اور تھوڑے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اُس پانی کو امام حسین اور آپ کے اصحاب نے پیا اور پکھالیں پھر لیں پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا یا قدرتِ الہی سے خشک ہو گیا۔

گلزارِ جنتِ عترة سے معلوم ہوتا ہے کہ آکھوس محرم کو بھی حضرت عباس جن کا ان کے ماموں شمر کو بہت لحاظ تھا و ملا حظہ ہو ص ۳۳) اور پھر کہ درویشے فرات سے نہیں مشکیں پھر کھینچ کر سالم لے کر اپنے مقام پہنچ گئے اور اس لڑائی میں کوئی شخص امام حسین کے لشکر کا شہید نہیں ہوا۔

صاحبِ گلزارِ جنت لکھتے ہیں کہ علی بنِ ابی طالب نے کہا میں نے کربلا میں کربا سب سے حضرت عباسؓ سے ماہِ بنی ہاشم کا ستم سنا ہے، اہلبیتؑ لعل ہے۔

اُس سے ثابت ہوا کہ شیعوں کے نزدیک حضرت عباسؓ کے پانی لانے کو محض ہانڈولنے اور خیمہ تک پانی نہ پہنچا سکنے کی روایت غلط ہے اور شیعوں کی معتبر کتابوں میں کہیں اس کا ذکر بھی نہیں۔

تصویر کربلا ص ۳۳ پر جو تاریخ کے واقعات درج ہیں اُن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس روز بھی پانی بند نہ تھا کیونکہ اُس روز تک دونوں طرف میں زیادہ کثیدگی نہ تھی، عمرو سعد اسی کوشش میں تھا کہ کسی طرح باہمی مصالحت ہو جائے، تو جو شخص صلح کرنے کے درپے ہو وہ پانی کیسے بند کر سکتا ہے، پھر جب شمر سے شرارت

صلح کرنے دی اور عمرو سعد کے نام اُن زیادہ گورز کو فتنے میں بیسی دفعہ کھوایا کہ اگر تم امام حسین کو پانی وغیرہ بند کر کے تنگ نہیں کر سکتے تو لشکر کی سرداری سے ملجھو ہو جاؤ، تو دفعہ پڑھ کر شمر سے عمرو سعد نے کہا کہ تمھیکو مجھ سے اور امام حسین سے کسی عداوت ہے، میں یہ چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے تو نے اُن زیادہ کو ہیکا کر صلح نہ ہونے دی اور سب تلخیر بگاڑ دی، (جلال الاحول بحوالہ مشرقِ منید)

پھر جب عمرو سعد کو یقین ہو گیا کہ اس نے امام حسین کا مقابلہ کیا تو وہ قتل کر دیا جائیگا لہذا چار ہتھکڑیاں تیار کر لی، جب امام حسین کو اس لشکر کشی کا علم ہوا تو آپ نے حضرت عباسؓ کو بیس آدمی دیکر حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے عمرو سعد کے پاس روانہ کیا، اُس نے کہا کہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ بربیدی کی بیت کریں ورنہ ہم تمھارا کریں گے، حضرت عباسؓ وہاں آئے اور ملاقات عرض کئے، من کرام حسین نے ایک رات کی جہالت مانگی، عمرو سعد نے باوجود شمر کی مخالفت کے باں الفاظ قتل مہلتا کم الی علیہ لنگہ دن تک جہالت دیدی، چنانچہ سردار لشکر اپنے خیموں میں داخل ہو گئے۔

(گلزارِ جنت ص ۳۳)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ دونوں طرفوں کے تعلقات خوشگوار تھے، جب عمرو سعد محل سے حضرت امام حسین کا طرندار لکھا اور ان صلح کا خواہش مند تھا، اُس نے جہالت سے کہہ کر پانی بند کیا، کیونکہ بلکہ ہر طرح سے آزادی دی ہوگی تاکہ کسی طرح حضرت امام حسین صلح کی طرف مائل ہو جائیں۔

دسویں محرم کے متعلق امام الزین العابدین سے روایت ہے جس کو قتل کی رات کہتے ہیں کہ وہ جب حکم، جناب اس شب خیمہ ہائے حرم ایک دوسرے کے نزدیک گئے اور ان کے گرد خندق کھود کر گلیوں سے بھری دی گئی، ایک طرف سے اس کا دروازہ رکھا گیا اور علیؓ کی کویت میں سوار اور عین بیادوں سے بھیجا چنانچہ وہ پانی کی چند مشکیں مضطرب اور خوف کی حالت میں بھگولے، حضرت نے اہل بیت اور اصحاب سے فرمایا پانی پی کر یہ تمھارا آخری نوشہ ہے اور وضو غسل کرو اور اپنے ہاتھوں میں خوشبو

لگا کر وہ ہائے گھٹن چڑھنے اور نامرات عبادت و مناجات میں بسر کرے اور جملہ العیون بخوالہ بہتان الشیخ ص ۱۱

اس روایت سے ثابت ہوا کہ دسویں محرم کی رات بھی پانی نہ پڑھا تھا بلکہ جلاہلیوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دسویں محرم کے روز حضرت امام حسینؑ پیاس بجھانے کے لئے دریائے فرات کی طرف روانہ ہوئے اور صاف اعداد کو چیرتے ہوئے گھوڑا پانی میں ڈال یا گھوڑے سے کہا کہ پیچھ تو پی لے مگر وہ منظر تھا کہ پیچھا پیچھا پانی چٹا چٹا ہوتا تھا پانی اٹھایا مگر بڑن کو کہ کوئی خیرہ ہائے حرم میں رکتا ہے آپ نے وہ پانی چھینکے یا اور خیرہ کی طرف نہ اڑے ہوئے اسی شبی روایت سے ثابت ہوا کہ خاص عاشورا کے دن بھی آپ کو پانی پر دسترس حاصل ہو گئی یہ اور بات ہے کہ آپ نے نہ پیا۔

پس اٹھ شیعی روایات سے ثابت ہوا کہ عاشورہ کے روز تک پانی ملنا دارا اور اس پر دسترس حاصل تھی۔ لہذا وہ تمام روایات جن میں پانی نہ ملنے کا ذکر ہے بالکل غلط ہیں اور ناقابل اعتبار شیعہ حضرات کو ایسی ناقابل اعتبار روایتیں بھی روایتیں پر بھروسہ کرتے ہوئے پانی نہ ملنے کا دوا دیا کرنا شورشِ بجا ہرگز مسزا اور نہیں ہے ان کا فرض ہے کہ اپنی ہر نقل و حرکت کو قرآن اور حدیث صحیح کے مطابق بنائیں۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ تمام دسویں محرم تک پانی میسر رہا۔

لے میرے اسلامی اور عربی بھائیو! شریعت اور عقل و قیاس و تقویٰ و تعریجات امر کر کے یہ بات صاف ہو گئی کہ مرتدہ تعزیر وغیرہ شبِ غلا فی شمرع ہے اور جس نے اسے لہذا جہاد فرض ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں اس کو ترک کر دیں اور شریعت کے موافق عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

کر بلا کی شرافت اور اس کا حج

کر بلا کا طول و عرض لکھا گیا ہے شبی روایات کے مطابق وہ ایک زرخیز خطہ مبارک مربع میل تھا جس کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہزار آدمی سے خرید لیا تھا اسکی

فضیلت میں بے شمار بیرونی روایتیں ہیں جامع عباسی کے حصہ پر لکھا ہے۔

اور ہاں لاروں پر تو سرسل کر بلا کی زیارت واجب ہے ہوا ایک سال نہ جانے کچھ اُس کی عمر ایک برس کم ہو جائیگی وہاں جانے سے عمر دواڑ ہوتی ہے جو قدم راہ کر بلا میں اٹھایا جائے اُس کے عوض ایک ایک چھ مہر دواڑ سرار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے زیارت سے اگلے چھ گناہ بخشے جاتے ہیں عرفہ روز (روزِ حج) کے دن زیارت کرنے سے ایسے میل حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے جو کسی نبی امام کے ساتھ کئے ہوں۔

گلزارِ بہشت شبی حصہ پر ہے کہ۔

کر بلا کی زمین تمام زمینوں سے زیادہ پاکیزہ تر اور دس گنا زیادہ حرمت والی ہے اور بہشت کی زمینوں سے ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔

اور حصہ پر ہے کہ معنہ طریقی سے امام محمد باقرؑ فرماتے تھے کہ جو کوئی امام حسین کی زیارت کو نہ جانے اگر بے وسیع ہو یا اُس کا دین اور ایمان ناقص ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک کر بلا کا مرتبہ کعبہ سے زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات بجا کے معظمت کی عظمت و حرمت کے کر بلا کی عزت پر ایمان رکھتے ہیں اسی کا حج فرماتے ہیں اسی کی زیارت سے اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہوتے ہیں اسی کی سرزمین کو صاف اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں اسی پر حیدر کرنا فخر سمجھتے ہیں اور کعبۃ اللہ کی طرف جانے کا نام نہیں لیتے بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ شیعہ اور اہل حق حضرت علیؑ بھی سرزمین کو پریت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دکھائی دیں اور جلاہدہ جامع کیلئے کہتے ہیں جبکہ ان کی کتابوں میں کر بلا کی فضیلت پریت اللہ سے کہیں زیادہ لکھی ہوئی ہے وہ بجائے کر بلا کعبۃ اللہ کا کہیں کہیں ایمان کو دیکھ کر اور ہر طرح کا نقصان اٹھائیں گے وہ تو کر بلا کے معنی ہی ہاں کر بلا کو صاف ہوں گے مگر انہوں نے کہ حج تک جائیں شیعہ بھی کر بلا کا پاک و صاف و مکمل ایمان دار نہ ہوتے ورنہ حضرت امام تہمدیؑ شیعہ روایات کی بنا پر ضرور غلط ہو جاتے۔

رواجی تعزیر وغیرہ کی غرض و غایت

(۱) بیان گزشتہ سے واضح ہو گیا کہ تعزیر موصوفہ خلاف شرع ہونے کی وجہ سے ناپائز ہو جاتی ہے، مگر اگر تعزیر اور عوامی جہاں حضرات سے سوال کیا جائے کہ کیا اس کا فائدہ کیا ہے، بیکار شرعی طور پر نا جائز ہے، تو جواب میں کہتے ہیں، کہ یہ ہماری تبلیغ ہے پھر جب یہ کہا جائے کہ ایسی تبلیغ سے جو شک و شکم پیدا کرے اور تعزیر وادب جو تو نام بتاؤ؟ تو سننا چاہنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ تو سب اگر شیعہ نہیں ہوتے تو ہرج نہیں، بچائے سنی مذہب رکھنے والے سیدھے اور پھولے پھالے تو شیعہ کہتے ہیں اور ہماری اصلی شکار گاہ یعنی سنی عبادت ہے، ہم تو سنیوں کا شکار کرتے ہیں اگرچہ اپنے ہمیں جلوس چھوڑ دیں تو ہمارا مذہب ہی نیست و نابود ہو جائے کیونکہ مذہب شیعہ میں علی حالت کا تو خدا حافظ! تم زاری و روز و دار خال خال اور عوامی قسمت سے، اور زکوٰۃ نام نہاد و الاماشاء اللہ تو ہماری خلاصہ حالت کو دیکھ کر کون شیعہ بن سکتا ہے پس لے دے کہ یہی ایک عارضی و مذہب کا جوش و خروش ہوتا ہے جس کو دیکھ کر بہت سے سادہ لوح سنی شکار ہو جاتے ہیں، اور ہمارا مذہب محفوظ رہتا ہے جیسا کہ اب فوراً ایمان صدقہ بولوی تیرا احمد وکیل شیعہ میں اعمال محرم کے زیر عنوان ص ۳۳ سے ص ۳۵ تک تعزیر اور اس کے متعلقات پر مفصل بحث ہے، اس میں درج ہے کہ۔

”تعزیر بقول روئے امام حسین ہے، اسکی غرض یہ ہے کہ جو کوئی ہم لوگ روضہ مبارک سے دور بیٹے ہیں اسے تعزیر دیکھنے سے روضہ مبارک در واقعہ کربلا یاد آئے گی اور ہم لوگ صاحب آقا شے مظہر یاد کر کے جہانک ہو سکے گا عزا داری اور ہمدردی کر گئے گا ص ۳۶“ کلی اعمال محرم اگر موقوف کر دینے جائیں تو کیا اس سے چند برس بعد عوام الناس شہادت حضرت امام حسین اور ظلم شکر بڑید سے بالکل ناواقف ہو جائیں گے؟ ص ۳۵۔

”مطلب صاف ہے کہ تعزیر وغیرہ سے واقعات کربلا پر نظر رہتی ہے“

اور مذہب شیعہ زندہ رہتا ہے، بعض سنی چکر کو سادہ لوح اور پھولے ہوئے ہیں وہ ایسے واقعی جذبات اور ہنگامی جوش سے متاثر ہو کر تعزیر شیعہ قبول کر لیتے ہیں جس میں طرح طرح کی ان کو آزادی بھی حاصل ہو جاتی ہے، رونی صورت بنائی اور بننے لگے، تقیہ دھجھوٹ، سے کا لیا تو پھر جسے مومن بن گئے وہ کافی مستحکم کر کے غسل کر دیا تو ہر ایک قطرہ غسل سے ستر ستر فرشتے تماشہ کے لئے پیدا کرتے رہا ان المتعہ ص ۵۔

”ساری عمر خرابیاں کرتے رہے تو کچھ پروا نہیں کیا کہ ہر شے مستطیبت شیعہ شیعوں کے عام گناہ سنیوں کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور ان کی نیکیاں ان کو مل جاتی ہیں“ وغیرہ وغیرہ استغفر اللہ العظیم۔

بہر صورت تعزیر وغیرہ اس لئے ایجاد کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ مذہب شیعہ کی تبلیغ و اشاعت کی جائے، ان کو نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ کے بدلے تعزیر پر لگا دیا جائے اور ان سے شریعت پاک کی مخالفت کرانے کی کنیہ و آخرت تباہ کر دی جائے اللہ تعالیٰ ایسے بُرے ارادوں سے بچائے اور شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) نیز ایک وجہ اور بھی اس تعزیر اور نام کی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ سرب محرمی و امامی حضرات کو اس بات کا سخت مدبر کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مذہب شیعہ کا خاکہ کر دیا کیونکہ مذہب شیعہ میں مسئلہ تقیہ رضی بلا ضرورت بھی واقعہ کے خلاف کہنا کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے، حتیٰ کہ شیعہ مذہب تقیہ ہی تقیہ ہے اور تقیہ ہی دین و ایمان ہے، ترک تقیہ ترک ایمان کے برابر ہے جیسا کہ آگے لکھا جائیگا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ کو ترک فرماتے ہوئے مقابلہ کی نشان دہی کیا کہ علامہ غلیل قرطبی نے تصانیف میں لکھا ہے، اور ایک فاسق و فاجر بیدین مگرہ کی اطاعت کے ساتھ گولڈن جھکا کے سے انکار کر دیا واپس اہل و عیال کو بھی قرا کر کے اہل دنیا و استبداد پسند حضرات پر واضح کر دیا کہ اہل کے در و بر وقت بھی مذہب نہیں سکتا بمصدق الحق یغفر الذنوب ولا یصلح“ ہمیشہ حق غالب بیگا“ اب یہ نامی حضرت پیٹھے“ چلائے“

با تھپاؤں اور تھپرنے میں دل کی بیڑاس نکالتے ہیں کہ ہائے مصیبت ہے کہ اہل نے یہ کیا کیا کیا اچھا بڑا کہ آپ بھی تقدیر کر لیتے اور اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی مصیبت کو دور کرتے ہیں یا حسین یا حسین کہہ کر جلاتے ہیں کہ اویلا صد اویلا یا حسین یہ آپ نے کیا کیا تقدیر کر لیتے کچھ کھاتے اور کچھ کھاتے ہائے حسین و اویلا صد و اویلا بجز فوسوں کہ اہل حسین نے ایک ہی خیال نہ فرمایا اور تقدیر چھوڑ کر ویدان بنے اور سادات شہادت کو بلیط خاطر قبول فرمایا جو کہ ان کا مقدر تھا۔

(۳۱) اور ایک سو ویر اور بھی ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح اُن کو فی شیعوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکیم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یوفائی کی توخو ہیں لیکن بھی عہد شکنیوں سے باز نہ آئے بلکہ دینا کے لہجے سے انکو چھوڑ مقابل سے جاملے جیسا کہ حلال العیون وغیرہ شیعہ کتب سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح دنیاوی لہجے سے اور بزرگی گھرنے میں حمز و مقرب بننے کیلئے ان کو فی شیعوں نے خانہ دارن اہل بیت سے یوفائی کی اور بڑے بے پناہ ظلم و ستم کئے حتیٰ کہ خانہ دارن اہل بیت کو صاف کرنے کے لیے گھونگے پڑ گئے جو کب بزرگی و بارت سے ان کو کچھ نہ ملا سخت خائب و ناامید ہوئے لعنتیں اور پتھریاں پڑیں۔ حلال العیون و خلاصۃ المسلمین وغیرہ۔ دین و دنیا بیاہ ہوئے تو یہ کو فی غلدار اور یوفاء اور

شیعہ اپنے کتبے برنامہ اور مشنہ ہوتے تو اپنی روسیابی اور دنیاوی کوٹاٹنے کیلئے فوراً یہ نام شروع کر دیا اور اویلا چلا دیا کہ ہائے ہائے ہم نہاہ ہوئے ہمارا خاک اُڑ گیا دین و دنیا سب برباد ہوئے اہل بیت کا نام لے کر روئے ہیں کہ ہائے حسین ہم ذلیل ہوتے نہ ہم کو دنیا فی اور نہ ہمارا دین رہا۔

خلاصہ یہ کہ اپنی شوخی قسمت اور دنیا سے محروم رہنے کا رونا ہے پانے کئے کارونا ہے اپنی بربادی کا رونا ہے نہ کہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہمدردی ہے نہ نسل کے لئے ڈراما اور ملاحظہ فرمائیے۔

قتل امام کی ایک اور وجہ

حضرت امام ہمام شہید کے بلا قتل ہونا پرستی اور دنیاوی وجاہت کے حصول کے لئے تھا۔ ماسخ المتواریخ ص ۳۱ پر ہے کہ زجر بن قیس نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پہلے پہل خبر دی تو۔

بزرگ نے سرفرو داشت و سخن نہ کر دیں
بزرگ کچھ دیر سرگرم بیان نہ بخورے
سربراہ اور دو گشت قد گشت و وضعی
کہ کہ کر تھینا میں اس پر راضی تھا کہ قتل حسین
طاہر کرم بدن و قتل الحسین اہل
کہ کہ کر تھینا میں اس پر راضی تھا کہ قتل حسین
لوگت صاحبہ لا غفران عنہ۔ ہجوا امام حسین کو شہر عاف کر دیتا۔

اسی طرح نبی الاحزان میں بھی ہے۔
وہی محض بن علبد نے جب بنی امام کچھ سخت بات کہی تو بزرگ نے توش رو ہر کر
اُس کو جواب دیا کہ۔

ما ولدت ام حضرت أشد لکم
ولکن قیم اللہ ابن مہجناہ
ایسے ہی جب شمر ذی الجوش نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بزرگی کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ اہل کا فی فضیلت
و ذہبا فقتلت خیرا مخلوق ابنا و امنا
جہاں سے بہتر تھ۔

حضرت بزرگ و نظریہ شدید اذ قال
ملاہ اللہ دیک نار و لیک اذ اجملت
ذہبا خیرا مخلوق فلم تقتلہ اخبرہ من
بین یدی ابلا لثرتک ملک عندی۔
بزرگ نے یہ عہد بپنا اور نظر غضبی کچھ کر بولا کہ
خلاہیرے کا بک اور گد سے بھرے ترے لئے خوابی
ہو جب تو جانتا ہے کہ تین بہترین خلق میں تو نے
ان کو قتل کیا کل جاہلے سامنے سے تیرے لئے
میرے پاس کچھ جائزہ و عطیہ نہیں ہے۔

یزید کے اس جواب کو تلفیظاً نسخ التواریخ نے بھی اسی الفاظ نقل کیا ہے کہ۔
یزید اعلیٰ مرتبہ تر از ایں جانوہر خواہد رسید۔ یزید نے کہا میری طرف سے ہرگز نہجھکو (نہجہ)
شرخ تاب و خاسر از شفاف و از دنیا و علی شمرے لشکر غائب خاسر واپس ہوا اور اسی
آخرت ہے پیرہ ماہر (ص ۳۳) طرح دیں دینا ہے بے نصیب رہ۔

یزید نے ازل کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے، جو درج ذیل ہے۔
الف۔ یزید جب ام زین العابدین کو دمشق سے مدینہ جانے کے لئے رخصت کرنے لگا
تو ان سے کہا: خدا کا کہہ رہا ہوں کہ حسین سے یہ سلوک کیا دانشمندی نہیں
ہوتا تو جو حسین بن علی مانگتے وہ میں دیتا اور ان سے اس بلا کو دفع کرتا اگرچہ
موجب ہلاکت میرے بعض فرزندوں کا بھی ہوتا مگر جو مشیت خدا میں تھا وہ بچتا
پس جو قاضی ضروری ہوئی وہ مجھے کچھ سمجھاؤ (پس فرمادو) خلاصۃ المصابین (ص ۳۳)
ب۔ ابن زیاد ولیمین در امر او تمیل کرد و اہل قیاد نے حسین کے معاملہ میں حامی
من راضی تشریں او قبولی۔ کی ادیں انکے قتل پر راضی نہ تھا۔

ج۔ جلا دالمیون ص ۳۵۔ نسخ التواریخ ص ۳۳۔ اور احتجاج طبری وغیرہ میں بھی مذکور ہے
ج۔ خیر شہادت مسکرا اور قافلاً اہل بیت حسین کے اپنے پاس دمشق پہنچنے پر یزید نے
جو کچھ کہا وہ حسب ذیل ہے۔

ا. تالیف و اقا البید را چون پڑھا خلاصۃ المصابین (۱) انگشت را بدعاں گزید
یعنی مسکرو اتقل تلے انگلی دہائی لہجہ الاحزان ص ۳۳ خود بولا۔ خلاصۃ المصابین
ص ۳۴ و ص ۳۵۔ کسی مختصر ان اہدہ شہرہ بھی روتقی تفسیر (ص ۳۶، ۳۷)
اسکی زوجہ بیتاب ہو کر روتی ہوئی قتل سے باہر بے پردہ دربار یزید میں چلی آئی
(خلاصۃ المصابین ص ۳۳) یزید نہ صرف جلوت میں بلکہ خلوت میں بھی نہ مانگتا
(خلاصۃ المصابین ص ۳۴) اسی ہی وجہ سے کہا ہے ہندو فرزند رسول خدا و
بزرگ قریش پر لوحہ زاری کر دجلا المیون (۲)
ناظرین یا تمکین جھڑتا ہاں مذکورہ بالا معتبر و مستند کتب شیعہ کی تصریحات سے

روزر روشن سے بھی زیادہ ثابت ہوتا ہے کہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل
پر خوش نہ تھا بلکہ ناراض ہوا غضب ناک ہوا قاتلوں کو کسی طرح کی مراعات دینے پر آمادہ نہ
ہوا بلکہ ان کو ہر طرح سے خائب و خسر کیا یہ نقل کرنے والوں نے محض اپنی ہمدردی و خفا پرستی
ہام طلبی، جلوسہ نعت وغیرہ کے حصول کی وجہ سے یہ قبیح اور ملعون حرکت کی جس میں وہ
حاسب ذمہ ہے، بلکہ ہر طرح سے خائب و خاسر رہے، بناریں اگر بقصد ہو کر کیا جانے کو تعلق نہیں ہوا
نے دنیا میں پایا وہ اس صاف کرنے کے لئے دھوکہ مانگن ہے، اسی صورت قاتم کر لی ہو تو یہ کوئی
بجائبات نہ ہوگی۔

(۷۲) تعزیر وغیرہ کے ساتھ جانے کا حکم

عبارت سابقہ اور مضامین مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تعزیر میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ خلاف
شرع ہونے کی وجہ سے ناجائز اور بدعت ہے اور ایسا کرنے والے بدعتی، شریعت کے مخالف اور
انکار اہل بیت سے علیحدہ و مخرف اور عقل سے کسوں دور ہیں تو یہ ذکریں تو عذاب الہی کے
مستحق ہیں مگر وہ غضب و تباہی و قہار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ سے مستوی
را نہ دیکھا ہے لہذا ہر مسلمان کو ان فرض سے کہ ان سے الگ رہے۔

(۷۳) قرآن میں ناجائز مجلسوں میں جانے کا حکم

(۱) ولا تکتوا الی الذین ظلموا فیتسکم انفسہم یعنی ظالم اور غافلک طرف
یہ ان میں نہ کرو نہ جھکونک نہیں راگرتے ان سے میل ملاپ رکھا پس و انکی طرف، تم کو دوزخ
لی آگ پہنچے گی

(۲) اے کائناتیں تم انکے الشیطان فلا تفتعنوا فایقنوا الذین کذبوا بمعہ القوم الظالمین ط
یعنی اگر شیطان بھول میں ڈالے تو یہ تو اپنے بڑے ظالم لوگوں کی مجلس سے فوراً الگ ہو جاؤ۔

(۳) وذلک لآلین الخائن وایمنہ نہ ہن واولعنا۔ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں
نے محض تمکین کے لوگوں کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔

اسی طرح متعدد ایسی آیات مبارکہ ہیں جو کہ بدعتی اور ظالم لوگوں کی صحبت سے الگ رہنے کی نیر و ہدایت کرتی ہیں اور ان سے میل ملاپ کو گناہ قرار دیتی ہیں۔

(۲۴) حدیث شریف سے نا جائز مجلسوں میں جانے کا حکم

میرٹھ میں ہے، عن وقرصاحب بد عتہ
فقد اعان علی ہدم الاسلام
میرٹھ میں ہے، اخباراتہم صاحب بد عتہ
نافعہروانی و بھہ فان اللہ تعالیٰ
بیض کل مبتدع ولا یجوز احداثہ
علیہما و لکن یفھا افون و التار و مثل
مجراد و القمل — ایک میرٹھ میں ہے۔

جس نے بدعتی کو تیسرو عزت کی اُس نے اسلام
کے گردنے کی خوشی کی۔
جب ہم بدعتی کو کچھو، تو اُس سے نورِ رُوقی
سے پیش آؤ کہ اشرعنا لہ بر بدعتی کو سمیعہ متانت
ہے اور بدعتی حبیبؐ بل مرا سے گزرتے تو نسب
کیرئوں اور چچوئل کو بل حار و زور میں گئیے۔

اہل البدع کلاب النمامہ برہمتی دوزخ کے کتے ہیں۔

اسی مضمون کی اور حدیثیں کثرت سے ہیں مثلاً امام جعفر صادق سے روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام لا یبغی للہو منین ان یمجلس مجلسا یمشی اللہ فیہ ولا تقدح علی تغیرہ
 حضرت جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ کون کو کسی مجلس میں نہیں جانا چاہیے جو اس مجلس سے غافل ہو۔ اسی کی افواہی ہو رہی ہو یا مردہ اُس کے کندہ کرنے سے نہ ہو۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام: انہ
 قال لا تعجلوا (عجل البدع ولا
 تعجلوا) ہم قصیدہ اور عند اللہ کو
 احذہم قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم العز عن دین خلیفہ
 ورویہ در کتاب ذکر ص ۲۵

ملن ابی عبد اللہ (السلام قال من کان
 من باہلہ وایمہ الآخر فلا یجلس مجلساً
 بنفس فیہ امام یدیان فیہ مؤمن
 (کتاب مذکورہ ص ۳۲)

امام جعفر صادق فرماتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے
 روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ کسی
 ایسی مجلس میں بیٹھنے سے محسوس کرے کہ اگر کوئی توہین پروردگار
 کسی میں سے نہ کہنے چلیں گی جاتی ہو۔

اسی طرح جو دودم فروع الکلفین مصنفہ الذی القاسم القس ص ۱۱ پر بھی ہے۔

عن ابن عبد اللہ علیہ السلام
 قد علمت ما بال ولیداً علیہ فقد
 عسی اللہ . کتاب مذکورہ ص ۲۵
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من
 سبني فليكن له مني عتق . رواه ابن ماجه في سنن

ان رجلاً من بیغض ال محمد و
اصحابه او احدا منهم یجذبه
الله عذاباً - و تغیر (م عسکر)

لا تسبوا الناس فتسبوا
 لو گول کو گالی مستعدو تا کر تم میں دشمنی نہ
 الحدیث و آئمہ و اصول کافی کتاب الامان و الکفر باب اسباب پڑھے۔

قال الذي على الله عليه وسلم
من سبني فاقسوا ومن سب
محمدا فاحملوا ولا تطعنوا الا في شئ

حضرت عليؓ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
جو شخص مجھے کولال لے کر اُس کو قتل کر دے اور
میرے اصحاب کو لال لے کر اُس کو قتل کر دے اور

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اچھوٹا کر ایک قوم جوڑ رکھے گی میرے اصحاب کو اور لقب اُس کا رافضی ہوگا۔

اجامہ الہیات و صحیفہ رضی، اور مجلس المؤمنین مصنفہ قاضی نور اللہ شومری مجتہدین
ہے کہ "قد اراءنا عشرین کالقب راغضی تھا۔" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اذا راۃ الذین یسبون اصحابی کرجب علیہ لوگوں کو دیکھو کہ وہ میرے اصحاب کو

فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ شُرَكَاءِ رَبِّي
 اَحْضَلُوا فِي اخْتِلَافٍ وَاصْهَارٍ
 لَا يَطْلُبُكُمْ اللَّهُ بِمُظْلَمَةٍ اِحْدَ مِنْهُمْ
 كَمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
 فَانْهَاطَ لَيْسَتْ مِمَّا تَوْحِبُ
 وَكَثُرَ لَعَالُ غَلِيْبِ بْنِ عَسَاكِرٍ
 سَبَّحِي فِي الْاٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُوْا
 اَصْحَابِي فَلَا يَخَالُوْهُمُ وَلَا تَنْتَابُوْهُمُ
 وَلَا تَنْتَابُ كَلَامُهُمْ وَلَا تَنْتَابُ كَلَامُهُمْ
 وَلَا تَصْلُوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصْلُوْا مَعَهُمْ
 رَغِيْبَةُ الطَّالِبِيْنَ طَرَانِيْ
 سَبَّأَتِيْ مَنْ يَّعْدِيْ قَوْمَ لَهْمٍ
 نَبِيْذِيْ قِيَالِ لَهْمٍ لِّوَارِثَةِ فَاَن دُرَيْمٍ
 فَاقْتُلُوْهُمُ فَاَنْهَمُ مَشْرُوكُوْنَ قَالِ قُلْتُ
 يَا دَسُوْلُ اللَّهُ مَا اِسْلَامُهُ فَيَهْمُ قَالِ
 يَعْطُوْنَكَ بِمَا لَيْسَ فِيْكَ يَطْعُنُوْنَكَ
 السُّفْهَاءُ اِرْقُطْنِيْ عَنْ عَالِيٍّ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمان میں ایک قوم آئے گی میرے اصحاب کی عیب جوئی کریں گے تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو نہ بیو نہ کھاؤ اور ان سے نکاح کا سلسلہ نہ کرو اور اگر تم ان سے کوئی عازر خانہ نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نہ کرنا نہ پڑھو حضرت ملی سے ہے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد ایک چھوٹی سی جماعت آئے گی جن کو راضی کہا جائیگا اگر قرآن کو پائے تو ان سے مقابلہ کر کہ وہ عسکر ہیں میں نے عرض کی کہ ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ تیری تعریف میں لوگوں کے لئے اور حد سے بڑھ جائیں گے اور سلف رحما پر اچھٹن کریں گے۔

اِذَا ظَهَرَتْ الْفِتْنَةُ اَوَّلًا الْبَدِيعِ
 وَصَبَتْ اَصْحَابِيْ نَاطِلِيْهُمْ الْعَالَمِ عَلَيْهِ
 فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ
 وَالْمَسْئَلَةُ وَالْاَنَاسُ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ
 اِلَّاهُ لَهُ صِرْفًا وَلَا عَمَلًا عَزَّ وَجَلَّ
 وَبَارَكَ تَعَالَى
 فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب فتنہ ہمارے ہوں یا فرما کر بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو کام کو لائی دیں عیسائیں پس عالم دین پڑھیں ہے کہ وہ اپنے کلمہ کو پڑھ کر گمراہی میں آجائیں یا توں سے روکنے اگر وہ ایمان نہ رکھنا تو اس پر خدا تعالیٰ اور دشمنوں اور سب لوگوں کی لعنت اور ان کی کئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

غیر شرعی مجلسوں میں جانے کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کی حکم

سراج العباد مصنف معانی آقا مرزا حسین نجفی جو کہ شیعہ حضرات کے نزدیک نہایت ہی معتبر کتاب ہے اور اب فاضل علی صاحب کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ اس میں ص ۱۸۴ پر کیرہ گاہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

استراف تجدی نہایت مشغول شدن بہو
 و امب و امور برنگنا و صغیر و قلع رحمہ دنا غیر
 ما از وقت تا غیرہ غیر غرضی و ترکہ ج
 و قسہ انگریزی و خوردن و سود و اعتراض کردن
 از دیگر خدا و متع کردن از صاحب خدا و استیزار
 بومنین و لواطت و زنا و غنا و قمار و شہادت
 دروغ و کتب مال حرام و غصب و غنی حبشی
 و زنا و زنی با نیکو ہر گناہ و کیرہ داند
 فاما از کسی کا مال چھیننا اور چھوڑی کرنا اور دکانی کرنا سب سے گناہ و کیرہ ہیں اور اسی طرح
 حدیث بہر کہ در خدا و ظہور یا نہ یا چیز
 دیگر از آیتہاے ساز و یا در طرح چاہن روز
 باند مستوجب غضب الہی گرد و اگر در چاہن
 روز میر و فاسق و فاجر مردہ یا شجبلہ او چھین
 باشد۔

نیز ص ۱۸۴ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔

کے کہ ایک مرد ہم بدل و ف یا ظہور
 و نے و اگر فدا شدہ بہرست ازین کہ
 ہمارے کند یا اور خود در خدا کو مہتہا و مرتبہ
 نہ ہم نہ تھا سارے عازار رہیں کا ہونا ہے۔
 جو شخص ف یا ظہور یا نسری وغیرہ بچانے
 والوں کو ایک دہم دیکھا کہ اس سے بھی بڑا ہے
 کہ خدا کو کعبہ میں اپنی والدہ کے ساتھ مستقر تہہ کرنا
 زمانہ کرے۔

واگر دو درم بہہ یا بیش ٹی ٹوبہ خدا
تعالیٰ از برائے او بہیش بخشنے کہ در پیش
سنت گنا ہے شکر احد و مشغور شود صاحب
غنا و وفادے وزانی کو رو تو گنگ و اما
کے کہ بلند کند صدائے خود را بفتنا خدا قرار
بسد و شیطاں پر دوش و شو کو کہ پاشند
پائے خود را بر سینہ او نیز نماز نماز مذکور
باز البتہ

(۶۲) نامحرم عورتوں کے دیکھنے کا حکم

صغیر چم پہرے ہرگز چشم مارا نہ انداز
نظر کردن بھونے کے کہ حرام باشد برو
دین آن خدا دیدہ اور اذیتا مسترا نش
پر گنہ گرا نہ کو تو بگنہ حدیث است کہ ہر کہ
مست شود از شراب بعد از آن تا پہل روز
بمیرد نہ و خدا مانہ بہت پرست و در
ارشاد القلوب مطہر است ایس حدیث کہ
کے کو بسوزاند ہفتاد و قرآن را و کند ہفتاد
حک تباہ کند و زنا کند با ہفتاد و خیرہ را کہ
نزدیک ترست و محبت خدا نہ کہے کہ ترک
کنہ نامے را عمل امواف حدیث غیر اسلام
کہ من تولد الصلوۃ متعذراً فقد کفر
و کلہا کہ پروردگار میرسد ایتیم الصلوۃ
اور قرآن مجید میں فرمایا کہ نماز ادا کرو۔

ولا تکنوا من المشركین پس اور مشرک نہ بنو۔

پس تارک الصلوۃ و مت پرست و در
یک سبک خوانہند و دو امام جامع الانبار
است کہ ہر کہ اعانت کند تارک الصلوۃ
را بقتلہ بالہائے گویا کشتہ است ہفتاد و خیرہ
را کہ اول ایشان آدم و آدم و ابراہیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ہست

حدیث است از حضرت رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر کسی کہ تسکند برینے
تارک الصلوۃ برا راست کہ ہفتاد و خیرہ
کہند را خراب کردہ باشد و ہفتاد و ایک را
کشتہ باشد و اگر یک شروت آب کے اعتنا
کند تارک الصلوۃ حارہ و جادہ کردہ ہست
با من و باہم پیغمبران و شفا عفت من غی
رسد کہے کہ تحقیق کند یزنا و خود دار و
نئے شود بر حوض کوثر میں جنت خدا۔

(۶۴) گناہ کبیرہ کی تعریف

صفحہ ۴۳ پر گناہ کبیرہ کی سزا بھی مقرر کی ہے، فرماتے ہیں۔
کبیرہ گناہیست کہ حق تعالیٰ بر آن گناہ کبیرہ وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے
وعدہ آتش دادہ است۔ دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

کبیرہ گناہ کی سزا

اور سہ ۳۵ پر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ۔

ہرگز تکبیر نہ ہو کہ بکیرہ اور کبیرہ اور
اگر نہ لعل دانہ بیرون می بردا و راز
اسلام و عذاب یکند اول شہدین غدا
و اگر مشرف باشد با کونکہ کردہ بہت
و حرم است و بر آن حال میرد او را
از ایاں بیرون می برد و از اسلام بیرون
نمی برد و عذابش بیک تراز عذاب
آن مرد اول خواهد بود۔

زنا کی سزا

صہابہ امام محمد باقر سے مروی ہے کہ۔

از حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم منقول است کہ ہرگز زنا کند
بازن مسلمانے یا زن ترسانے یا زن بیہودے
یا کبرے خواہ آزاد باشد آن زن یا بندہ
و بے قیہ بیروتی تعالیٰ در قریشی صدقہ
بکشاد کہ از انہا بار و عقیقہ و از دل از جنہم
در قریش در آیند و اورا آتش سوزد تا روز
قیامت پس چون از قبر بیعت شود مردم
از گناہ او متاوی باشند و یکس او را بایں
علی قیہ باشند تا بہنہم رسد۔
اسی عمل کے ذریعہ پہچان لیں گے کہ کسی کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

دارِ حسی رکھنا کتنی سنت ہے

اسی شبیہ کتاب مذکور کے حاشیہ حاشیہ پر ہے۔

بدانکہ سنت است، بیش را بہر گشتن
نہ بلند نہ پیر کو نہ از قیہ نہ و اشتن
کردہ است و شمالی نہ زہرہ شہور از علالت
کہ ترا شہید نہ بیش حرام است۔
دارِ حسی صحت صادق منقول است کہ آنچہ
از بیش زیادہ از یک قبضہ بہت دریا نش
است و وصیث دیگر وار و است کہ دست
بر بیش گیر دآنچہ زیادہ باشد ہر د۔

(۲۸) دارِ حسی موندنا کتنا حرام ہے

و حضرت امیر المؤمنین فرمود کہ دوزخ
پیش کردہ جو مذکر بیش را می ترشد نہند
شاد را می گزاشتہ و خفتا علی بیش را می گزاشتہ
اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو بدل دیا۔

(۲۹) تاجانہ مخفلوں میں جانے کا علماء اہل سنت کا حکم

حضرت شیخ عبدالحی محمد ہلوی عینی شرح مسطر سعادت ہیں فضائل عاشورہ کے باب میں
لکھتے ہیں۔ و عمل انکہ و صلا علی گشتہ کر طریقہ
اہل سنت است کہ میں روزِ جمعہ و عید عات
فرقہ رافضیہ شیعہ مثل عید و نوہ و عز و شہد
آن اجتماع کنند کہ آن روز وہاب و منان است
والا روز وفات حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہت بید ہے و نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اس فصل کی جہاں تو لیں کہ انھیں شیعہ حضرات باہر نہ لیں اور خود کریں کہ اگر کریں گے کیا فرمایا
ہے اوضہ کریم عاشورہ میں ایک جمیع بعض تاجانہ حاکم تو لیں کہ اگر کتاب نہیں کرتے؟

میرے بزرگوار آپ کو شریعت پاک اور ائمہ اہل بیت کا دین پرکشا جانتا ہے۔ اور ان کے احادیث عالیہ کے روبرو گردن جھکا جیتا ہے اور علی طور پر اپنی راوت کا ثبوت دینا چاہتے صرف منہ سے اہل بیت کا عجب بننا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ محبت کے ساتھ عمل کی اشتہار دہنت ہے۔ بزرگان دین اس عمل کی کیفیت سے ہی خوش ہو سکتے ہیں۔
 مومن بات ہے کہ محبوب کی ہر ایک چیز پسند ہوتی ہے، ان کی شکل و سیرت کو اختیار اور ان کے اوصاف و اخلاق اپنے اندر پسند کرنا اور ان کی محبت عمل کے بغیر یہ خود دینے معنی ہے۔

(۳۲) اہل بیت میں منگے سر جانے کا حکم

تعمیر وغیرہ مجلسوں میں سروں سے لازمی طور پر پگڑیوں کو اتارنا نا ہے اور اسے نام کا ایک جزو قرار دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن شیعہ دوست اور افاضی بزرگ یہ فرماتے ہیں کہ۔

”بقیۃ اہل بیت جب کہ بلا سے دمشق روانہ ہوئے تو ظالموں نے حرموں کو سواروں پر کچاؤں کے بغیر بٹھا دیا اور سخت بے پروائی برتی حتیٰ کہ سرور سے چادروں کو اتار دیا اور اہل بیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منگے سر ہو گئے اور ہیا سے دمشق پہنچا یا لہذا عجب اہل بیت اور فرزندان امام کا ہم فرض ہے کہ وہ بھی منگے سر فرود نام نہ کریں“

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا یہ محض جھوٹ و افتراء ہے اور ایک مصنوعی کہانی

(۳۳) اہل بیت کا پیرودہ دمشق کو جانا

ہمکار علیوں اب نجم فصل ۱۱ میں بروایت اسید بن طاووس مذکور ہے کہ۔
 ”جب شہادت امام مظلوم کے بعد امام زین العابدین رحمہم رحمہم کو دمشق لے جانے تھے اور اس میں کوئی آقا تو بیجا اور کفر تھا خدا کی قسم کہ انے بعض نے گریہ و زاری شروع دی جس کو دیکھ کر حضرت زینب و حضرت خباب امیرہ شیعہ امام حسین نے یوں کام فرمایا۔

حضرات ائمہ اہل بیت نے کس واضح بیان سے ہدایت فرمائی ہے کہ مقبولیت صرف عمل اور محبت پر دوسرے نہ صرف محبت سے۔

میرے بھائی اور شیعہ دوستوں اور عزیزوں! یہ قرآن مجید اور حدیث پاک اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور شیعہ علماء و فضلاء مجتہدین کے بھی اقوال و ارشادات ہیں جو ہم پر پہاڑوں سے زیادہ بھل ہیں اور آپ بحیثیت شیعہ اور عجمی اہل بیت کے مدعی ہونے کے اس سے ایک ذرہ بھرا دھڑا دھڑا نہیں ہو سکتے۔ آپ نظر انصاف ان کا مطالعہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ ان سے کیا کچھ ثابت ہوا اور ان میں کونسی چیز جائز اور کونسی ناجائز ثابت ہوئی کس کو کرنے کا حکم ہوا اور کس کو کچھ روکنے کا اور کس کے کرنے سے شریعت کی پیروی ہے اور کس سے مخالفت اور بھلائی تمیز مردہ میں گہری نظر دوڑاتے ہوئے چلے جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس تعزیر وغیرہ میں باقیہ امتائے دیگر نہایت وسایل لہو و لعب و اشتغال نہیں ہوتے؟ کیا اس میں تارک حج و نماز، منو و نواز، جوسے باز نہیں ہوتے؟ کیا دائرہ صیئہ کرتے، چغلوں و حرام طریقہ سے مال اکٹھا کرنے والے راگی، تماشا کی شریک نہیں ہوتے؟ کیا نماز روزہ حج و دیگر عبادات کے چھوڑنے سے متقی و عید عذاب نہیں ہوتے؟ کیا اس میں خلاف شرع عورتوں اور مردوں کا غلط و غلط نہیں ہوتا؟ کیا تعزیر میں عورتیں منگے سر بلند راگنی سے اکثر مصنوعی مشینیں چھاتی کوشتی، نوص کرتی نہیں ہوتیں؟ کیا کلام ان کو نظر حرام سے دیکھ کر منہ بے عذاب نہ ہونے؟ کیا ان ناخوش کو دیکھنا اور دیکھنا ناجائز ہے؟ کیا ایسی مجلسوں میں اولیاء کرام و دیگر بزرگان دین کو سرب و شتم گالی گوی نہیں کیا جاتا؟ کیا ناجائز بھول کو لایح کرنے کے لئے بیجا مال صرف نہیں کیا جاتا؟ کیا شرعی طور پر ایسے ناجائز افعال اور ناجائز حرکت کرتے والوں کی مدد و اعانت جائز ہے؟ کیا یہ افعال تصریح بالہ کے لحاظ سے بدعت اور رجم نہیں؟ کیا ایسی مجلسیں جہاں ایسے افعال کیجئے گئے ہاتھ ہوں دیکھنی جائز ہیں؟ جب وہابیوں میں ہے اور ضرور ہے تو پھر ایسی مجلس تعزیر کیسے جائز ہو سکتی ہے اور اس میں جانا اور ایسے کاروبار میں شریک ہونا اور ہر طرح سے مدد و اعانت کرنا شریعت میں کب روا ہے؟

” انا بعدلے اہل کفر لے اہل غدار کرو جیلدم ہم پر گریہ کرتے ہو اور خود تم نے
ہمکو قتل کیا، ابھی تمہارے غلط سے ہمارا رونا موقوف نہیں ہوا“
فصل ۱۵۔ اہم کاٹھم ہمیشہ دوم حضرت اہم مظلوم نے صلے گریہ بلند کی اور
ہر دوج سے آواز دی کہ ”لے اہل کفر کو تمہارے منہ سب باہ ہوں تم نے کس سب سے
مجھے بھائی حسین کو گولیا اور ابھیں قتل کر کے مال و سبباہم اس کا لوٹ لیا“

(۳۵) قاتل شیعوں پر اہلبیت کی لعنت و پھینکار

اگر زین العابدین نے کوفہ والوں کو خطاب کر کے فرمایا ”میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں
تمہارے ہر ایک میرے پدر و زردگار کو تم نے خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا“ ان سے بیعت کی،
آخر کار ان سے جنگ کی، اور دشمن پر ان پر مسلط کیا پس لعنت ہر دم پر جس صلے گریہ
پر طرف سے بلند ہوئی، آپس میں ہر ایک دوسرے سے کہتے تھے ہم لوگ ہلاک ہوئے۔ جب
صلے گئے فغان بلند ہوئی تو حضرت نے فرمایا ”خدا اس پر رحمت کرے جو میری نصیحت قبول کرے“
سینے فرما دی، یا زین رسول اللہ تم نے آپ کا کلام ”مشتا“ ہم آپ کی اطاعت کر گئے جو آپ سے
جنگ کرے ہم اس سے جنگ کریں گے اور جو آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کرینگے اگر آپ
کہیں اس کا خون طلب کریں حضرت نے فرمایا ”یہاں یہاں بیعت ہمارے غداروں کے حکام و پھر
دو بارہ میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گے“

ان شیعیان و قتل سے ثابت ہوا کہ حرم محترم با پردہ ہر دو جوں اور کچا قتل میں سواقتیں اور
انہوں نے کوئی خلاف شرع کام نہیں کیا، ہاں کوئی شیعیہ ضرور غدار اور بے وفائی کے جنوں
نے متحد خطوط بھیج کر حضرت اہل بیت کو گھیر لیا، ان سے بیعت کی اور فداری کے
مستحق اور مضبوط عہد و پیمان کئے، مگر سب کچھ توڑنا و زکرت حضرت اہم حسین و دیگر حضرت کو
شبہید کے اپنی عاقبت کو سیاہ و بر باد کیا یہی وجہ تھی کہ حضرت زینب و ام کلثوم اور ام
زین العابدین رضی اللہ عنہم نے ان کو گری سے بڑی بد و عافیت دی، ادا ان کو کھار و غدار
بے وفاء وغیرہ القاب دے کر قیامت تک مشکور فرمایا۔

اور نیز سر سے ہڈی اور وہ بھی لازمی طور پر تار دنیا ایک بگری ہوئی حرکت کے علاوہ
جاہلانہ شعار اور علامت سے جس سے شریعت پاک نے مسلمان کو سختی سے روکا ہے۔

حدیث شریفہ میں ہے کہ ایک بادشاہ رضو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی بازار کے ساتھ جاتے
ہوئے بعض افراد کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادریں ”تاروں“ اور اس زمانہ میں چونکر تکر بہت
کم پہنتے تھے صرف چادر اور تہمت ہی زیادہ استعمال میں آتا تھا۔ لہذا چادر تکر ختم کا اظہار
کیا کرتے اور جو کتر پہنتے وہ اپنا گریبان کھول کر اظہار ختم کرتے، عیاً اجل و عمریوں کی کھیا
دیسی ہندوستان میں نے بھی باڑوں کا لٹرا بانڈھنا علم کی علامت ٹھہرائی ہے، تو حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ان افراد کو چادریں آگاتے دیکھ کر فرمایا کہ تم جاہلیت کا طریقہ اختیار
کرتے ہو میرا لادہ جو تھا کہ تم پر ایسی بد دعا کروں جس سے تمہاری صورتیں بدل جائیں۔ یہ
گھنٹے ہی انہوں نے فوراً چادریں اٹھ لیں، اس سے معلوم ہوا کہ زنا جاہلیت کی ہر زکم و لودا
کو شریعت نے بڑی نظر سے دیکھا ہے اور سر سے ہڈی آگاتنا بھی چادر کی طرح ہے، تو جب
اظہار ختم کے لئے چادر اٹھانا ناجائز ہے، تو اسی اظہار ختم کے لئے پگڑی آگاتنا کیسے جائز ہو
سکتا ہے؟ ثابت ہوا کہ پگڑی آگاتنا شریعت کا حکم نہیں ہے، اور نہ اس پر کوئی ثواب ملتا ہے
محض شیعیہ حضرات کی بنائی ہوئی بات ہے اور فضول و دکھلا مسلمان کا فرض ہے کہ وہ
شریعت کو اپنا لائحہ عمل مقرر کرے، اور اسی کو بوعث ثواب و نجات سمجھے۔

ہونے کو یوں شبہ ہوئے ابن فاطمہ و صاحبہا کو شیعوں کے دامن میں رہ گیا
رنگ جب محشر میں آگئی تو انہیں کھانگ

(۳۶) محرم میں سبیلین اور زیاریں شریعت کی نظر میں

شریعت پاک میں بانی پانا کھانا کھانے کیلئے دینا احیان و مال سے مدد کرنا اور ختم کا
جانے تاروں اور عمرو سے اور باعث و جرو ثواب، لیکن ایسے لوگوں کو خدا بخدا فی انہ اور نیز
پاکس نامہ فانی میں لگے ہوں کھانا کھانا مگر جائز نہیں، بلکہ عصیت اور گناہ ہے، جسے
تحریر وغیرہ دیکھنے دکھانے والے کو خلاف شرع کرے یہی حبیہ اگر دہر پوری تفصیل سے

(۳۶) ناجائز باتوں میں مدد کرنی حرام ہے

تعزیرہ وغیرہ دیکھنے دکھانے والے کے خلاف شرع کرتے ہیں عیب اگر اوپر پوری تفصیل سے ثابت ہوا۔ اب ان کو خاص طور پر کھانا اور پلانا، گویا شریعت پاک کی مخالفت پر مدد دینی ہے اور ان ناظرین کو گول کے حوصلہ کو بڑھانا ہے کہ آئندہ بھی زور سے نافذ رہے اور مخالفت اسلام کریں گے جیسے کوئی بدبھاد بلا دھر کی شیم کو مانے، اور دوسرا اسی بدبھاد و ظالم کی مدد کرے اور کہے کہ تم نے فحش کیا اور مارو تو اس ظالم کا دل کیوں نہ بڑھے گا کل کوئی بیبیوں کو کیوں نہ بیوی نہ بن کر لے گا لہذا جرح سلمان کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ ایسے ناظرین اور بدعینی اور ائمہ اہل بیت کی ارواح طیبہ کو ناراض کرنے والے شخصوں کی بالکل مدد و اعانتہ نہ کرے نہ ان کو پانی پلائے نہ غذا دے، نہ کھانا کھلائے، اور نہ تعزیرہ دار اس کا مطالعہ کریں، کیونکہ شہداء کو کھانا تو ان کے نزدیک ایک ایک گھونٹ پانی کو ترستے وہل جتن ہوتے تو انہیں اس قدر شرم ہوتا اور دودھ وغیرہ کی خواہش کیوں ہو؟ تعزیرہ ساز حضرات کا فرض ہے کہ جب وہ اس کو صحیح اور موجب ثواب خیال کرتے ہیں تو وجہ فعل کیوں نہیں آتا جسے ضروری ہے کہ حضرات شہداء کو کام کی کھانے اور پینے میں، مینے اور اٹھنے میں، رنج و غم میں، اخلاق و اطوار میں، شکل و شبابہت میں، سیرت و خصلت میں، ان کی پوری پوری افتخار کی جائے مگر انفس کو کہاں عشرہ عشرت بھی نہیں، اور جہے وہ پوری برعکس اور خلاف شریعت، کسی نے خوب نظم میں کہا ہے۔

نام کی ہوتی حرم میں ہے غیر سات کثیر
پہنتے ہیں لوگ اکثر جاہلے سبز رنگ
جلسوں میں اندھوانی کی عیب ہوتی ہے دھوم
وہ عزم کے سپاہی جیسے فرج شام و دوام
سانگ وہ بہرہ و بھوں کے دنگوں کی دھم دھم
وہ سیاہی کا شش جھنڈیوں کا کشاکش
ہے کہیں روتی کہیں کچھ کہیں ہمتی جو کبیر
ہوتی ہے کشاکش غیری سے مہفت کی صحنی جنگ
پاک دھن کہیں کا دیکھ لاہر جا بھوم
اس سے ہے اس سے شک سید کوئی بالعموم
پر قدم پر نعو ہٹے بالعموم دیا امام
کوئے کوئے کے جن جن سر و شربت قند کا

جلوہ کر صحنی چمپہ شاہ مرزا کا حبشہ! اور وہ تھالی، دل زخمت پیکر کر بلا!
بھس آڑا مارے اور دانا زبیر دستہ کا وہ اور خود مشتے بعد از جنگ کی ہستی کا وہ
بائس کے وہہ و جانچ جہن پر کا غنڈی جو تیرہیں تعزیرہ کہتے ہیں اسکو سب عیاں کے مرد و زن
جان کر دھنڈھ سب کھلا کر لایک سن پچھتے ہیں وہ جن کا کرکٹ ہے بہت شگن
اشرف المخلوق اور خیر الامم ہے کیا غضب ماننے میں نہیں اور اتنے ہیں اس کو رب
تجارت و صلوات صحنہ بہار الدین عالی شیعہ میں باقی حضرات کے حالات کے عین مطابق یہ نظم موجود ہے۔

ظاہر ہے جو گور کا فشر پر حمل اندر آں قہر غد غر و حمل
از بروں طعنے نہ زنی برا بیزید وز دروغ تنگ میدار و بیزید
بہر اظہار فضیلت مسرکہ ساختی افتادے اندر ہلکہ
تا کہ عامی چند ساز ی رہم خود با صدا فصول آوری و رد ام خود
نہ فروخت حکم آمدن اصول شرم بادت از خدا و از رسول
یعنی تیرا ظاہر کا فرک فکر کی طرح ہے کہ اوپر سے بڑی ستر سہرا اور اس کے اندر قہر خدا
ہوتا ہے، بظاہر تو بایزمدولی اللہ پر طعنہ زنی کرتا ہے، اور دل تیرا ایسا ہے کہ اس سے
بیزید کو بھی تنگ دے عار ہے، اپنی فضیلت کیلئے مجلس بناتا ہے اور لوگوں کی پڑ جاتا ہے۔
کہ کب تک تو ام کو لینے مانے گا، سو تو قہم کے ستر سوں ہے انکو جال میں پھنسا تا ہے
نہ تو فزونی سائل کو جانتا ہے نہ صولی کو، پھر خدا تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ
و سلم سے تجھ کو شرم چاہیے۔

شہداء کو ایصالِ ثواب جائز ہے

ہاں اپنے گھر میں بیبیوں غریبوں سکینوں کو کھانا کر دیا جائے جو بڑے ستر سوں کھانا
جو ان آئے پلائیں سو نہیں لاکھوں کروڑوں درہم کا نطر پر صرف فرماں اور شہداء
کرام کی امداد طیبہ کو ثواب پہنچائیں، گو ان روکتا ہے سب جائز ہے مباح ہے لیکن
یہ خیال کرنا غلط ہے کہ حضرات شہداء کو کھانا پانی سے پیاسے گئے اور شربت ہی پیاس کو

خوب سمجھا تا ہے لہذا شریعت ہی کا پنا چاہیے اور یہی ضروری ہے جبکہ بلا کما حقہ شریعت ہی کے چلنے کے دویہ عام سے یہی معلوم ہوتا ہے، بلکہ جو چاہے بغیر امت کے اور ایصالِ ثواب کے کہ شہد کو کلام کی بابرکت دعاوں سے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی سعی جمید کرے، اللہ تعالیٰ ہم کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۳۸) ماتم کے جائز ہونے کی دلیلوں کا جواب

دلیل علی کسی خاص صدمہ اور تکلیف پر ماتم کرنا جائز ہے اور ہمیشہ اس کی بادیوں دیدہ تیر رہنا موجب ثواب ہے، دیکھو حضرت اہل بیت علیہم السلام کو جب قباہیل نے قتل کیا تو حضرت آدم علیہ السلام اور ایک سو سال تک روتے رہے، تفسیر فائدہ مصری، اور حضرت شعیب علیہ السلام دس برس تک روتے رہے کہ آپ نابینا ہو گئے، انیس اوطافین، اور حضرت یعقوب علیہ السلام بارہ چالیس سال فراقِ یوسف علیہ السلام میں گریہ و زاری کرتے رہے کہ آپ کی آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئیں، جناب زین العابدین سلامِ تلوام زینت اپنے والد حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں روتے رہے، جناب فاطمہ الزہرا جیتک زندہ رہیں اپنے والد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوجہ کرتی رہیں۔

جواب (۱) پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال و اعمال کو پیش کرنا درست نہیں کیونکہ وہ شریعتیں آپ منسوخ العمل ہیں قرآن مجید اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے ہم کسی پہلی شریعت پر عمل کر کے کسی مختلف نہیں ہیں۔

۲۔ ان واقعات سے یہی ثابت ہوا کہ وہ روتے رہے، تقویرا، روتے باہت، مگر اس سے ماتم حسین نہیں میں اور ہزار بار اخراجات و بدعات میں ہر بی ہیں کہیں جائز ہوا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اسی طرز عمل پر پہلی امتوں میں ماتم ہوا ہے ہرگز نہیں۔

۳۔ کہی مصیبت پر صرف ہر سو ہوا تھا فورے جبکہ زمان و تھد وغیرہ سے اور کوئی جائز کلام نہ کیا جائے، دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام باجو دیکر روتے مگر صبر کو ہاتھ سے نہ جاتے یا اور دلی دل میں غم سے کڑھے، مگر فوجہ وغیرہ کا ماتم نہیں۔

اسی طرح حضرت خاقانِ جنت رضی اللہ عنہا ضرور روئیں لیکن یہ رونا ان کا محض اضطراب تھا جس پر خدا خود نہیں اور نہ اس میں فوجہ وغیرہ تھا، لہذا اس سے مجبورہ ماتم کا جزا نہیں نکلتا۔

حضرت زین العابدین بھی روئے صبح ہے، لیکن اس سے یہ ماتم اور فوجہ وغیرہ کیسے ثابت ہوا، آپ کا رونا اضطرابی تھا جس میں خلافِ شرع ایک بات ذہنی، مگر فوجہ وغیرہ سے آپ نے منع فرمایا جبکہ آپ نے کھیا جا چکا ہے، اور جو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ جس چیز کو قرآن مجید اور حدیث میں کرسے انہ اہل بیت اس سے دور رہنے کی ازحد تاکید کرتے رہے، پھر کسی کو ان کا کرنا ہرگز نہیں ہو سکتا پس اس فوجہ گری اور ماتم کا ان پر امتنان ہے اور بھیوٹہ و حقیقت بات یہ ہے کہ جب حضرت نبیائین راہن یا بن علیہ السلام کو کھوڑیں ٹھہرا یا گیا تو اس سے حضرت یحییٰ و علیہ السلام کا علم از سر نو تازہ ہو گیا مگر سنگریہ فرمایا فُضِبُوا بچیل۔ یعنی میں بہتر صبر کرونگا، صدمہ جو کہ بہت زیادہ ہو گیا تھا کہ مصیبت پر مصیبت آگئی، لہذا آپ بعد ازاں قُتُوْا عَنْهُمْ سب سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے اور سربراہا ہما اسفی علی یوسف، یعنی آہ یوسف پر گواہیا ضبط کیا کرچی، یہی جس میں اس طرح کڑھے کہ انھیں تک سفید ہو گئیں، جیسے کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاَبْيَضَّتْ عَيْنَاكَ مِنَ الْحُزَنِ كَتِلْفَع. اور افس کے معنی شدتِ حزن و حسرت ہے، ذکر چلا نا اور رونا۔ اور کلمہ کے معنی غصہ کو رونا اور ظاہر ہونے دینا و خفا لغات شاعرانی ص ۵۲، دیکھئے نوامہ، ذفرہ کا نام تک نہیں پھر لہذا اس سے اس مصنوعی حسینی ماتم کو کیا تعلق، بلکہ معنوی ماتم حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم سے بالکل خلاف ہے کیونکہ یعقوب علیہ السلام تو غم سے گوشہ نشین ہو گئے اور یہ نامی بزرگ گئی کچوں مظاہرہ کرتے بھرتے ہیں اور غم سے دل ہی دل میں کڑھے کہ آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں، مگر نامی حضرات سے ایک بھی آہنگ نہیں ملا جس کی غم کی وجہ سے آنکھیں سفید ہو گئیں ہوں، ہاں کڑھنے کی بجائے کڑھنا، بھرتا شوق، شہم ہونا اور غمِ غیر خود کوئی کو آنکھیں پھا کر دکھنا وغیرہ پایا جاتا ہے جس کو غم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دلیل ملاقاں مجید سے بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے روئے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) كَلَيْتُ طَعْنًا وَ اَقْبَلْتُ دَائِبَةً بِكَ اَكْفِيَا دَ اِسْمَا بَسْمَا غَفِيْرًا اَوْ رُوِيَا بِهٖت كَرَادٍ
جَزَا اَوْ مَنَا كَا حُوْلًا يَكْسِي مَوْنٌ۔ یہ کئی کئی سہا ہے۔

(۲) فَجَاءَتْهُ اَبَاهُ عَرَّ عَشَاً وَ ده اپنے باپ کے پاس پہنچ کر ابراہان یوسف
يَبْنُوْنَ۔ روضہ بلبلہ۔ رات کو روئے ہوئے آئے۔

(۳) اِنَّهُ هُوَ اَخْلَقَ لِي اَبْنًا كَبِيْرًا غَمٍ اَمْرًا وَ ده ہی ہے جو ہمسائے ہے اور دلاتا ہے۔

اور اسی طرح اور بہت سی آیات کریمہ ہیں جن میں روئے کا نام دیا گیا ہے اور اس کو جوگان
دین کا فعل بتایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ نام نہ ہوتا تو اس پر کوئی ثواب ملنے کی توقع نہ ہوتی
تو اس کو جائز کرنے کے بعضی نہیں ثابت ہوا کہ روئے کو نہ کرنا جائز ہے لہذا تعزیر کے
جائز ہونے میں کیا شبہ باقی رہا۔

جواب۔ آیات ملاقاں ترجمہ شیعی تفسیر عمدة البیان ص ۵۳۹ میں یوں لکھا ہے۔

”چاہئے کہ ہمیں وہ منافقین بخوشاؤ اس دنیا یا پھر آخرت میں کہ اسباب غم کے اس
میں بہت ہیں خوشی کے، اسباب سے اور چاہئے کہ روئیں وہ بہت آخرت کے
واسطے کہ وہاں کا رنج ہمیشہ کا ہے اسباب رنج کے وہاں ہے نہایت ہیں“

مضاف بات ہے کہ یہ آیات منافقین کے حق میں اتاری ہے اور ان کو تہدید کی گئی
ہے کہ آخرت کے واسطے دنیا پر کیں کسی ایمان دار کا ذکر ہے نہ کسی کی موت پر رونے کا
قصہ ہے پھر تعزیر نام تصنیف کو اس سے کیا تعلق ہاں یہ نامی حضرت اپنے کو نافرمانی سمجھ لیں۔
تو بیشک روئے کی اجازت ملتی ہے لیکن وہ بھی آخرت کے تعلق نہ یہ کہ کسی کی موت پر
نوحہ کیا جائے یا کسی کا تعزیر بنا یا جائے۔

اسی طرح آیت ملاقاں میں بھی صرف اتنا ذکر ہے کہ ابراہان یوسف نے یوسف کو
کنوئیں میں ڈال کر اپنے باپ کے پاس رات کو روئے ہوئے آئے اس سے صرف رونا
ملکاتا ہے اور وہ جائز ہے لیکن نوحہ اور ماتم اور تعزیر حسین کو اس سے کیا تعلق صرف
روئے سے یہ چیز جو شرعاً ناجائز نہیں جیسا کہ پہلے قرآن وحدیث واقوال ائمہ سے لکھا

جا چکا ہے کیسے جائز ہو گئیں اور نیز جبکہ پہلی شریعتیں مفسوخ العمل ہیں تو پھر اس واقعہ
سے نوحہ تعزیر وغیرہ کا جو اثر کیسے ممکن رہتا ہے؟ ورنہ پہلی شریعتوں پر بھی جہاں جی
چاہے عمل کر لینا چاہئے بلکہ کلمہ ہی پہلے نبیوں علیہم السلام کا پڑھ لیا جائے کیونکہ جب
مسلمان کے لئے آپ کی شریعت اور آپ کے عمل و ارشادات واجب العمل اور ضروری نہیں تو
آپ کے عمل پر کھنے کی اسے کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح آیت ملاقاں میں صرف نوحہ و نوحہ عالم کی قدرت کا ملنا اور اس کے مالک مستقل
ہونے کا بیان ہے کہ وہ ہی ہمسائے رولانے والا ہے۔ جیسا کہ نوحہ یہ مرسوم سے کیا نسبت۔
بہر صورت ان آیات کریمہ اور اس قسم کی اور آیات مبارکہ سے جن میں روئے کا ذکر
ہے نوحہ و ماتم و تعزیر وغیرہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا لہذا تعزیر عیناً نامی ناجائز ہے اور حرام
دلیل ملاقاں اِنَّمَا اَشْكُرُ مَا فَتَحَ لِي مِنْ رَحْمَةٍ حَقِيْقَةٍ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے
رائی اللہ و اَعْلَمُ مِنْ اَمْرِ اَنَا لَا تَعْلَمُ رنج و تیر لاری کی شکایت صرف اللہ سے کرتا
ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ رہتی حضرت یوسف اور
اُن کے بھائی کی زندگی اور مدد ملی ملا تھا۔

دیکھئے اس آیت کریمہ میں رنج و علم کا اظہار جانا قرار دیا گیا ہے اور تعزیر میں بھی
حضرت امام حسین کی عصیبت کا اظہار ہوتا ہے لہذا جائز ہے۔

جواب۔ روئے آیت کریمہ میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے تعزیر اور ماتم کا توازن ملے
کیونکہ اس میں صرف اتنی بات ہے کہ جب ابراہان یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام
السلام کی جدائی یوسف علیہ السلام کی وجہ سے حالت غم و رنج کا ملاحظہ کیا اور یہ کہا کہ
تو اس طرح جانا یا ہوا کہ جو مانگا تھا تو آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پیارے بیٹے
کے دلی رنج و غم کا اظہار صرف اپنے اُمّ سے کرتا ہوں تمہیں تو کچھ نہیں کہتا۔ دیکھئے
اس میں روئے کا ذکر ہے نہ نوحہ و ماتم کا پھر موجودہ رسمی تعزیر اس سے کیسے ثابت
ہو گیا۔ بلکہ یہ تو ایک طبیعی و عارضی طور پر ہوتا تھا اور ظاہر ہے کہ جانی و مالی عصیبت پر
طبیعی اور دلی رنج ضرور ہوتا ہے مگر جو کہ یہ بے اختیار ہی ہوتا ہے اس پر شریعت کا

کوئی مواخذہ نہیں ہے بلکہ دنیاوی یا دنیوی معاملات میں جو طبیعی اور غیر اختیاری طور پر رنج و غم پیدا ہوتا ہے اس کا جو کچھ انسانی طبیعت پر گہرا اثر پڑتا ہے، تو جب کبھی اور کسی وقت اللہ تعالیٰ کے بندے پر یہ غم مسلط اور غالب ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے فوراً دور کر دیا چنانچہ مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے یہ معنیوں ثابت ہوتا ہے۔

(۱) قَالُوا اَلْحَسْبُ لَكَ الْاَلْهٰی
اَذْهَبْ عَنْكَ الْاَلْحٰزَنُ وَصِرَہِ نَافِرُ
(۲) وَلَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا
(سورہ قہر)

(۳) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْنَا
جَنَابَكَ لِقُلُوْبِ مَنَیْنِ (سورہ نمل)
(۴) وَقَالُوا الْاَلْحٰزَنُ وَلَا تَحْزَنْ
(سورہ عنکبوت)

(۵) يَا جَبَّارُ لَا تَحْزَنْ عَلٰیكَ لَا يَمُوتُ
وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (سورہ زمر)
اسی طرح کی بکثرت آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کبھی اُس کے بندوں کو غم و رنج لاحق ہوتا ہے تو اُس کو دور فرما دیتا ہے اور ان کو اشد فرماتا ہے کہ تمہیں بالکل غمناک نہیں رہنا چاہیے ہر طرح کے غم و اندوہ سے مکو آزادی ملے گی۔

(۲) جب قرآن مجید سے بلکہ احادیث اور اقوال ائمہ سے یہ ثابت ہوا کہ تو تبرہ عزیمت وغیرہ سب ناجائز ہے تو پھر ان آیات سے کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ تعزیر جائز ہے ورنہ لازم آئے گا کہ قرآن مجید وغیرہ ایک ہی وقت میں ایک شے کیلئے دو متقابل حکم بیان کر رہا ہے، یعنی یہ کہ فوض نامہ ناجائز بھی ہے اور ناجائز بھی اور ایسا حکم دنیا قرآن وغیرہ کی شان کے خلاف ہے۔

(۳) وہ شریعتیں اب واجب العمل نہیں ہیں، ورنہ مسجد بھی جائز ہونا چاہیے،

کیونکہ حضرت ابیہ قلوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف علیہ السلام کو کیا تھا جب اس شریعت پاک میں غیر کو مسجد ناجائز اور حرام ہے تو رسمی تعزیر کیسے جائز ہوا وہ بھی اس شریعت میں حرام اور بدعت ہے۔

بہر صورت میرے بزرگو اور عزیزو قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ سے یہ رسمی تعزیر اور مصنوعی فوض و نامہ گزند ثابت نہیں ہوتا۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب جو محض ہماری بہتری اور بہبودی کے لئے نازل کی گئی ہے اس کو ذریعہ ہدایت خیال کرے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر چھٹکی کو فنیق عطا فرمائے۔

دلیل ۳۔ حضور علیہ السلام کے وصال پر صحابہؓ بکراہم روئے اور سخت ماتم کیا۔

وینصحت ریدہ کہ چون انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہؓ بکراہم روئے اور سخت ماتم کیا۔ اور صحیح روایات سے ثابت ہوا ہے کہ جب علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فرمود: فاطمۃ الزہراء علیہا السلام صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت فاطمہؓ کو دنا ری نمود یا اتاہ و عونت حق را حاجت زہرا نے ان پر مندرجہ ریت کے بہترین اوصاف شہما فرمودی و اتاہ بجنبت فردوس نزلانی کو کرنا کیا اور کہا اے میرے آبا آپ نے دولت حق کو و اتاہ خبر مرگ ترا خبر کر کہ سامند و اتاہ قبول فرمایا ہے اے میرے آبا آپ جنت فردوس بعلاز و دوزخ بر کو فرمادید الخ میں تشریف فرما ہوئے ہیں اے میرے آبا آپ کی موت کی اطلاع جبریل کو کس نے دی اے میرے آبا آپ کے بعد دوزخ کس پر لگے گی الخ۔

جواب (۱) حضرت عتیقؓ اب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال حسرت آیات پر مدنا بصورت مدید تھا کہ خود ماتم ناجائز مذکور کی اسی روایت میں لفظ مدید خود موجود ہے۔ (۲) آپ کے وصال پر صحابہؓ کو کرام کا دنا محض ایک غیر اختیاری اور وقتی امر تھا۔ صحابہؓ کو کرام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ان خود وقتہ ہونا تمدارچ شریف ص ۵۵ پر ہے۔

آوردہ انکر صحابہ بعد از موت حضور روایت ہے کہ صحابہؓ کو کرام محض علیہ الصلوٰۃ و صلی اللہ علیہ وسلم سرسیر و حیران گشتہ گویا اسلام کے بعد حیران و پریشان ہو گئے تھے گویا

عقل ایشاں سلوک شہد و حواس حاصل شدہ
بعض را زبان بستہ و بعض ولایت یافتہ
عثمان بن عفان نیز ازین قبیل بود۔
و بعض مریدین دلا غرضہ دکا ہمیدہ
از عالم فتنہ و جنس و ماکر و مذکور خدا و ماکر
کوسا نو کطاقت نظر بر دوند و دیگران
نادریم و چندان فریاد می کردند کہ حاجیان
در تلبیہ اسما فریاد کنند و عمر را احتمال عقل
بحدتہ دایہ یافت کہ فریاد می کرد و گوئی می خورد
کہ رسول خدا زمرہ است و لیکن اورا معصوم
شدہ است بچوں معصوم و علی السلام
قواس حد در سے اتنے پریشان تھے کہ قسم کھاتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوتے بلکہ
ان پر حضرت نوٹنے علیہ السلام کی طرح ایک مسکتہ ماعاض ہو گیا اور بس ۴
شبیوں کی محبت کتاب روضۃ الصفات ۲۴۲ پر ہے کہ۔

چہن وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم آل و صحابہ کہ سرحد پر پہنچے نہ ہو و قوم
شہید نہ کر فوٹ ختمی تاب از ایشاں صادر
می شد سرسبز و شیرین گشت سناچی زبان بعض
تخلص باز ابتدا و برت الاسرار صلی اللہ علیہ وسلم
گرفتہ شد و بر طافہ مرض استیلا یافت
آں گاہ طافہ از سناقان مریدہ زبان آؤند
کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہوئے ہائستہ
کہ فوت نہ شدہ۔ مگر کہ این سخن شہید شمشیر
یہ بات سنی تو سنی گوار ۴

از نیاں کہ شہید ہوا است وہ گشت کہ مرگن ہوگا
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت شد و دنیا
اور اودہ نیم گشت
کہ عکسے کرد و گاہ۔

اور اجبار قائم مجلس حد ۱۳۴۳ ہجری ۲۴۲
پس جب ان دو اہانت مسلمہ رفیقین شہیدہ سنی سے شامت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

و السلام کے وصال پر صبر پاکر سخت پریشان تھے اور آپ کے صبر و وفات سے حواس ہائستہ ہو گئے
تھے تو ظاہر ہے کہ اسی حالت میں جو کچھ ان سے صادر ہوا ہوگا۔ بلا شک ایک اضطرابی
غیر اختیاری امر ہوگا جس پر شرعی طور پر کوئی تلافی و اخذہ نہیں بخلاف تعزیر ہے کہ وہ اختیاری
ہے کیونکہ عدت حدیث کے بعد اظہار غم اور اہر برتہ انتہام سے اختیار ہی ہوتا ہے نہ بشرطی۔
(۳) صحابہ کرام کا گداز اور انصوبہانا حدیث کہ ایک تھا کہ اس میں صید نہ کوئی بال فوجنا پیر شہ
پھاڑنا اور غیروں وغیرہ سے اپنے آپ کو زخمی کرنا وغیرہ ہرگز نہ تھا جیسا کہ آج تعزیر میں
یہ سب کچھ کیا جاتا ہے لہذا اس میں سو مروجہ تعزیر کو اس پر اختیار کرتے ہوئے ہرگز جائز نہیں
کہا جاسکتا۔

(۴) صحابہ کرام کا سرسبز ہونا ایک تازہ صہبت کا اثر تھا بعد میں صحابہ کرام کی
تازہ نگاہی باوجود اس حدیث کے یاد ہونے کے کبھی یہ حالت نہیں ہوئی اور نہ انہوں نے اسکی
یاد میں کوئی مجلس قائم کی۔

ثابت ہوا کہ آج تعزیر ہر اہانتی مجلسیں صدیقوں کے بعد ناجائز اور حرام ہیں۔

(۵) صحابہ کرام کا وہ قول و فعل جو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے قول و فعل کے سسر ہر
خلافا منقول ہوگا وہ خود لیا ہوگا یا متر و لک ہوگا کیونکہ اللہ و رسول کی نافرمانی اور عیسوی
فرمانبرداری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

دلیل یہ غزوہ احد میں جب حمزہ شہید ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ طیبہ میں واپس آئے تو آپ نے کنا کو لک اپٹے اپنے مقتولین پر آم و بھار کیے ہیں تو
فرمایا کہ ان کو سیر سے پی حرمہ پر کوئی نہیں روتا۔ یہ خبر میرے دواول کو ہو گئی، جس پر انہوں

نے ہی عیقولوں کو حکم دیا کہ حضرت حمزہ پر چا کر کھڑے ہیں، اُنہوں نے کہتے ہوئے فوج کو قاتم کیا جس پر حضور علیہ السلام نے اُنہیں دعائیں دیں، اور اُنہیں بڑے اذوقہ فرمایا خدا تم سے، اذیتناہری اولاد اور اولاد ذرا والا سے اُنہیں پورے واراج پہنچا، بلکہ اپنے حضرت حمزہ پر بخود فوج قاتم کیا۔

۱۔ مدارج ۳۴۵، برہمہ کے عہزہ کے جنازہ چڑھانے پر اپنے فوجیہا اور بلند آواز سے روتے یہاں تک کہ بہوش ہو گئے۔ پس ثابت ہو کہ فوج و قاتل جنازہ اور سنت پر کون کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی طرح تاریخ کا کل حصہ اور تاریخ خفیس ۳۴۶، برہمہ۔ جواہر۔ ۱۱، قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ اہل بیت سے جہت تخریب و بغیرہ کی روشنی لال سے حیرت ثابت ہو گئی، تو اس کے خلاف کسی اور واقعہ سے پر تعزیر ہمسرگز نہیں ثابت ہو سکتا، قطعی چیز کے مقابلہ میں فنی چیز کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا اسکی دلیل کریں گے، یا وہ متزلزل عمل قرار دی جائے گی جیسا کہ پہلے گذرا۔

حضرت علیہ السلام کا کسی میت پر رونا بصورت اضطراب و ندرت تھا اور اسی کو جائز قرار دیا۔

(۲۶) اس واقعہ سے صرف یہ نکتہ ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے آپؐ پر رنے اور رنے والوں کو دعائیں دیں، اور صرف رونا ناجائز ہے، جبکہ اُس کے ساتھ رونا تھا اور زبان سے کوئی ناجائز حرکت صادر نہ ہو، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر رونا رکنا ہے، کہ نہ رویا جائے اور نفوس نہ کیا جائے، آپؐ کے صدقات کو ملاحظہ کرتے ہوئے اُن کو کرنا غلغلیہ ہونا ناجائز ہے، منع صرف یہ ہے کہ رونے کے ساتھ فحش اور نام و غیرہ اور منوعات کا ارتکاب کیا جائے، جب کہ جو تعزیر عروس میں ہزاروں بدعات اختیار کی جاتی ہیں اور جان بوجھ کر شریعت کا خلاف کیا جاتا ہے اور آپؐ نے جو رونے والوں کو دعائیں دی ہیں وہ محض ہمدردی کے اظہار پر دی ہیں، ذکر و اہل بیرونہ و عدم تم ہونا تھا اور آپؐ نے اُس کو پسند فرمایا اور دعائیں دیں اور حوالات مذکورہ میں بھی فحش و نام و غیرہ کا نام و نشان نہیں۔ تاریخ مختص ۳۹۹ ہجری ہے۔

مُرْسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَدَأَ مِنْ دَوْرِ الْاَنْصَارِ
بَنَ بَنِي عَبْدِ لَاشِهْلِ وَبَنِي ظُفَرٍ
فَضَمَّ الْبَكَاةَ وَالنَّوْاحِظَةَ قَتْلَهُمْ
فَنَدَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالِ لَكِنْ جَمْعُكَ لَا
يُؤَالِ لَكَ ذُلًّا رِجْمُ سَعْدٍ وَاسْمُهَا
حُضَيْقَةُ وَارْبَعِي الْاَشْهَلُ امْرَاةٌ
نَسَأْتُهُمْ اَنْ يَتَغَوَّسَ ثَمِيذٌ هَيْبَن
فِيهِ كَيْفَ عَلِمَ عَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا سَمْعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَانْ هُنَّ عَلَى حِمَى تَخْرُجُ
عَلَيْهِمْ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَعِيذٍ لِكَيْفَ
عَلَيْهِ لَقَالِ اِنْ جِئْتُمْ رِجْمَكُنَّ اللّٰهُ
فَقَدْ ذَا سَيِّئَنَ بِاَنْفُسِكُنَّ ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد الاشکل
و بنی ظفر انصاری کے ایک گھر سے گذر فرمایا
کو وہاں اپنے اپنے فتنے قتلوں پر مدافعت کر رہے تھے
تھا جس پر آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ
نکلے پھر آپ نے فرمایا لیکن حمزہ لا باؤ کی رائے
حمزہ پر مدعو الی کوئی نہیں پس جب حضرت
سعد و اسید بن حضیر بنی عبد الاشکل کے
گھر کی طرف آئے تو انہی عورتوں کو گھر دیدہ
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے مژدہ
انہا رجم دی کیلئے خوب زوریں جب وہ ان کے
روئے لگیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام
نے سنا تو آپ حجرہ مقدسہ سے باہر
تشریف لائے، دیکھا تو عورتیں مسجد کے
دروازہ پر رو رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ
تم نے اپنی ہمدردی کا حق ادا کیا اللہ تم پر
رحم کرے اب وہاں چلی جاؤ۔

مدارج شریف صفحہ ۱۶۶ جلد ۲ پر ہے۔

دوبنیا کا تینہ غریب است کہ نقل
کر دے اندک جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہمدینہ نزول فرمود ان کا شرف تھا
ان انصار و آواز گریہ زناں شہید مگر ان
خاتمہ عمرہ فرمود لکن حجرۃ لاوی الیہ
عمرہ زمانے کے ہر عمرہ گیر کی گندہ زار و انصاف
لاوی الیہ یعنی عمرہ کے گھریس عویس ہیں جس کو
یہاں پر ایک عجیب و غریب حکایت ہے اور وہ
یہ ہے کہ مغفلوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمود (حدیث) دس مہینہ شریف لائے۔ تو
انصار یوں کے بہت سے گھروں سے اپنے
مقتولوں پر رونے کی آواز سنیں مگر عمرہ کے گھر
عمرہ زمانے کے ہر عمرہ گیر کی گندہ زار و انصاف
لاوی الیہ یعنی عمرہ کے گھریس عویس ہیں جس کو
یہاں پر ایک عجیب و غریب حکایت ہے اور وہ
یہ ہے کہ مغفلوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمود (حدیث) دس مہینہ شریف لائے۔ تو
انصار یوں کے بہت سے گھروں سے اپنے
مقتولوں پر رونے کی آواز سنیں مگر عمرہ کے گھر

[illegible]

جی ہے تو رونے کے ساتھ منہ کو پینٹنا خراشتا ہا لوں کا مندا کا کپڑوں کا بھٹا نا گر یا نول کا چاک کرنا اختیار ذکرنا۔۔۔۔۔ اسی طرح مستحق میں ہے۔

قال ابن هشام دخی یومئذ عن النعم امدن سے آپ نے نوحہ کرنے سے روک دیا۔
مدارج النبوت صفحہ ۱۶۲ جلد ۲ پر ہے۔

وَقَدْ نَكَرَ نَوْمُ رِيّ رَاهِ يَنْفِثَ بِأَشْرَسِهِمْ
مَنْعَ كَرْدَانِ وَبِجَانِئِهِ نَوْمُ دُرْدَانِ وَقَدْ نَكَرَ
دُرْدَانِ نَوْمَ هِمَامِ حَاجِ بِأَشْرَسِهِمْ نَسِجَ كَرْدَانِ
وَأَيْنَ حَكَمَ رَا- انْتَهَى

اور ہو سکتے ہے کہ عورتوں سے آپ کو نو
گرمی کا خیال پیدا ہوا ہو پس آپ نے منع فرما دیا
اس ممانعت پر سخت تائید فرمائی اور ہو سکتا ہے
کہ عورتوں نے نوحہ کیا ہو پس آپ نے ہمیشہ کے لئے
نوحہ کو نامشروع و ممنوع قرار دے دیا۔

خلاصہ ان حالات کا یہ ہوا کہ حضرت حمزہ پر آپ رونے لگے یہ رونا حدیث جبرائیل تک تھا اسی طرح جب آپ نے اپنے چچا کو لوگ اپنے متوسلین کا انکار نہ کرے یہاں تو آپ اپنے چچا حمزہ کی بے وطنی و بیکسی اور انکی متنازع شہادت کو ملحوظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

” آلا میرے چھل پر آج یہ عالم ہے کہ کوئی دل نہ دے والا نہیں اور انظہار ہمدردی کرنیوالا بھی نہیں ہے۔“

یہ خبر ہمیں جس پہنچ تو نصائے الہی اور قول و حکم دیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساتھ اہلکار ہمدردی کریں اور حضرت حمزہ پر اگر کوئی چنانچہ وہ حاضر ہوئیں اہلکار ہمدردی سے رونما شروع کیا۔ سحر مجرب دیکھا کہ وہ فورا دم کرنے کو تیار ہوئی ہیں تو فوراً دم دیا اور فرمایا کہ وہ فورا دم کرنے کا شریعت میں منع اور حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور انہاری اس ہمدردی کا شکریہ اٹھانے لگے تم سے اور انہاری اولاد اور اولاد ذوالو سے رضائی ہو۔ اگراس واقعہ سے فور و نیزہ کا جائز بنانا ثابت ہو جائے تو لازم یہی آگیا کہ شریعت نے ایک جگہ پہلے ایک وقت دو اگے لگا حکم دینے میں ایسی ہی فورا و نیزہ کا جائز بھی ہے اور جائز بھی جس کو علیٰ تسلیم اور فطرت صحیحہ کبھی اٹھنے سے لے تیار نہیں ہو سکتی اور نہ شریعت ایسا حکم دے سکتی ہے۔ غافلہ۔

[illegible]

وَمَقْتُلَ مَثَدَ اَز اَبْنِ سَعْدِ كُفْتِ نَدِيمِ
 هَا اَخْبَرْتُ مَعْلَى اَشْعَبِ بَسْمِ كَرِ كَمَنْدِ قَدَرِ كَرَمِ
 سَخْتِ تَوَازُ كَرِ بَرِ عَزَمِ اَبْنِ عِلْمِ اَطْلَبِ
 اَيْتِه دَر جَنَانِه دَوِ كَرِ كَرِ دَوِ اَشْتِ كَرِ
 اَبُو شَوْشِ شُدُو فَرْخُو دَا عَزَمِ يَا بَسْمِ اَللّهِ
 يَا اَسَدُ اَللّهِ يَا اَسَدُ رَسُوْلِهِ يَا فَاعِلِ الْخَيْرَاتِ
 عَزَمِ يَا كَاشِفِ الْاَكْرَامِ يَا عَزَمِ يَا ذُو اَبْنِ
 وَجْهِ رَسُوْلِ اَشْعَبِ دَوِ اَبْنِ جَاهِلِ مَشْهُدِ

ابن سعد سے روایت ہے کہ یہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اتار دے تبھی نہیں دیکھ جاتا
 کہ آپ حضرت حمزہ ابن عبد المطلب
 نے حمزہ کا ہاتھ لے کر فرمایا خدا تعالیٰ کہ اے اللہ
 لگے اور چننے ماری کہ تھکا دے شہرت بیہوش
 ہو گئے اور فرمایا خدا تعالیٰ کہ حمزہ ابن عبد
 المطلب خدا کے چنے والے خدا رسول کے شیر لانے کیوں
 کہنے والے ہے جنت کے دو در کیوں کہ "اے حمزہ لے

ندہ اور بے طاقتی کی حالت میں فریاد و آہ و بکا بھی صادر ہو جاتی ہے، ظاہر ہے کہ بے ہمیشی کی صورت میں جو کچھ صادر ہو جاتی ہے وہ بلا اختیار ہوتی ہے۔

(۶) اور اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ رونا اختیار نہ کرتا تو پھر یہ یقین نہیں کہ وہ رونا بصورتِ نوحہ و ماتم تھا بلکہ محض تعب تھا کیونکہ آپ سے رونے کی حالت میں جو الفاظ صادر ہوئے ہیں ان میں حضرت عمرؓ کے محاسن اور اوصافِ عیسیٰ کا ذکر ہے کہ آپ فاعلِ انجیزات و کاشف، مکررات وغیرہ تھے، نہ کہ آپ کی خلاف واقع تعریف کی گئی ہے اور ندبہ اور بے طاقتی میں فریاد و آہ و بکا صادر ہو جاتی ہے، لیکن یہ شریعت میں غریب اور مجرب نہیں ہے اور اس پر کوئی عذاب و عید مقرر ہے، بخلاف اس رسمی تعزیر وغیرہ کے کہ اس میں ہزاروں ناجائز چیزیں ملی ہوئی ہیں یہ ندبہ ہرگز نہیں کیونکہ ندبہ میں میت کی تعویذ کا تذکرہ ہوتا ہے، اور کوئی ناجائز امر اس کے ساتھ نہیں کیا جاتا، اور یہاں تعزیر میں رونا پھینکا کپڑوں کا پھاڑنا، سنگے پافوں جیسے سزاؤں وغیرہ وغیرہ لاکھوں بغات شامل ہیں، لہذا یہ نوحہ اور ماتم وہ ہے جو کہ شریعت میں ناجائز ہے اور حرام ہے۔

دلیل ۷۔ ابو شحجہ حضرت فاروقیؓ عظیم کے بیٹے نے انتقال کیا تو حضرت فاروق نے ان پر فوض کیا اور عینہ و اول نے فوض کیا اور وہ ماتم کیا کہ ریکارڈ فیصل کر دیا پس ثابت ہوا کہ ماتم و فوض کرنا جائز ہے اور باعثِ ثواب (رازلۃ الحفایا)

جواب (۱) پہلے گزر چکا ہے کہ قرآن مجید اور صحیح حدیث کے خلاف کسی صحابی سے منقولہ روایت کا اعتبار نہیں ہو سکتا لہذا یہ روایت خلافِ قرآن و حدیث ہونے کی وجہ سے غیر صحیح ہے اور بشرطِ صحت حضرت فاروق وغیرہ کے صرف رونا ثابت ہے نہ کہ نوحہ و ماتم رازائے اختلا، آرد و جلد ص ۳۰ و ۳۱ مختصراً ہے کہ آپ (عمر) نے اس کا سراپا ہی گودیں اٹھا کر رکھا، اور رو کر فرماتے تھے ہاں تجھ پر قربان ہو، تجھے حق نے قتل کیا تو آخری حد پیرا اور تیرے عزیز و اقارب اور نیاں پر تجھ پر رحم نہ کر سکے، جب لوگوں نے پاس آکر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی، یہ ایک سخت دن تھا لوگ دھاتیں مار مار کر روتے تھے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پھر

جہاں تک دن کے بعد مدافین بن بیان جہر کے دن صبح کو ہاتھ پاس آئے اور یہاں کیا کنیز نے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا ساتھ ابو شحجہ کو خواب میں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام کہہ دینا اور کہنا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم کیا ہے کہ قرآن پڑھو اور حد و قیامت کہہ کر دعا اور پڑھو، تمہارے ہاتھ مدافین میرے والد کو پیرا بھی سلام کہہ دینا، اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جس طرح آپ نے مجھے پاک کیا۔

اس سے روز روشن سے زیادہ ثابت ہوا کہ حضرت فاروق وغیرہ صرف روتے تھے نہ کہ انہوں نے نوحہ و ماتم کیا تھا، اور بلند آواز سے رونا یا دُمارنا نوحہ یا کُمار وغیرہ ہرگز نہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاروق اور ابو شحجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہیں اور وہ بھی یقین میں مومن ہیں اور ان کا عمل عین شریعت کے موافق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاروق کو سلام بھیجا وغیرہ۔

دلیل ۸۔ احادیث و واقعات سے گویا ثابت ہوتا ہے کہ نوحہ و ماتم وغیرہ منع ہے لیکن ایسا میں اجازت دی گئی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کا عملی طور پر ماتم اور نوحہ کرنا اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ آپ نوحہ وغیرہ سب جائز ہے اور تعزیر بھی صحیح ہے پس تمام حدیثیں اور واقعات جن سے ماتم و فوض و تعزیر وغیرہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے سب کی سب منسوخ اور چھوڑ دینے کے قابل ہیں۔

جواب (۲) وہ حدیثیں و واقعات جن سے بظاہر نوحہ و ماتم منہوم ہوتا ہے ان سے نوحہ وغیرہ کی اجازت خیال کرنا عقلی ہے نہ کہ وجہ ایک شے سے متعلق مختلف حدیثیں آجائیں کہ بعض اس کا جائز ہونا ثابت ہوا اور بعض سے ناجائز، تو اس میں طوری پر ان حدیثوں پر عمل ہوگا جو کہ قرآن مجید کے حکم کے موافق ہوں گی، اور دوسری متروک العمل تصور ہوں گی، اور قرآن مجید سے شیعہ حضرات کی تشریح کے لحاظ سے بھی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نوحہ و ماتم و تعزیر وغیرہ سب ناجائز ہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہ حدیثیں جو مرتب تعزیر وغیرہ پر دلالت کرتی ہیں وہی صحیح و قابلِ عمل ہیں۔

(۳) یہ کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نوحہ و ماتم منسوخ و ممنوع قرار دیا جا چکا ہے یعنی پہلے

نہ کہ یہ کیا تھا بعد میں آپ نے اس کو ہمیشہ کے لئے منع کر دیا پس حدیثوں میں تحریر کی ہر سنت
و جواز کا تقابل و تخالف باقی رہا۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث سے یہ صریحاً ثابت نہیں ہو سکتا
ثابت ہی نہیں اور جب وہ مذکورہ جالیات ملاحظہ ہوئے بغیر ہی ہے جو نہ جنت ہے اور نہ قابل گرفت۔
دلیل ۴۔ جب کسی کے ساتھ خاص محبت ہوتی ہے تو اس کی جہاد کی پروا نہ خواہ روز آتا ہے
اس کی تکلیف کا سخت سے سخت مصدر ہوتا ہے جیسے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
غزوہٴ اُحُد میں وہ ان کے ہمارے شہید ہوئے اور آپ کا سخت مصدر ہوا۔ اور حضرت خواجہ احمد
قزنی نے یہ واقعہ سن کر اپنے دانشور کو شہید کر ڈالا۔
غنیۃ الطالبین میں حضرت پیر و سنگ فرماتے ہیں کہ در شہادت سے تاقیامت کثر ہزار
فترتے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں دوتے رہیں گے۔

حضرت شاہ محمد العزیزی نے سر شہادت میں لکھا ہے کہ آپ کی شہادت پر جنوں اور پریوں
نے مانگوں کا ٹھٹھٹھ پڑا۔ مجاہدات و نہات نے آنسو بہائے۔ روز شہادت پتھروں کے نیچے
سے لہو نکلا۔ کئی ہفتوں تک سورج کو گھس گھا۔ ہمسائے خون کے آنسو بہائے۔ پہلے ایک سید
علیہ السلام نے اس کی گرہ پر دھاری کا بگڑا اور سر و برعام علیہ السلام نے اس کے آنسو سے غم بہائے
حضرت علی و سجاد تو بن جنت سے بڑی بے چینی سے فوجیں گھر چکے۔ کاغذ کے کوفی چہرے جس نے
روز شہادت کو خداوند نام نہیں کیا؟ پس جملہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ حضرت امام حسین پر رحم
نام کرتے رہا کریں۔

جواب ۱۱۔ حضرت امام حسین کے ساتھ کو سداں سے جو محبت نہیں کہتا؟ آپ کی مصیبت پر
خون کے آنسو نہیں بہا؟ مگر بات یہ ہے کہ اس چیز میں محبت ہوا اس کے فرق میں ہم وہ ہی
ظاہر کر سکتے ہیں جو مرتبہ ہوا میں ہے اور شریعت اس کی جانیت بخشتی ہو اور اظہار ہے کہ کھانا
و نباتات کا روزانہ کھانا مسلمانوں کے لئے شرعی طور پر کوئی ذیل و جوت نہیں کیونکہ مسلمانوں
کو تو یہ حکم تو ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولہ اجمعین اور اس کے رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو۔ ذکر آسمان و زمین اور جادات و نباتات کی، اسی طرح
ہر نبیوں جنوں کا توہر کہ مرثیہ خوانی کا کوئی ذیل نہیں ہے مسلمان صرف شریعت کا پابند ہے۔

رکعتیں اور عبادت پری وغیرہ کا اسی طرح فرشتوں کا روزانہ و دیگر بزرگان دین کا روزانہ غم
کرنا وہ جائز ہے نہ صرف نوح و آدم وغیرہ ناجائز چیزیں ہیں جن کا ذیل میں مانگ نہیں،
پھر وہ کیسے جائز نہیں۔

(۲) یہ بزرگان دین جب نوح وغیرہ کی سخت ممانعت کر رہے ہیں تو پھر یہ اس کو جائز
کیسے کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

(۳) بزرگان دین اور نیک کلام کی ہم پر تعظیم واجب ہے اور ان کی پیروی واجب اور
ثواب لیکن اسی حد تک کہ ان کی پیروی کرنے میں شریعت کی مخالفت نہ ہو کیونکہ اگر وہ اسے
قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ میں خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نافرمانی ہو اس میں کسی بزرگ کی پیروی نہیں کی جا سکتی بلکہ بصورت مخالف۔ اسی پیروی کا حرام
ہوگا اور ناجائز، حدیث شریفہ میں ہے۔

لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ اللہ خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے
اور تحریر وغیرہ میں شریعت کی سخت مخالفت ہے، لہذا ناجائز ہے۔

(۴) کسی بزرگ کا قول یا فعل اسی وقت باطل و اذیت ہوتا ہے جب اختیار سے سرزد ہو
اور اگر وہ طبی طور پر اور اختیار کے بغیر سرزد ہو تو اس کی اقتداء و پیروی کرنا ہرگز ناجائز نہیں ہے۔
دلیل ۱۲۔ اس نام اور تحریر میں یہ درد مندوں کے گرد و زلم کی فریاد ہے جو خود جفا کے خلاف
مظاہرہ ہے، حضرات شہداء پر کلام کے ساتھ ہمدردی ہے اور ان ظالموں کی حالت پر تعجب
کرنا ہے جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود اسی مقدس ہستی کی ناقدری کی، ان کو تشنہ مشق
ظلم و ستم بتایا، مگر گوشہٴ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا اور یہ سب کے سب
شرعی حضرات ہی تھے۔

جواب ۱۱۔ ظالم کے بخود جفا اور اس کے ستم نارا دہی اسی حد تک فریاد ہو سکتی ہے
جہا تک شریعت نے اجازت بخشی ہو وہ ہمدردی اور مظاہرہ ستم جو حد شریعت میں ظہر
سے باہر ہو قطعاً ناجائز ہے لہذا تقریر سوم کو گیسپی ہی فریاد و ہمدردی پر مشتمل جو شرعی
طور پر ناجائز ہے، لہذا اس ظلم کی ہمدردی ناجائز ہے۔

علی بن ابی طالب ہے، انا بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں کو انجاء ہول کے پاس تشریف لائے کہ جیت مروان ولایت مختار کردہ مشرتازہ دم ہیں اور بغیر آپ کے دو گئے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں البتہ تعجیل تمام ہر مشرتازہ کے پاس تشریف لائے و اسلام۔

(جلاد، بعد ۲۰۰)

خط (۲) یہ خط سلیمان بن مرد و سبب ابن خیمہ وغیرہ و جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخبرت امام حسین ہے۔

خط (۳) بعد محمد و شان و رش ہے کہ تمام صحرا سزا دیوے تیار ہیں، اگر آپ تشریف لائیں تو آپ کیلئے لشکر بیان ہوتا و حاضر ہے، اور شب و روز آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ قاضی نورانہ شترسی شیعی اہل کتاب مجاہدین و مومنین ہیں۔

و ابی محمد شیعہ اہل کوفہ حاجت یافتہ ہیں کہ کوفوں کے شیعہ ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل نہ داند و کسی بدون کوفی الاصل خلاف دلیل کی حاجت نہیں بلکہ جو اصل کوفی اور اصل و محتاج دلیل است گو ابو حنیفہ کوفی و اہل ہرمی پیدا ہوا جو اس کوفی کو مخالف با ش۔ اصل اور دلیل کوفی ہے خواہ ابو حنیفہ کوفی ہی ہوں۔

خط کشیدہ سطران اول غلطوں سے صاف صاف پڑھتا ہے کہ کوفہ سے خط و طر و انہ کرنے والے جلد دوست شیعہ و ریحان اہل بیت تھے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کا وعدہ کیا تھا، اور ان کی حفاظت کیلئے جنگی سامان بھی ہتیا کیا تھا۔

خطوط موصولہ کی تعداد

ناسخ التواریخ کتاب ۱۲ پر ہے۔

ہیں گو نہ سکا نیب تنوا ترک و نہ چنل کوفی شیعہ حضرات نے اس کثرت سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھے کہ بارہ ہزار از بزرگان کوفہ حاضر گشت۔

خبر اتم مطبوعہ حسینی پریس رام پور ۱۳۵۷ء پر بھی تصریح موجود ہے۔

فاجتعت الشیعة فكتبوا اليه شیعہ جمع ہوئے اور اس کثرت سے خط

اشقی ہشتم الف کتاب۔

لکھے کہ بارہ ہزار تک پہنچ گئے۔

جسہ امروان صحرا سزا دیوہ بارہ برکف بامیدانکہ روزے بشکار خواہی آمد

سامان جنگ

جوسان شیعیان کوفہ نے حضرت امام حسین کی حفاظت کے لئے تیار کر رکھا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ تلواریں تھیں، پانچ ہزار برکت، شیعہ مفید، بیچ الاحزاب ۵۵ پر لکھا ہے۔ اہل کوفہ نیز عریضہ نوشتہ خود لکھ اہل کوفہ نے یہ بھی خط لکھا کہ آپ کی مدد صد ہزار شمشیر، تلے، نصرت تو ہوا است کہ لئے ایک لاکھ تلوار موجود ہے۔

حضرت امام حسین چپے بھائی حضرت امام مسلم کی کوفہ کو روانگی

شیعیان کوفہ نے اپنی تعداد پر خط لکھے، مگر حضرت امام حسین کو شیعیان کوفہ کی غاریوں کی اور جہز ہوں کی وجہ سے جو کہ انہوں نے آپ کے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھ اور برادر محترم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کی تقبیل و یقین نہ آیا تو حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کو صحیح حالات معلوم کرنے کو روانہ فرمایا اور ایک خط و پیغام لکھ کر بھی عنایت فرمایا جس کا مضمون ناسخ التواریخ کے ص ۱۲ پر مایوں ہے۔

بشملہ۔ یہ خط حسین بن علی کا مومنوں مسلموں شیعیوں کی طرف ہے، انا بعد بیشر خطوط نے مجھے لکھے مضامین سے مطلع (اس کے بعد امام حسین نے لکھا کہ بافضل اور سروسرست، برادر پیر محمد بن عثمان کو بھیجتا ہوں اگر تمہیں گئے جو تمہ نے لکھا ہے، تو اس جلد نہا ہے پاس چلاؤں گا) ہے

مجھ کو معلوم ہے وعدہ کی حقیقت و شیعہ دل کے ہلانے کو لیکن یہ خیال اچھا ہے

حضرت امام مسلم کا ورو کوفہ اور شیعیان کوفہ کی تلامذہ

جب امام مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہنچ کر غدار بن ابی عبیدہ قحشی کے گھر گئے تو اہل کوفہ نے کمال سرت کا انظار کیا، فوج و فوج جو کہ آپ کی خدمت سے تھے، اور آپ حضرت امام حسین

رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنانے لے اور وہ مضمون کو سن کر روتے تھے اور حضرت امام حسین کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے جاتے تھے۔

بیعت کنندہ حضرت شیعان کو ذی تعداد مختلف طور پر منہم ہوتی ہے اکثر یہ ہے کہ وہ اشی ہزار کی تعداد تھی۔ تلخیص یہ کہ بلاشبہ صحابہ ہے۔ ایک ہزار سے زائد خلاصہ اخصاب عا پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھ لاکھ تھی۔

ناسخ التواریخ کتاب دوم جلد ششم پر ہے۔

والی مختلف لشکر بن زیاد ہشتاد ہزار اور زیادہ لشکر جس کی تعداد اشی ہزار تھی سوا ز گشتہ گوید چھ گان کوئی بودند و مجازی اور یہ سب کوئی تھے ان میں مجازی و شامی و شامی یا شامی بود وغیرہ اور کوئی نہ تھا۔

اور عبداللہ بن ابی سہل اور ناسخ التواریخ ص ۱۳ پر ہے کہ جو شیعہ بشر فیہ بیعت امام حسین مشرف ہوئے تھے وہ اشی ہزار کی تعداد میں تھے چنانچہ کما مورخ ابو مخنف ہشتاد ہزار کس مسلم بیعت کرہ فقط یعنی صرف ابی مخنف نے کہا ہے کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد اشی ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

صاف ظاہر ہے کہ بیعت کنندہ شیعہ حضرات اشی ہزار تھے اور نیز یہ کہ بلا میں جو امام کے مقابلہ کرتے ہوئے تھے سب ان میں کوئی شامی مجازی اور غیرہ نہ تھا بلکہ سب کوئی حضرات ہی تھے تو غالباً یہ وہی حضرات شیعہ کوئی ہیں جنہوں نے کثرت خطوط بھیج کر امام حسین کو بلایا تھا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کیونکہ جب وہ لشکر شام اور عجاز سے بھی نہیں اور نہ ان میں بیعت کنندہ افراد شیعہ داخل ہیں تو ضرورہ تعداد ہزاروں کی صورت میں ان کے زیادہ مقابلہ کے لئے کہاں سے لے آیا اور پھر وہ اشی ہزار کی بیعت کنندہ شیعہ حضرات کہاں گئے ہیں نہیں بلکہ یہ اشی ہزار کی تعداد جو آج کل جو شیعہ درویشان مسلح شاذلیہ آدروسم کے قتل پر آمادہ تیار تھے وہی انہی تھے جنہوں نے آپ سے بیعت وفا کی جب کہ آگے تصریح بیعت امام حسین وغیرہ سے بھی یہی ظاہر ہو گا۔

بہر صورت بیعت کنندہ شیعہ حضرات کی تعداد ان بدل جگہ رہی تھی اور کوئی اپنی

حقیقت و ارا دت کا نام نہ لے زانما ظاہر کرتے جاتے تھے حضرت امام مسلم کو خوشی ہوئی حالت خوش گوار محسوس ہوئے تو آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ حالت موافق ہیں آپ فوراً تشریف لائیے۔

حضرت امام حسین کی کوفہ کو روانگی

جلال اللیون باب پنجم فصل ۱۲ پر ہے کہ کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے ماہ شعبان سے واقعہ کربلا کے محاصرے میں بیعت الہی قیام کیا اس مدت میں شیعان اہل عجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسین کے پاس سے جیسے جیسے ماہ ذی الحجہ آیا انہوں نے اہرام حج یا نوحہ۔ چونکہ یہ زمینے ایک گروہ کوچ کے بہانہ بھیجا تھا کہ حضرت کو پکڑ کر اس شمس کے پاس لے جائیں یا قتل کر دوں گا اس وجہ سے حضرت نے اہرام حج کو عمرہ سے بدل دیا اور شہر سے فارغ ہو کر متوجہ عراق ہوئے راستہ میں امام حسین نے کہ ابھی تک امام مسلم کی شہادت کی خبر نہ پہنچی تھی اہل کوفہ کو ایک خط باہر مضمون لکھا کہ

"بسم اللہ یہ خط حسین بن علی کی طرف سے اور ان میں کوئی مسلم کو اسلام علیکم آتالیہ بدو شیعہ خط مسلم کا میرے پاس پہنچا لکھا ہے کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے خدا تم کو جزائے خیر دے گا"

حضرت مسلم کی شہادت و شیعان کوفہ کی غداری

حضرت امام حسین کی بیعت کی جب یزیدی فوج کو خبر پہنچی تو انہوں نے اہل کوفہ کو ڈر دیا و دھمکیاں اور حضرت امام حسین کی بیعت کو توڑ دینے پر آمادہ سختی کی اور کسی کو مارا اور کسی کو کوئی طع دی پھر کیا تھا کہ بیعت کنندہ شیعہ حضرات سب کے سب فرشتہ اور دھمکیں کوئی نظر نہ آئے بلکہ امام حسین کے دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کرنے کے سامان تیار ہو گئے وہ ایک لاکھ تلواریں اور کراہاں کی مدد کے لئے تیار ہو گئے وہی انہوں نے استعمال کرنے گئے فوجت باغیہ سید کا امام مسلم کو ان کی بے وفائی سے سخت خطرہ پہنچا کہ آپ نے فوراً ایک خط

ام حسین کو کھانہ کی شیعان (بلی) کو فرنے اپنی بوروشی عادت کے موافق سخت پیہ دفائی کی ہے۔ آپ سرگزشت فرماتے ہیں: "جلا را لیون" (جلا را لیون)
یہ خط آپ کو راستہ میں پہنچا کر جلا را لیون (جلا را لیون) اور ناسخ القرآن برج جلدیت
کتاب ۱۳۵۷ پر دو خط پایا (الفاظ منقول سے)۔

هو يقول لك ارحم فلان كذا
 رعى باهل بيتك ولا يغرك اهل
 الكوفة فانهم اصحاب بيتك الذي
 يتمنى فراقهم بالموت او القتل ان
 اهل الكوفة قد كذبوك وليس
 لكن وبداي

میرے دل باپ آپ پر پشاندی ہے میں اہل
 عیال میں کسے کسے کے عیالوں اور کوئیوں کے جو کہ
 میں نہ نہیں کہہ سکتا کہ وہی ہیں جس سے آپ کے والد
 سمجھتے پریشان ہتھتے تھے اور ان کی موت اور
 قتل سے (مخفیات) چاہتے تھے کہ انہوں نے آپ
 کی سمیت ٹوڑ دی ہے اور مجھ سے بے پروائی ہو رہا ہے۔

جب امام حسین کو شہادتِ امام مسلم بن عذرہ کو خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ شیعوں نے ہماری نعت سے باغداد آٹھ ماہ سے منظور ہو چکے ہیں اور ہمارے کوئی حرج نہیں ہے، پس ایک رکھ جو جو بطیع مال و جا حضرت کے ساتھ فریق سفر چلا تھا ان خبروں سے کہیں سے مجھ کو بھیگنا، رخصتہ المصائب میں یوں ہے۔

بلغی خبر قتل مسلم و عبد اللہ
 بن یغضر و قد خلد لنا شیعتنا
 ایم فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس اور شید اور بن یغضر
 کی خبر قبل معلوم ہے اور تحقیق رسوا کیا اور چھوڑ
 دیا ہم کو کہا ہے شیعوں نے ۔

ہے ابھی دونوں طرف باقی لٹاؤں کی

حضرت امام کا کر بلا میں تشریف فرما ہونا

آپ مقامِ کراچی میں تشریف لائے۔ بریڈی فوج سائنس، ٹیکنالوجی، چناؤ، پمپنگ، ایسٹیمینٹ میں ایک ماہر مہنگوں ہے۔ بقدر ضرورت یہ ہے کہ وہ دونوں لشکروں نے باہم مل کر خیمے نصب کر دیئے، اگر آپ خیمہ سے باہر آئے اور دونوں لشکروں کے سامنے کھڑے ہوئے

اور محمد و شہداء کے فراموشی میں خود قہاری طرف نہیں آیا۔ محجوب تھا۔ اسے خطوط اور قاصد بہتر آئے۔
 نے تم سے کہا کہ آپ تشریف لائے، ہمارا کوئی کام نہیں ہے اگر تم اپنے عہد پر برقرار رہو۔
 مجھ سے یہاں اتنا کہ میرا دل چاہیں کہ اور اور کوئی دل قرار کو تم سے شکستہ نہ کرے۔
 اپنے وطن و پس جاتا ہوں ہم خلافت کے اس گروہ سے زیادہ تر مرزا و ہیں یا بالآخر امام نے
 نے، صحابہ کو حکم دیا سوار ہوں جب ہو جہان حرم عظمیٰ اونٹوں پر بڑھ گئے، حضرت
 نے کہا کہ رکاب پر بڑھ کر سوار ہوئے، جب چاہا وہاں جا میں، فقیر مخالف نے راستہ
 روک لیا۔ گدی پر کھائے ہیں، ہمیں دیکھنا ہمیں میرے آج فراشیر دیکھنا
 ناسخہ التواریخ صفحہ ۱۶ پر ہے۔

اگر شاہ عبدالرشید گل بہیت انگریزوں کو
 تسلیم کرے گی ان کی سرکشیست تباہی
 یا بددین علیؑ و بدواری جنس و پسرین علم
 جزاں در کرد و فریفتہ کہے بہت کہ بہ ہمد
 بہ بیان شماعفر و شہود

خونے نہ کردہ ایم کسے رانہ گشتہ ایم جرم ہمیں سرت کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

کر بلا میں امام حسین کو شہید کرنے والے سب شیعہ تھے

اُردو جوائیں اور حوالیات لکھے گئے ہیں اُن سے صاف طور پر ثابت ہو جائے کہ امام حسین وغیرہ کو شہید کرنے والے دوست سب شیعہ تھے کیونکہ کچھ سے آپ خطا فرما رہے ہیں یہودی پیر جنہوں نے حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے بیعت کی تھی اور اُن سے غداریاں کی تھیں اور وہی ہیں جنہوں نے امام کے ہاتھ پر امام حسین کی بیعت کی تھی اور پھر بیعت تو انہیں امام کو شہید کر دیا۔ اور امام حسین کو شہید کرنے کے لئے بہت کچھ بیٹھے ہیں اور یہ سب کے سب شیعری تھے مخطوط طبرستان کے ان اقوال موجود ہیں اور ماحول کے

ارشاد موجود کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں جیسے کہ خط کشیدہ حروف سے معلوم ہوتا ہے۔

قتل نہ ہو تو اور سنئے! حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد یزید کی ٹولے نے اسی سیاحی
دھوئے کے لئے جب کوٹوس حضرت امام حسینؑ کا قہر کیا تو حضرت زینبؑ اور ام کلثومؑ اور
ام زین العابدینؑ رضی اللہ عنہن نے ان کو ڈانٹا اور حجر کا اور سخت بد وعاش دیں کی حکمت یہ تھ
یہی ہم سے دھوکا کیا کہ ہم کو خط لکھے ہم سے بیعت کی اور پھر جب ہم آئے ہیں تو ہم نے ہم کو
قتل کر دیا اللہ تعالیٰ نے منمنسیا کر کے اور اپنے لئے پروتہ رحمت

من انچا بھلاں سرگز نہ نام کہ با من آنچہ کرد آل استغنا کرد
کائنات رکھتے ہو تو سن لو نصیرۂ قہر خدا پروردہ پوشی ہو چکی اب تو عذاب آنے کو ہے
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ شیعوں کو حضرت امام حسین کو
شہید کرنے کے بعد نہ ملت ہوئی چنانچہ لکھا ہے کہ ————— وہ اسکتے ہو کہ وہ میں پہنے گلے کو کم
اندھا تھا لے تھی علی عمری کہ مختلف فنون میں مبتلا ہوئے اور گری باتوں کے ساتھ مبہم
ہوئے اب ہم اپنے کلمہ بہ عزت شرمندہ ہیں اور توبہ چاہتے ہیں شاید اللہ قبول فرمائے اور
ہم پر رحم کرے اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا میں دیکھ کر طرف سے، اہم کو قتل کرنے گئے تھے
سب اسی طرح مصدق کرنے لگے سیکان میں صرود نہ کہا میرے خیال میں اُس کے سوا اور کوئی چارہ
نہیں ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو تاریخ کریں جیسے بنی اسرائیل نے توبہ کے وقت کیا تھا چنانچہ
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے اپنی باتوں پر غلظ کیا ہے بلکہ مسیحیہ استغفار کیلئے انافول کے بل
گر پڑے ————— ثابت ہوا کہ شہید کرنے والے وہی ہیں جنھوں نے والے بنام اللہ شرمندگی
محسوس کرنے والے وہی ہیں بیت کہنے والے اور لائے والے قطعی طور پر شیعہ تھے، لہذا واضح
تھا کہ حضرت امام حسین و مظلوم شہید کو لے کر سبکے شیعہ تھے ان میں ایک ہی جی نہ تھا
یہ نہ تھا عقائد جذبہ دل کیسا نکل آیا میں الزام، نمودار تھا قصور انھیں نکل آیا
صدا دارانوں سے جس نے مجھے ذبح کیا قتل کے بعد کوئی دیکھے نہ ملت ان کی

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے جو ایک مرتبہ بارہ روز سے جوئے سے انکسار کیا، اس کی فضیلت میں فرمایا کہ جو شخص ایک روز سے جوئے سے انکسار کرے، اس کی اجر و ثواب میں شریعت میں جوئے سے انکسار کرنے والوں کی تعداد میں خلطہ بھیج کر امام کاظم کو گنوایا اور نبی کی اور آج میدان میں شہید کر کے کیلئے کھڑے رہے۔

شیعان کو فریو فانی آخر کیوں حضرت ام حسین کو شہید کیا؟

جب خواجہات مذکورہ کو چٹھا جانے تو وقتی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابا کو شگنائے والے
بہت کرنے والے ادھانی وغالی نعمات پیش کرنے والے سبب حضرت شیعی تھے، تو یہ کیا
وجہ ہے کہ دیدہ راستہ یشیمان اہل بیت، دشمن اہل بیت ہو کر رہے قتل ہوئے حقیقت
حال تو یہ مذکورہ عالم کی جانت ہے یا مراد زبان شیعی، لیکن بنظاہر اس کی چند وجوہیں معلوم
ہو تی ہیں

ایک قویہ کہ انہوں نے یہ سب عہد و پیمان کئے تھے لیکن یہی سوج سے خوف زدہ ہو کر سب فرٹ بڑھ گئے اور تمام عہد و پیمان توڑ دیئے جب کہ وہ شہر کو حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے وقت کرتے رہے اور امام حسن کے دشمن ہو کر مرنے کی قسم چڑھے۔
 اَنْتَوُجُودُ بِشَيْعَةٍ تَكْتُلُ حَسِيْنًا شَفَاعَةُ جَدِّي لَا يَوْمُ الْحِسَابِ
 کیا شیعہ حضرات امام حسین کو قتل کرنے کے بعد بھی پیغمبر اسلام کے شفاعت کے امید واریں ہو کر رہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تقیہ پر عمل کیا اور ثواب حاصل کیا کہ دلائل تو اپنے عہد و سیماں پر تھے اور وہی عقیدت اور ارادت تھی اور امام حسینؑ کو اپنا بھانجا و دل خیاں کرتے تھے، لیکن جن دشمن نے حکم کیا تو آپ مقابلہ نہ لاسکے کی وجہ سے تقیہ پر بحث عمل پر راہبر کے بعد مذاق، تمسخر و تمثاؤں، محبت اہل بیت بھی باقی رہے اور دشمن سے نجات کے علاوہ ثواب بھی حاصل ہو۔

لحمہ میسرے دھیر بھی ہو سکتی ہے کہ وہ وحقیقت دل میں دشمن اہل بیت تھے، ان کے دل میں ابامہ بوقار کے استہزاء کا قوتہ کھر کھڑا تھا، اور وہ اپنی ذاتِ علویات کا بدلہ لینا چاہتے تھے، جیسا کہ ان کی سابقہ قرواات اس پر گواہ ہیں کہ انہوں نے حضرت شیر خدا اور امام حسن کو سخت پریشان کیا، اور افسانہ سے دست بردار ہو گئے، پرچھوڑ کر دیا۔ اور شری ٹری نافرمانیاں بھی کرتی کہ انہما کو گڑے اور کیمہ لٹاؤ سے ان کو یاد کرنا

پڑا اور وہ قوی مسلم ہوتی ہے، پس بظاہر انہوں نے بطور تفتیہ اپنی محبت کا انجبار کیا اور جان و مال قربان کرنے کا وعدہ کیا اور حضرت امام کو مشکوک کرکے اپنی ذاتی دشمنی کو پورا کیا اور ثواب تقیہ کو بھی حاصل کیا۔

اٹھارہویں اور بھی قوی ہوجاتی ہے جبکہ بیشتر حضرت کو ائمہ اہل بیت کی طرف سے بھی بوقت ضرورت اجازت تھی کہ وہ بطور تقیہ ائمہ کو اس کی بے ادبی کریں تو حرج نہیں۔
 استعمال کا فی باب تقیہ میں ہے قال النکود مستند عدون الی شتی فیلو فی۔
 کہ امام جعفر صادق نے کفر و زندقہ کو کبھی و شکام دہی کے لئے بلایا یا کچھ تو مجھے تم سب و تم کو دینا تو مذہب کی بنا پر جو ائمہ کو تقیہ سے گالی دے سکتے ہے وہ تقیہ سے اور کیا نہیں کر سکتے؟

تقیہ کیا شے ہے؟

شیعہ مذہب میں تقیہ ایک اہم مسئلہ ہے جو ہر طرح سے ضروری اور موجب عبادت خیال کیا جاتا ہے اس امر پر اس مختصر رسالہ میں میرا حاصل بحث ناممکن ہے صرف بقدر ضرورت روشنی ڈالی جاتی ہے۔

شیعہ مذہب میں تقیہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے عام ان کے کلمہ یا بیوی یا اس امر کو یا اور نہ مذہب شیعہ کو بوجھ پا یا اور جو باطل و خلاف واقعہ ہو اس کو ظاہر کرنا ہے جو کہ دوسرے الفاظ میں بیعت و نفاق سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اصول کا فی باب التفسیر میں ہے۔

قال ابن جعفر علیہ السلام امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ تقیہ ہر ضرورت التفتیہ فی کل ضرورۃ و صاجھا علم میں ہے اور ضرورت مند خود مسلک کر سکتا ہے بھاجان نزل بلکہ کہ یہ کسی ضرورت ہے اور اس تقیہ میں ہی مفید ہو سکتا ہے؟

اس میں صاف ہے کہ تقیہ کے لئے شرعی طور پر کوئی تحدید و تعین نہیں، ادا تے سے ادا تے ضرورت میں تقیہ کیا جاسکتا ہے جس کا احساس خود ذہنہ کر سکتا ہے، لہٰذا یہی ہے جسے میں کہان جانے کی عضو کے گت جانے کو قطعی و یقین خطہ لاجی ہو جائے اور غیر علی جس میں یہ خطر نہ ہو۔

(رو) کا فی کلینی باب التفتیہ ص ۴۴ پر ہے۔

عن ابنی بصیر قال قال ابو عبد اللہ
 علیہ السلام التفتیہ من بین ائمتہ کے دین سے جس نے کہا اللہ کے دین سے؟
 قلت آمن دین اللہ قال انھی واللہ
 من دین اللہ واللہ قال یوسف ایضا
 العیون کم السارقون و ائمتہ ماسرقوا
 شیئا ولقد قال ابراہیم انی سقیم
 واللہ ما کان سقیما تحقیق میں یہاں یہاں اور وہ بیمار نہ تھے۔

صریح اور صاف ہے کہ جو چرچہ ہو اس کو چرکنا اور جو کار نہ ہو اس کو بھیر کیا بنا برقیہ اور صرف تقیہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ کلینی میں اس کو باب تقیہ میں ذکر کیا ہے۔
 اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ تقیہ میں خوف شرط نہیں ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی نہ تھے کہ ملا وہ آپ اس وقت نہر مدت بادشاہ بھی تھے جاہ و مال و تہذیب و استقلال کے بلا سبب موجود تھے تو کسی سے خوف کھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 اسی طرح اس کی شرح کافی میں اسی حدیث کے تحت لکھا ہے کہ تقیہ ہر حاجت میں کیا جاسکتا ہے نیز مستحار باب ہزار تقیہ ص ۴۷ اور سنن لا یحضرہ الفقہ و غیرہ ص ۱۱۱ جز و اول میں بھی اسی طرح ہے۔ اصول کا فی ص ۴۴ پر ہے۔

قال عبد اللہ علیہ السلام یا امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اے سلیمان سلیمان انکم علی دین من گنہ اعلا اللہ ومن اذاعہ اذاعہ اللہ خدا نے اس کو ذلیل کیا۔

اصول کا فی ص ۴۵ پر ہے۔ جو اپنے دین کو ظاہر کرکے اللہ اس کا ایمان سلب کر لیا۔ یعنی چھین لے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ جب دوسروں کو مذہب کے لئے ترکان مجس میں بے قول کیا لایا گیا ہے، پس یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا کافی کلینی میں غلط ہے۔

پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔۔۔۔۔ بنا بریں جب تقیہ دین کے فو جسے ہوئے پناہ حاصل ہو
کلین بن تقیہ کی دوسری حدیث کے اول میں ہیں یہ فقرہ مجرور ہے۔

قال ابو عبد الله عليه السلام يا با فرما یا امام جعفر صادق نے کہ لے ابو عمر
عمران تسعة اعشار الدین فی النقیة دین کے فو جسے منجملہ دس کے تقیہ میں ہیں۔
تو جو شخص کہ وہ نماز روزہ حج ذکوہ قرآنی وغیرہ جملہ عبادات بجا لاتا رہے مگر اس
نے تقیہ شیعہ نہیں کیا اس نے تقیہ اور حتی طور پر دین کے فو جسے چھوڑ دینے ترک کر دینے اور
ایک حسدہ دینا پناہ یا تو بلاشبہ دین کی کم ہونے کی وجہ سے دوزخ اور جہنم میں جا بیگا اور
اس کی جلد عبادات نماز روزہ حج ذکوہ وغیرہ کچھ کام نہ آئیں گی۔

اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام باوجودیکہ خداوند کیم نے ان
کی حفاظت کا ذمہ لیا ان کی تیسرے معجزات صاف درجائے وحی نازل کی ان کے سوا کسی پہلے
کئے، مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی ظاہری و باطنی طور پر اقدار پر کشا طرح بھی
ان کو اپنے ملائے کیم پر اعتماد پیدا نہ ہوا اور ان سے مخالف ہو کر بھی بات نہ بنائی اور
عائشیں کی بائیں ہاں ملائے رہے انکا فرمان سمجھا یا مقصد ہیست کو فوت کر دیا مخلوق
کو گمراہی سے نہ نکالا اور گمجنوں میں ڈال دیا۔ وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ بالکل صریح
غلط ہے آیات قرآنیہ (مخصوص مدثرہ) تمامائے عقول میرے سخت خلاف ہے لہذا
روئے روشن سے زیادہ واضح براہ کفر تقیہ شیعہ شرعی عقلی و ملی و ملی سائنس فنی
طور پر حرام غرض تقیہ ہے۔

ناظرین کرام! جو کچھ کہہ کر میرا پناہ ہے تمہیں تمہارا خروا ہے ہے اور محض اس لئے نکلا
گیا ہے کہ ہم سکو چھیں غور کریں اور نتیجہ کبائیں کہ تقیہ شیعہ آیا امیر کرام کی طرف
منسوب ہونے کے قابل ہے؟

ہم اہل سنت و جماعت کا بفضل تعالیٰ یہ عقیدہ ہے کہ امیر کرام بھی انسان فانی ہیں
کہ انہیں تقیہ شیعہ سے بالکل پاک ہے وہ ایسے تقیہ کے ہرگز قابل نہ تھے یہ سب کچھ غلط طور پر
ان کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ بجمہ تہجیہ سیدنا علیہ السلام۔

ناظرین حضرات! دیکھا چھوٹ کی امیر کرام نے کس قدر نرت کی ہے اور اس کو ہر
طرح سے قیہ قرار دیا ہے تو پھر ان کی نسبت یہ گمان کرنا کیسے درست اور صحیح ہو سکتا ہے
کہ وہ تقیہ کرتے، یعنی چھوٹ ولا کرتے تھے یا بخوبی اطلاع باطل کیا کرتے تھے ہرگز نہیں
اور بالکل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امیر کرام نے شریعت کے خلاف ہرگز نہیں کیا اور تقیہ
وغیرہ کی نسبت ان کی طرف محض خراس ہے، اچھے قرآن و سنہ کے خلاف کیسے کہ
کئے تھے؟

تقیہ شیعہ ناقابل عمل ہے

ناظرین حضرات! تقیہ شیعہ مان لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ شریعت محض ایک
افراس ہے قرآن مجید کی تفسیر ایکسے معنی حقیقت ہے حدیث ایک محض ڈھونڈ گئے
کیونکہ اب امر نے اپنا غیظی غضب بتایا نہیں اور انہما کی سخت ممانعت کر دی تو
جو کچھ یہ موجود ہے محض ایجاد مندر ہے اور بس!

اور نیز یہ لازم آتا ہے کہ امیر کرام کبلا انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی مذہبی حقیقت
بلکہ ذہنی طور پر اعتماد رکھ جائے کیونکہ جب وہ خدا کی بات کو کھانا ہر کرنے سے گمراہ
کرتے ہیں تو اپنی ہی بات کا بتائیں گے یہ ایک ایسی پریشانی بطلان چیز ہے جس کو
اوستا مطلق والا انسان بھی نہیں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

نیز اگر تقیہ شیعہ کو تسلیم کر لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ جلد عبادات و اہلہ و ذہنیہ بجا لانے
کے باوجود اگر تقیہ کو ترک کر دیا جائے تو انسان دوزخی و جہنمی ہو جائے وجہ سننے کہ
سننی و شیعہ کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ قیامت میں جس کی کبلی عمرانی سے زائد ہوگی وہ جہنم میں
جا بیگا اور جس کی کبلی نیکل سے زائد ہوگی وہ جہنم میں مثلاً اگر کسی کی نیکیاں اس قدر
کم ہوں کہ دواں جہنم کی بائیں ہوں اور نہ جہنم نہ تو بلاشبہ وہ گنہگار و دوزخی ہے،

جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔
وَأَقَامُوا صُلُوحًا مَوَازِينَةً فَأَتَتْهُمُ هَٰؤُلَاءِ رُجُوسٌ جِئَ مِنْ بَرِّانٍ عَالٍ بِلِكِّ بِلِكِّ بِلِكِّ

اور اُس پر قہر اور موت کی ذمیت اس کا وقت وغیرہ سب اُن پر روشن ہوتا ہے لہذا جان کے خطر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہر کسی کے دل و خوف کا تصور پیدا ہوتا ہے اور ہر کا خطرہ اہل بیت کو اس وجہ سے نہیں کہ اُن کی ہجرت و ہجرتی سب کو تسلیم حتیٰ زیر تبلیغ حکام میں شقت برداشت کرنا اور ہر مصیبت پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کرنا بلا خوف و خطر نشر و اشاعت اسلام اور ہر طرح کی قربانی طرہ دنیا علیہم السلام ہے اہل کرام کو اس کی اقتدا چاہئے حتیٰ اھمروانہ و اور دشمنان دین اور مخالفین عزت و دبر سے مقابلہ کرنا چاہئے قصا بہر صورت حضرت مولیٰ علیؑ اور اہل بیت کرام نے یہ تقسیم کر نہیں کیا بگڑت و کھارک یا مٹا دیا جس سے اس تقسیم کی حقیقت کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند میں سلا دیا گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

شیعہ حضرات ائمہ اہل بیت کی نظروں میں

شیعان کو ذہن چونکہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ صحت پر ملوکی اور بے وفائی کی اُن بظاہر طرح کے ظلم و ستم کے سختی کر شہید کر دالا اس لئے ائمہ کرام نے اپنی نظروں سے انہیں گرا دیا اور ان کے عقلمیں سخت کر بیہ الفاظ اور ارشاد فرمائے۔

(۱) اصول کا کتاب الحجہ ۱۵۹ پر امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ہے۔
عن ابوالحسن علیہ السلام قال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیعوں کو غضب کیا۔
ان اللہ عزوجل غضب علی الشیعۃ پس مجھ کو اختیار دیا ہے کہ اپنے نفس کو لنگ
نخیری فی نفسی اور ہم فوجیت ہم کروں یا شیعوں پر بناؤں اور میں نے اللہ
واللہ بنفسی۔
کہ انہم ان شیعوں سے کنارہ کیا۔

(۲) امام جعفر سے ہے۔ ما انزل اللہ جنتی آیتیں منافقین سے مٹی میں نازل ہوئی
سبحانک ایتہ فی المنافقین الادھی میں وہ ان سب شخصوں پر پوری اُترتی ہیں جو
فین یقتل اللشیعۃ شیعہ ہونے کو اچھا خیال کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث کی رو سے شیعوں میں کفر و نفاق کے اوصاف ہیں۔

اور آیات منافقین کثرت ہیں چند میں سے۔

(۱) لا تفصل علی احد مات ابدا ولا تقسم منافقین کی نماز جنازہ مرت پر نہ پڑھو نہ اُن کی
تسبیح نہ کہ قبر پر نہ کہ قبر کے مٹاؤ اور اللہ وہ قبر پر نہ کہ قبر کے مٹاؤ ہوا سطلے مگر انہوں نے
رسولہ و ہر فاسقون اور رسول علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا ہے۔

(۲) علیہم دائرۃ الشوعض اللہ علیہم اُنہیں پر گردش ہے اُنہیں نہ تھلاؤ نہ غضبناک
ولعنہم و علی علم جہنم و ساءت و صبرا لعنت ہے اور اُنہیں کئے و نور خیر تیار کیا ہے۔
خلاصہ یہ کہ ان کی نماز جنازہ اور اُس کے لئے فاتحہ وغیرہ سب ناجائز ہے اور وہ فاسق
کافر ملعون منقوب اور کفری ہے۔

شیعہ اماموں کے منکر ہیں۔

(۳) امام جعفر فرماتے ہیں کہ من فتنۃ شیعوں کے فتنوں سے ایک یہ بھی فتنہ
شیمتتنا انکارہم الا شیعۃ ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) جامع عباسی نو کشور باب صفحہ ۲۷ پر ہے کہ
خاصا شیعہ جانتے تھے انکار امامت وارزہ خاص شیعہ بارہ اماموں کو مانتے ہیں اور فرقہ
امام کا نام نہ چھو جانتے امامیہ کہ محض امام امام شیعہ امام جعفر تک مانتے اور باقیوں کا انکار
جعفر صادق می دانند اور افسیہ کہ امام موسیٰ اور فرقہ رافضیہ امام موسیٰ کاظم تک مانتے ہیں اور
کاظم امام می دانند و کسانیکہ امامت محمدی اور و رسول کا انکار اور فرقہ کسانیکہ محمد بن حنفیہ
حنفہ کا نام نہ چھو جانتے امامیہ کہ محض امام امام شیعہ امام جعفر تک مانتے اور باقیوں کا انکار
امام حسین کی کشتہ و زیارت امام رضا کی کنند فرقہ امام حسین کی زیارت کرتے ہیں اور امام رضا کی
نہیں کرتے۔

(۵) نیز کتب فصاحت و ترجمہ الخبایات شیعہ جنت پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت
کے وقت اپنے شیعوں سے ارشاد فرمایا تھا انہوں نے لا حظ فرمائیں

”جب شام کے لشکر میں سے ایک آدمی دھو دھو تھلائے قریب آتا ہے تو تم خوف
کے مائے اپنے دو اڑد کو نہ کہنے ہو اپنے تمہیں میں اس طرح پر شیعہ ہوجانے

عد یہاں سے شیعوں کے شہر فرقت نظر ہو رہے ہیں یہی آپ کی تفصیل خود شاعر عشرہ میں ہے۔

جاتے ہوئے سوسرائے سوسرائے میں یا کھنڈر پہنچتے ہیں۔ خدا کی قسم جس کی تم مرد اور فطرت کرو وہ ذلیل ہے، تم اُن سے لڑائی میں چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور غلبہ ہو کر گئے خواہ خواہ ذلت نصیب ہوگی اور جس شخص نے نہیں جس کے متساو ہو گئے ہجرا اُس نے ایک تیرے پیکان چلا دیا، قسم خدا کی تم نے کافران تو بہت جیتے ہو مگر جہدان میں غلبہ کر کے تمہاری تعداد بہت تھیں ہوتی ہے، بلکہ میں اس چیز سے خوب واقف ہوں تو تمہارے فتنہ و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے، خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار کرے تمہارے نصیب اور مقصد کو بہت کرے تم بہت بوجھو۔

- یہ عبارت بار بار پڑھئے اور اندازہ لگائیے۔
- (۷) کتاب مذکور کے صفحہ پر ہے۔ "میری دعا ہے کہ میں اسی بات کو دست لکھتا ہوں کہ پروردگار میرے اور تمہارے درمیان نفرت، اعلائی کرے" اور مجھے ان لوگوں سے ملنی کہ جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہیں۔ الخ
- (۸) صفحہ پر ہے۔ "قسم خدا کی میں اس بات کو دست لکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے اس طریقہ سے تمہارا معاوضہ کرے کہ دینار کے عوض درہم مجھے میرے سزاواروں سے تقسیم کرے۔ اے اللہ! ایک مرد شامی میرے حوالے کرے تمہارے بھائی خفاک، اوہوں؟"
- (۹) صفحہ پر ہے۔ "میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا۔"
- (۱۰) اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۱۵ پر امام موسیٰ کاظم سے ہے۔

عن ابن الحسن علیہ السلام قال: امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیعوں (ان اللہ عزوجل غصہ علی شیعۃ) پر غضب کیا ہے پس تم مجھ کو اختیار دے یا مجھے اپنے نفس مخفی ہوئی فی نفسی او هم فوقیتہم اللہ کو امام کروں یا شیعہ سے بڑا کروں پس میں نے ان کو قسم ان شیعوں سے کنارہ کیا۔

- (۱۱) فیما ان قتل الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ جب حضرت سید شہید گئے تو اللہ تعالیٰ علیہ اشند غصہ علیہ اهل الارض کا میں وہوں پر غضب اور بھی سخت ہو گیا۔
- لہ واقعات معلوم ہوتا ہے کہ آدمی نے اہل شیعہ کی فکر اہل الارض کا ہے۔

فاخرۃ الی اربعین ومائۃ وچوالی و۳۲) پس حضرت امام مہدی کے ظہور کو ایک سو چالیس برس (۱۱) امام موسیٰ کاظم سے ہے۔ اور بھی نوتر کر دیا۔

لومیزیت شیعۃ ما وجدناہم الا اگر میں شیعوں کو ان کے دیکھوں تو واصفہ و لولوا محتہم لہا وجدناہم صرف باقوی دل سے کوئے ہوں گے، اور اگر بالاعتقاد میں، کتاب المروئۃ فریاد کا منہ امتحان میں تو ترس لگیں گے۔

(۱۲) امام جعفر سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے قرآن کی آیت ان کا من اٹھا الیہین فسلام لک من اصحاب الیہین کی تفسیر میں فرمایا کہ۔

ہم شیعۃک خیر، ولداک منہم ان میں سے اور تمہارے شیعہ میں ان سے بڑا اولاد کو یقتلوا۔ (کافی کلینی)

(۱۳) حضرت علی نے امام حسن کو وصیت کی کہ تم نے دنیا سے نفارت کرلوں اور میرے اصحاب شیعہ تم سے واقف نہ کریں تو لازم ہے کہ تم خدا تر نہیں رہنا، (رجل العیون)

(۱۴) امام حسن خدا کی قسم معاویہ میرے لئے بہتر ہے اس جماعت سے جو دعویٰ کہتے ہیں کہ میرے شیعہ ہیں اور خدا کا انہی شیعوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور مجھ کو غارت کیا کہ ایک شخص امام کا بھائی ہے بھائی اور دوسرے آپ کی زبان مبارک پر لکھا رہی رہی۔

(۱۵) امام حسن سے جماعت دشمنی، مکروہ وقت و نہایتی ہوئے کہ کس قدر بُرے آدمی ہو۔

(۱۶) تاریخ التواریخ صفحہ ۱۹، بے گراں است ترک کندگان کتاب متفرقین حزب بہرہ و ان شیطان ترک کندگان است بامیغیر ان کندگان و بلا کندگان اولاد و عزت اولیاء و پیغیر ان کندگان، اولاد و پیغیر در ان ایذا سندن و منان باوری کندہ خدا لعل تم پر وائے ہو لذت خدا ہو۔ (رجل العیون)۔

(۱۷) تفسیر جواد علیہ السلام جعفری لکھتے ہیں کہ امام کاظم علیہ السلام شہداء رسول اللہ کے بعد شہداء علی و ابی طالب و دیگر بزرگ مراد ہے، شرح لغتہ میں ہے۔

اللہ من اتخذا للموضۃ وہم طائفتہ (ان میں کسے علوی ملان ملعون نکالی

من الغلات لعنہما اللہ۔ شیعوں کا نام ہے۔

وہ کہ کتاب میں لکھتا ہے انہی باب الاذان میں ہے۔

هٰذِهِ اَحْوالُ الذِّينِ اصْبَحُوا لَا يَزِيدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ وَالْمُفَوَّقَةُ لَعْنَتُهُمْ
اللّٰهُ تَعَالٰی وَصَنَعُوا اَحْياءَ لَوْ اَزَادَافِي
الْاَذَانَ عَمْدًا وَالْاَمْرَ خِيَالًا لِلْبَرِيَّةِ
وَفِي بَعْضٍ رَوَايَاتُهُمْ بَعْدَ اَشْهَدُ
اَنْ عَمَلًا لِرَسُولِ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْتَ
عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ۔
پہلی شہور اذان بلا کم و بیش صحیح ہے
اور ملعون فسر قمری نے بہت سی
حاشیوں گھڑ لی ہیں اور اذان میں عجب
والے محمد خیرا لہریہ۔ اور
بعض میں آ شہد اَنْ محمد رسول
اللہ کے بعد اَشْهَدُ اَنْ عَلِيٌّ وَلِيُّ
اللہ و مرتبہ بڑھاتے ہیں۔

کیا لطف جو خیر پر دہ کھولے
خلاصانِ حوائج و ارشادات کا یہ ہے کہ حضرات ائمہ کرام شیعوں سے
سخت ناراض ہیں انکے حق میں سخت بدعات و کلمات استعمال فرماتے ہیں ان کو منافقین
کی طرح فاسق، مغضوب، مستعجب، مفتن، منکر وغیرہ کجواظ الفاظ
سے باور فرماتے ہیں ان کے ذہل و فریب سے الگ ہونے ہیں انکی شرارتوں سے تنگ آئے
ہیں اور یہ کہ زہا کی محبت اور صل کے کھوٹے ہیں حضرت علی اور انکی اولاد کے دشمن
ہیں اماموں کی بے عزتی کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ اور یہ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے
ہوا کہ نہ عاقبت ائمہ شیوں نے تفتیہ سے پہلی بیت کو ختم کر دیا جسے بنو کا آجکا بنا یا
اور یہ نہ سمجھی کہ تفتیہ اگر اس وقت مفید ہوتا تو حضرت امام حسین کو قطع طور پر علم
ہوتا کہ کیونکہ مذہب کی رُو سے امام وقت کو تمام واقعات و حوادث کا جاننا ضروری
آمر ہے لہذا آپ اس کو مفید سمجھ کر ضروری طور پر استعمال فرماتے اور ایسے خطرناک
مقام میں تشریف نہ لاتے۔

مگر شے نالذول دود چہ راج غفل تیری محض سے جو نکلا سو پریشان نکلا
میرے عزیز اور دوستو محترم بزرگوار! یہ ہیں ائمہ اہلبیت کے ارشادات شیعہ حضرات کے

مستحق جن کو کسی بھی نتیجہ پر پہنچنا مختلف کے لئے کوئی دھواں نہیں وہ باسانی خیال کر سکتا
ہے کہ حضرات ائمہ اہلبیت کا پسندیدہ لائن کسی ہے یعنی وہ سب اہل سنت تھے نہ کہ شیعہ اور ان کا
شیعہ کے متعلق قوی مورخ بجاورد کا قافی تجربہ کے بعد صادر ہوا ہے۔

کیا شیعہ کہاں باعثِ فخر ہے

آج جہاں عربیہ و عجمیہ کی صحبت کا زور ہے وہاں یہ سچ دیکھنا بھی پوری ہے کہ ائمہ
اہل بیت سب کے سب شیعہ تھے اور شیعہ میں ہی دین الہی ہے اور شیعہ پاک ہیں کیونکہ شیعہ کا
معتقد پاک گھرانے کے لوگ ہیں اور وہی دنیا و آخرت میں نجات یافتہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔
مگر حقائق مذکورہ بالا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرات ائمہ اہل بیت ہرگز
شیعہ نہ تھے اور انہوں نے اس کو پسند کیا۔ بلکہ وہ اس مذہب سے بیزار ہے اور الگ ہو گئے
اور لوگوں کو باز نہ دینے کی ہدایت فرمائی اور شیعہ مذہب کے اوصاف ردِ میلہ و مضامین بھیج
پر لوگوں کو مطلع فرمایا تو پھر یہ مذہب پاک اور نجات دہندہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ فخر
کی حصول وجہ تو یہی تھی کہ وہ مذہب ائمہ کرام کا ہے جب ہمیں تو اس پر فخر کرنا ہے خود ہے۔
رہا یہ امر شیعہ کے معتقد پاک اوصاف ہے اور نیک گھرانہ ہے، سوا یک جاہلوں کا
گھرا ہوا سمجھتا ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ قرآن مجید میں اکثر جگہ اس کو مذمت
اور برائی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) رَاقٍ يُدْعَوْنَ عَلَىٰ بَنِي الْأَدْنَىٰ
وَجَعَلُوا أَهْلَهَا شِيعًا
زین کو شیعہ کر دیا۔

اس آیت میں فرعون کی عادت پر شیعہ کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ وَكَانَتْ
شِيعَتُكَ اَسَدٌ مِّنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ
جو گئے ان کو ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اس آیت میں حضور علیہ السلام کو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کو ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔
کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے دین میں تفرقہ پسند کر دیا اور شیعہ ہو گئے۔

رسو، وَلَا تَحْزَنْ لِهَٰذَا إِنَّ الْمُسْلِمِينَ أَلَدِينَ
فَتَوَفَّوْا فِيْهِمْ وَأَخْلَافُكُمْ يُثَبِّتُ
اِسْ أَيْمَنُ مِنْ سَلَوَاتِكُمْ اِي كِي هُوَ
نَعْنِي دِينِكُمْ عَرَضَ لِكَا اَوْشَعِي تَتِي

(۴) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا بِأَنْتَ لَكَ وَرَسُولٌ
 أَلَّا تُلَاقِيَهُمْ مِنْ رَسُولٍ
 إِلَّا كَانُوا بِآيَاتِهِ لُغْمًا

ہم نے بلاشبہ پہلے شیعوں میں رسول بھیجے مگر
 جب بھی اُن کے پاس رسول پہنچتا ہے کہ وہ
 اُن کے سامنے آگے سے ٹکھیا کرتے تھے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ شیعوں کی عادت نبیوں کے ساتھ جتنی ٹھیک کرنے کی تھی۔
 فَوَلِّكَ لِنَفْسِهِمْ ذُلًّا وَاتَّبِعْهُمْ فِي حُلْمٍ عَظِيمٍ
 تیرے رب کی قسم ہر ان کا زور کو اور دشمن
 کو اکٹھا کر دیتے، پھر کھینچ لیں، یہ کہ جس کے ارد
 گرد جمع کریں گے، پھر اسے کرکشی شیعوں کو
 درخ میز دلائیں گے۔

اس آیت میں شیعوں اور اشیطانوں دونوں کو بری طرح جہنم رسید کرنے کو بلا کر ہے اور اسی طرح اور آیت کریمہ میں جن میں شیعہ کے لفظ کو فروغ کی فرقہ بندی کرنے والا دوسرے کو بکھرے کرنے والا شیعوں سے تشبیہ کرنے والا شیطانوں کی سرکشیں جنہی و غیرہ مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا ہے کو ہی جرات رکھتا ہے کہ یہ کہہ کر لفظ "شیعہ" کے معنی "پاک" اور "یک گھرا" ہے۔ یہاں یہ معنی اگر نیک سمجھے جائیں تو نسخہ والوں کو مبارک ہوں۔

حقیقت میں بات یہ ہے کہ لفظ شیعہ کے اصلی معنی میں کوئی اچھا فی یا بُرائی نہیں ہے
 کے معنی صرف گروہ اور جماعت کے ہیں اچھا فی بُرائی میں اس سے پہلے سے مراد یہ ہوتی ہے جس
 کی طرف یہ لفظ منسوب ہو جاتا ہے پس ابھی چیز کی طرف منسوب ہوا اس کے معنی اچھا
 ستھرا ہوگا (اور یہی ہوتو بُرا۔)

آیات مذکورہ میں بُری نسبت کی وجہ سے بُرے معنی میں استعمال ہوا: قرآن مجید میں وارد ہے: **إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ** یعنی اللہ تعالیٰ کے شیعوں یعنی العبداللہ میں

سے ابراہیم ہے یہاں پہلی نسبت سے کیا معنی "ابعد الہی" میں لے گیا ہے۔

شیعوں کا اصلی اور خدائی نام

حضرت سرور کائنات مغیرہ موجودات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے میں جسے جو رکھا
 نکاح اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں اور صرف ملان رکھا ہے قرآن مجید میں ہے **هَلْ أَتَاكُمْ نَذِيرٌ** اے ایمان
 ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ اسلام کی سنت پر ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارا کام مسلمان
 رکھا جسے انہوں میں مختلف فرقے پیدا ہونے شروع ہوئے تو ہر فرقے نے خصوصیات اور ضروری
 اعمال سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوا، چنانچہ کسی فرقہ کا قالب اہل سنت و جماعت مغیرہ تھا
 کسی کا قدری اور جبری اور حترنی اور شیعہ حضرت کارا فتنی متعین ہوا۔ کیونکہ قدرتی
 چھوڑنے والے کو کہتے ہیں اور انہوں نے انما اہل بیت کی پیروی اور تابداری بھی ہوئی اور
 شریعت سے پشت ہوئی اور انہوں نے غلط و ستم و فساد سے ان کو پریشان کیا ان کی عزت و
 وفادار کو نہیں بھائی، بڑی جبر میں سے بعض کو شیعہ کیا اور ان کی پشیمار لیکر اپنی دنیا و آخرت
 سیاہ کی مبادک اور پر گزدار، لہذا اہل بیت کے صحیح جان شاروں اور ذریعوں نے ان کو قدرتی
 کہنا شروع کر دیا۔ اور ہر شخص دیکھ کے منہ سے اس نام سے پکالے جانے لگے، جس کا وہ
 راضی و متوسل کو سخت مدد ہوا، چنانچہ اصول کافی نو کشور کتاب اور مدہ حل پر ہے کہ
 ابو بقرہ نے ایک روز کا جعفر صادق سے کہا کہ مسلمانوں نے ہمارا نام بڑا رکھا ہے جس
 سے ہماری کرکٹ گئی اور دل ٹھنکے اور ایک حدیث ان کے فقہا نے بیان کی ہے جس میں
 ہم کو راضی کہا ہے اور یہی نام ہمارا نام راضی لکھا گیا ہے اس پر امام جعفر صادق نے
 فرمایا کہ وہ نام راضی ہے، ابو بقرہ راوی کہتے ہیں کہ ان کے ہاں نام کے کہا کہ اللہ نے
 ان لوگوں نے تمہارا نام نہیں رکھا، لہذا انہوں نے رکھا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

فَقَالَ: اَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الرَّاضِيَةُ قَالَ ثَلَاثَ نَعَمَ قَالَ لَا وَاللَّهِ
مَعَهُمُ صَوْرَتِي وَاللَّهُ سَمَّاكَ كَرَّمَ — امرافضی اور ائمتہ شوشتری جہتہ شیعی نے
مجاہد المؤمنین میں تصریح کی ہے کہ قدام ائمتہ وشرکاء لقب رافضی تھا اور حدیث

جس میں ان کو رافضی کہا گیا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

سابق من بعدی قوم لهم فبعض الرافضة فان ادركتم قاتلوهم فانهم مشركون قال قلت يا رسول الله ما العلاقة فيهم قال يفرطونك ما ليس فيك ويطحنون على السلف (ورافضی) ترجمہ پہلے توڑ گئے۔
جامع اجنادین ص ۱۵۷ ضمیمہ شیعی کتابوں میں بھی یہ موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ حضرات کا نام رافضی تھا۔ رافضی اور شیعہ کے کچھ فرقے والے جو کہ تفسیر روح المعانی خود خداوند تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔

قدیم زمانہ کے شیعوں نے اسے بعد روشی قبول کیا تھا۔ مجتہدین شیعہ نے اہل حدیث کی، مگر افسوس کہ آج شیعہ حضرات اس کو پسند نہیں فرماتے، اور خدا فی القرب کو چھوڑ کر اپنی طرف سے مختلف القاب تجویز کرتے ہیں، بعض اپنے کو شیعہ اور بعض امامیہ اور بعض اثنائ عشریہ کہلاتے ہیں، جن کا قرآن مجید اور صحیح میں بالکل ثبوت نہیں۔
لہذا ان کو لازم ہے کہ اپنے کو رافضی کہیں اور کہلوائیں کیونکہ یہ خدا فی نام ہے جو بہر صورت بہتر بلکہ موجب اجر ہے۔

کسی گروہ پر لفظ شیعہ ہونے کی ابتدا

اسلام میں اس لفظ شیعہ کی ابتداء ایک خاص موقعہ پر ہوئی، اس وقت بکواس کے بعد بھی بہت دنوں تک کسی مذہبی مٹی پر اس کو نہیں بولا گیا۔ حضرت علی کی جب سیسہ معاویہ سے جنگ جھڑپ ہوئی اس وقت صحابہ کرام کی تین جماعتیں ہو گئیں، ایک جماعت حضرت علی کے ساتھ تھی اس کو شیعہ علی کہتے تھے، یعنی حضرت کا گروہ اور دوسری عثمان ابی مراد کے ساتھ تھی، اور حضرت معاویہ کو جو حضرت عثمان کے قصاص کا سلاسل کرتے تھے اس لئے اس جماعت کو شیعہ عثمان کہا گیا یعنی حضرت عثمان کا گروہ اور ایک جماعت صحابہ کی نہ تھی نہ مذہبی نہ لوگ فتنہ سے بچنے کے لئے گھر بیٹھے رہتے تھے۔ اس لئے اس کو قاضیین یعنی بیٹھنے والی جماعت کہنے لگے، گویا یہ کرام کی بیٹیاں جماعتیں

غریبی کو مخاطب سے بالکل متعلق نہیں کوئی دینی اختلاف ان میں برائے نام بھی نہ تھا، سب اہل سنت و جماعت تھے، ان میں کوئی رافضی تھا، معتزلی اور قدری و تہرکی وغیرہ ادیبی وجہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے "تحفہ اثنائ عشریہ" میں لکھا ہے کہ "شیعہ اہل و شیعہ خلیفہ نہ کہ بی بی بنیاد اہل سنت و جماعت اند یعنی صدرا و شریعہ اسلام میں شیعہ کا بل سنت و جماعت کے پیشوا تھے، وہ وہی تھے جو قرآن مجید و حدیث شریف پر عمل تھے اور نہایت سادہ و خلص تھے اور ان کا اور دیگر صحابہ کا دینی نام نہ نہی سیاسی تمدنی بالکل اتحاد تھا، یہ وہی تھے شیعہ و شکر تھے ان کو شیعہ کہنے جماعت کہا جاتا تھا، اس مسئلہ کے لحاظ سے میں کو شیعہ دنیا نے لفظ شیعہ کیلئے تراش رکھا ہے اور اس کا تعارف تعزیر وغیرہ نام نہان چیزوں کی ترویج سے پسند فرما ہے۔ اس سے بھی واضح ہو گیا کہ ان کا اہل بیت سب اہل سنت تھے، بلکہ گروہ اہل سنت کے پیشوا تھے اور ظاہر ہے کہ پیشوا اور اس سے متعلق کا ایک ہی طریقہ ہونا ہے اور عمل و اعتقاد کی اتحاد ہونا ہے اور شیعہ کا معنی جماعت تھا نہ کہ فطرتی پاک بہر صورت صحابہ کرام کی ان تعینیں جماعتیں کا اتحاد نہ بھی اور اتفاق قومی جو حضرت علی کے رضوات عالیہ سے ظاہر رہا ہے، چنانچہ پہلے ابلاغت قسم دوم لکھا ہے۔
آپ کا ارشاد دے رہا ہے کہ ان تعینیں جماعتیں کے آپ نے جب صفین کے بعد ایک کشتی فرما کر کوفہ کو روانہ کر دیا جس کا ابتدائی حصہ سبیل ہے۔

حضرت علی کے نزدیک ابی مراد و ابی مومن تھے

وكان بدا أميا الفلقين والقيم من
اهل الشام والظاهر ان بدا واحدا
فنبأ واحد ودعفتا في الاسلام واحد
لا نستويدهم في الايمان بالله والصدق
بوسوله ولا يتدين لنا الا بالامر واحد
الا ما اختلفنا فيه من دم عثمان
ونحن منه براء — قصاص کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تھا جس سے ہم ہر طرح سے بری ہیں۔
ہم نے کم کی ابتداءوں میں اگر ہم شامیوں کی ایک قوم میں ذرا جھگڑا ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا رعب ایک ہے و دعوت اسلام ایک ہے، مگر ایک نے ایمان و تصدیق میں ایمان نہیں اور دوسرے ہم پر نافرمان ہیں، طرح سے تمنا و وسوسہ ہیں حضرت عثمان کے

اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین اہل شام کا اور اپنا مذہب و ملت ایک بتا رہے ہیں پھر جب حضرت عاصم بن زید نے ان کے لئے جو کچھ لکھا ہے اس میں وہ بھی یقیناً طور پر متحد ہیں اور ہماری اتحادی نہیں بلکہ فاضل و دلائل کا بنیاد یعنی ایمان اور دعوت الی اللہ ان دونوں چیزوں میں اپنے کو اور ان کو بڑا اور سادہ فرمایا ہے۔

بہان مثلاً ان ہی سب اہل سنت سے ہی تھے۔ مجدد تھے نہ نفرت تھی نہ اکو اور حق سے بہارتھا یہ چیز جو نبوت سے تھے محمد دینا تھے تھے علی پر منحصر کیا ہے سبھی احمد کو کیا ہے تھے

صحیحہ اور ائمہ البدیۃ کا مذہب ایک تھا

دور روش سے زیادہ ثابت ہو کر حفظ شدہ مرقوم اولی اور بتدار اسلام میں کی گئی ہے

معنی نہیں بولا گیا اور یہی ثابت ہو کر تمام صحابہ اور حضرت شہید کا مذہب ایک تھا

ادروہ سب اہل سنت و جماعت تھے بعض شیعہ دونوں کی سنگم طر اور اختراع ہے

اہل نے اپنے بزرگوں کی طرح یہ محسوس کر کے کہ رافضی کہلوئے میں خواہ مخواہ بدنامی ہوئی جاتی ہے ہماری اہل بیت کے ساتھ ظلم و ستم کی کیفیت کا کبھی اندازہ چھوٹا جاتا ہے ہماری

بے پرواہی اور غور و شہادت ازما ہوئی ہے بڑی حال کی ہے اپنا لقب بھی جو بزرگ کیا

اور اس کو مذہبی معنی میں استعمال کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ شیعہ کے معنی ہانک اور نیک

گھڑا ہے۔

اثنا عشریہ اور امامیہ لقب کی ابتدا

شیدائغذی طرح اثنا عشریہ اورا مابینہ لفظ ولقب بھی ابتداء اسلام اور قولہ فی
 میں کسی خاص معنی نہیں ہوا کیا صرف "افاضی" لقب سے ہذا کی جوسے دوسرے لقب اختیار
 کئے گئے ہیں اور اسے معاد میں استعمال کئے گئے ہیں کون کونسا ایک اور فی سے مسلمان کے رونگٹے
 کوشے ہوجاتے ہیں کیونکہ کتبوں نے ان لقب اثنا عشریہ کو کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم بارہ
 اموں کو مانتے ہیں "افاضی" بات میں کو کوئی حرج نہ تھا۔ بلکہ بیان ہے کہ یہ لوگ متفق متصاد
 رکھتے ہیں کہ یہ بارہ اصغر علیہ السلام کے طرح واجب الاداء میں اورا کچھ جملہ

جہاں ملات و اتفاق میں ایسے ساتھ جڑاوت سے شریک اور برادر ہیں۔ انھیں انشاء اللہ
جہاں کافی مشاغل پہنچے، انھیں جعفر سے وفایت سے کر فرمایا میں وہ گناہوں پر جو حضرت
علیؑ نے فرمایا ہے اور جس سے وہ کرا کر رہا ہوں اور ان کی فضیلت تو وہی ہے جو حضرت
محمدؐ سے علیؑ علیہ السلام کی اور وہ فضیلت تمام مخلوقات پر ہے اور ایسی ہی
بزرگی تمام ائمہ اہل بیت کو ہے بعد مجھ سے حاصل ہے۔
اسی طرح امامیہ میں کہتے ہیں کہ ہم بدو امویوں کو مانتے ہیں اس میں کوئی حرج نہ تھا لیکن یہ
تو یہ اعتقاد ظاہر کرنے ہیں کہ باہر امام عباسی علیہ السلام کے صلہ کو اکی طرح معنی اور
واجب الاطاعت ہیں اور انہی کو یہ کہ ساتھ میں اموی اور شریک ہیں اور اطاعت یہ ہے
اساتھ ہی ساتھ یہ عزت کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ اس پر بولاجی است۔
بہ صورت ثابت ہو کر لفظ شیعہ اسلام میں کسی مذہبی معنی نہیں ہوا بلکہ ائمہ
اہل بیت نے اس کو بھی نظر سے نہیں دیکھا صرف شیعہ برادران کی ایجاد ہے جن کا قدرتی اور
اصل لقب رافضی تھا، کاش کہ حضرت شیعہ علیؑ خدائی لقب کو پسند فرمائیں اللہ
توفیق عطا فرمائے اور آمین۔

لقب اہل سنت و جماعت کا ثبوت

ابن سنت و جماعت کا لقب سنی حضرات کا ایجاد کردہ نہیں ہے، ابلاس کا ثبوت قرآن مجید و احادیثِ معتدّہ فریقین میں بڑی صراحت سے موجود ہے، اس لقب میں دو چیزیں ہیں، ایک سنت اور دوسری جماعت، سنت کے معنی یہ ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ آلودہ کم کا پیر و فیثی جو طریقہ آپ کا تھا جس پر آپ اپنے صحاب کچھ یا انھما اس طریقہ پر چلنے والا اور جماعت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ گویان اسلام سے جو لوگ جماعت اور سوادِ عظیم کے صحیح مصدق ہیں ان میں شامل ہونے والا، بڑے گروہ بڑی جماعت کا تختہ حقیقت میں جو تعلیم رسول اللہ ﷺ و اسلام کی ثابت ہوئی ہے اس کا عتیق پر عمل کرنے والا، نہ کہ جماعت کے تحت بنائے ہوئے مذہب کو ماننے والا، نہ کہ غریب کے بنائے

یہاں دشمنی کا اہتمام ہے کسی جماعت کو کہیں خدا کا ہے اور خدا کی طرف سے نازل ہوا پس دونوں جہزوں کے ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے سنت چھوڑی اور اس کو باعثِ بدامیت و نجات نہ سمجھا وہ بھی اہل سنت نہیں ہے اور جس نے جمہوری تحقیق کو ترک کیا وہ بھی اہل سنت نہیں ہے اور دونوں کو کچھ اور نئے والا بطریق اولیٰ اہل سنت و جماعت نہیں اور جس نے دونوں پر عمل کیا وہ اہل سنت و جماعت ہے قرآن مجید میں ہے ۔

وَمِنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُتَّقِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِمْ
وَسَاءَ مَا يَحْكُمُ مَصِيرًا۔

اس تہ میں دو چیزوں کی ضمانت کی ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
 مجبور رفعتہا، سلام والوں کی راہ کے خلاف چلنے کی کوشش کی، نتیجہ صاف ہے کہ رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا چاہیے اور جماعت اہل ایمان کی راہ اختیار کرنا
 چاہیے، سنت اور جماعت کا ثبوت اس سے اور زائد واضح کہا جاسکتا ہے ؟

حضرت علیؓ کی دعا اور اس کی تفسیر

کہ جو چیزیں تم میں سے چھوڑ دینا چاہو، جو تم کو
 پر عمل کرنے سے روکے، گواہ نہ ہو کہ اس کی عیب
 اور نسبت رسولی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حَدِیث میں ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَنَزَّلَتْ
 لَنْ تَصْلُوا مَا تَكْتُمُونَ بَعْدَ آيَةِ اللَّهِ
 وَتُسْتَعْرَضُونَ لَهُ (المائدة)

اتَّبِعُوا السُّلُوكَ الْاَعْظَمَ مِنْ شِدَّةِ جَهَنَّمَ وَلَا سَلَامَ لَكُمْ اِتِّبَاعَ كُرُوبِ شَرِّ عَمَلَاتِ شِدَّةِ فِي النَّاسِ۔ (ابن ماجہ)

سے الگ ہو گا وہ جہنم میں جائیگا۔

ان دونوں حدیثوں سے سنت اور جماعت کے علاوہ جماعت کی رعایت بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ جماعت سے الگ ہونے میں سخت نقصان ہے کہ شخص جہنم میں ہی ہو جائے۔

شیعہ کتب میں اہل سنت و جماعت حق پر ہے اور واجب الاتباع،
نہج البلاغہ مصری قسم اول ص ۱۱۱ پر ہے، حضرت فرماتے ہیں۔

خبر الناس في حال الفطام الأوسط
 فأنمو السواد الأعظم فان يد الله
 على الجماعة۔

بہترین وہ لوگ ہیں جو میرے حالات میں
 افراط و تفریط سے بچتے ہیں پس شریعت
 کی ہر ایک کلام کو رکھ کر اپنی رائے کی سیڑی سے لڑتے ہیں۔

۵۵۔ محمد پر پُرا فراتے ہیں فلجم القوم
على الفرقة وا فترقوا عن الجماعة
كانهم ائمة الكتاب وليس الكتبا
اما محمد

ایک قوم کا عادت سے الگ ہو گئی تو وہ یہ
سمجھتی ہے کہ ان کے پاس کتب ہے حالانکہ ان کے
پاس کتب ہے قرآن نہیں ہے، یعنی وہ قرآن
کے خلاف چلے گی۔

علامہ ابن ابی بکر فی کتاب تفسیر طبرستان ایران ص ۲۴ میں حدیث ہے۔
 ان امتی سفترق علی اثنین و حضور علی الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری
 سبعین فرقۃ یمثلک احدی سبعین امت کچھ فرقوں پرٹ جائیں گی میں سے صرف ایک
 یخلص فرقۃ قالو یا رسول اللہ من جماعت راہ یافتہ ہوگا جسے آپ صلی اللہ و آلہ
 علیہ وسلم میں ہوگی۔ عرض کیا کہ اگر کوئی ہے آپ سے پیوستہ نہیں
 تلمک تال الجماعۃ الجماعۃ اجماعہ۔ فرما کر وہ جماعت جماعت جماعت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بنى اسرائيل نفوت على اثنين وسبعين فرقة وتفرقت امتي على ثلاث وسبعين لغة في الناس الامم امة واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما ناعليه واصحابي رواه الترمذي في رواية احمد وابو داود وعن معاوية ثقات وسبعون في النار وواحدة في الجنة وهي الجماعة - يعني بنى اسرائيل كل طريقتي ميراثي مني كني فرقتي مني كل جن مني صرف اليك جعت مني بكني اعدوه لوكي اجماعت بكني

ان حدیثوں میں جس زور سے سنت پر عمل کرنے کو ارشاد فرمایا گیا ہے اور زیادہ اہم اور بڑی جماعت میں شامل ہونے کو کس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ان دونوں کے بغیر نہایت اور خجاست کو کوئی صورت نہیں ان کی مخالفت و درج میں جانے کا فائدہ ہے اور سنت پر عمل کرنا اور اسلامی بڑی جماعت میں شامل ہو کر ان کی تحقیقی مسائل پر رہنما

علی رجل واحد وسبقه اماناً فان
ذالك لله رضا۔
خدا کی رضا ہے اور وہ خدا کی خلیفہ و امام یقین کیا جائے گا۔

اس خط کا جواب امیر معاویہ نے لکھا تھا اُس کے جواب امیر معاویہ نے فرماتے
ہیں اماناً ما ذکرت منازل الخلفاء فضاء لهم
فقتول نحن وجدنا افضلهم فی دین الله
تعالی ابا بکر العقیق الصدیق ثم عمر الفاروق
الذی لا یناف فی الله لومة لائم ثم
ذی النورین الذی یقی منه الملائکة
ولعمری ان مکنا نهم فی الاسلام
لعظیم فوجهم الله وجزاهم
احسن ما عملوا۔
صاحب حیا کران سے فرشتے بھی شرماتے تھے اور میں کہہ کر کہتا ہوں کہ صاحب ثلاثہ کا اسلامی
دنیا میں ایک عظیم الشان تربیت ہے جس کی مثال نہیں پس اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم
فرمائے اور ان کی اسلامی خدمات کی گون بہ بہترین جہت سے تحریر فرمائے۔

نیر محمد بن النکسر سے مروی ہے۔

انفا ذای علی علی المنہدی اذکوفہ
وهو یقول لان آیتہ بحدیہ
یفصلنی علی ابی بکر وعمر الاحدین
حد المغتری
مفتی اور بیتان تراشی کرنے والے کی سزا دوں۔ (رجال کشی ص ۴۵)

اسی طرح امام ابو جعفر اشرف فرماتے ہیں۔

حب ابی بکر وحمی ایدان ویخصهما یعنی ابو بکر صدیق اور عمر ک محبت عین ایمان
کفر ہے اور ان سے بغض و عداوت کرنا کفر ہے۔ (رجال کشی ص ۴۵)

خدا صراط طلب ہیثو اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا اور ان دونوں سے بغض و عداوت رکھنا ایمان خلیفہ اور واقع
کے خلاف ہے اور کفر کا ارتکاب ہے۔

ان امور کا یہ سب ثابت ہو کر حضرت علی صاحب ثلاثہ کی دینی خدمات کے متصرف اور انکی
خیرین اور فضائل کے قائل تھے۔ ان کو تمام صحابہ بیکار اپنے سے بھی اعلیٰ و افضل تسلیم کرتے ہیں،
ان کو نہایت تعظیم و التواضیع سے یاد فرماتے ہیں تیسب میں سے ان کی بڑی اور بلند پایگی کا
اعلان کرتے ہیں ان کی غرضی اور دینی خدمات پر ان کے لئے یادگار باقی سے حصول سعادت
کے لئے دعا فرماتے ہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہو کر حضرت شیعہ کا طرز عمل اور طریق کار و دینی تقابو کو دیگر صحابہ کا تقابو
و دینی مذہب سے جدا کرنا تھا وہی بیعت خلافت تھی جو ان کی تھی سب اس پر عمل کرتے تھے
طور پر متحد و متفق تھے اور ایک کھلی ہوئی مسلم میں انفریقین حقیقت ہے کہ صاحب ثلاثہ اور ان
کے پیرو حضرت مسیح کے سب اہل سنت و جماعت تھے اور میں لہذا ثابت ہو کر ان کے ہمراہی
ہیت بھی بلا شک و شبہ اہل سنت و جماعت تھے ذکر شیعہ و رافضی۔

(۴) حضرات اہل بیت سے سنت پر چلنے اور سب سے جری جماعت اسلام اور سوا کا عظیم میں
شامل ہونے کی بڑی مشورہ سے تائید فرمائی ہے، اسی کی وصیت کی ہے۔

(۵) کافی کلینی ص ۴۰ پر ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سن سنة حسنة جميلة بلخی لئلا
اخذھا۔
رسول اکو صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طریق
سنت تپا ہے جس پر چلنا لوگوں کیلئے نہایت
ضروری ہے۔

(۶) کافی کلینی ص ۴۰ پر ہے اللهم ارحم
خلقتی فی قلب من خلقت ابیہ رسول الله
قل الذین یاتون من بعدی بدوون
حدیثی و سنتی
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ خدایا پر
رحم فرما غرض کیا کہ اگر آپ کے خلیفہ کو ان میں فرمایا
جو میرے بعد اگر میری سنت اور حدیث کو
جاہل کیوں گئے۔

(۳) کافی کلینی ص ۳۳ پرچہ ما بال اقوام
عَبْرَ وَاسْنَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَدَّ لُوْا
عَنْ سُبْحَانَ لَا يَخُوْنَ اَنْ يَّوْزَلَ يَمُوْلَ بِهِمُ
الْعَدُوْا اب۔

(۴) کافی کلینی ص ۳۳ پرچہ ما بال احباب
يَكُوْنُ عَلٰى فِطْرَتِ نَبِيِّنَّكَ يَسْتَلِمْ يَسْتَلِمْ
کرمیری سنت پر عمل کرے۔

(۵) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۳۶۶ و ۳۵۹ ج ۲ ص ۴۶۔

انما علیکم اقامۃ السنۃ۔
تم پر لازم ہے کہ میری سنت پر قائم رہو۔

(۶) محافی الاشیاء پر ہے، یا علی
لے علی ہی تم کو وصیت کرتا ہوں کہ میری
سنت پر عمل کرو۔

(۷) جلاء العیون اردو ص ۲۰ پر ہے کہ
حضرت علی نے وصیت کی تھی کہ خدا کے ساتھ
کسی کو شریک نہ کرنا اور سنتِ علیؑ پر عمل کرنا اور شریعت کو ضائع نہ کرنا۔

ان احوالات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ کرام نے
اہل سنت و جماعت کی پیروی کی سخت تاکید کی ہے، اسی کی وصیت کی ہے اس کی مخالفت
کرنے والے کو بلا لکت و نذول عذاب کی وعید و تہدید دینا ہی ہے اس پر عمل کو نہایت
تعمد سے غفلت ہونا فرمایا ہے اسی پر غور کرنے کی خواہش کی ہے چنانچہ حضرت زین العابدین سے
مروی ہے تو فاعلی ملتک و سنتہ بیک صحیح صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف شیعہ
بننے کے کہ اس کی بغیر تک نہیں کی بلکہ لغت کی اور شیعہ کو اہل باطل و معانی الاضلال و
اہل جہالت و رنج البلاء و مشق و قربندی کے والے رنج البلاء ص ۹۰ و ۹۱ وغیرہ
فرما کر خود اس سے کٹ کر کسی کی اور دوسروں کو علیحدہ رہنے کی تلقین کی۔

نتیجہ صاف ہے کہ ائمہ کرام سب اہل سنت و جماعت تھے اور اسی کی ہدایت فرماتے رہے

(۵) خود ائمہ اہل بیت نے اقرار کیا ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ رسالہ تہذیب و تہذیب و تہذیب
وہل شیعہ ہمارے، حضرت علیؑ کا اقرار موجود ہے کہ فرماتے ہیں۔

انما دلتہ اعل السنۃ و الجماعۃ۔
افعلی قسم کہ قطعی طور پر اہلسنت و جماعت ہیں۔

(۷) آج ہم دیکھتے ہیں کہ روئے زمین پر شیعہ حضرات کے فیوض باطنی اور اسرار روحانی بالکل بائید
ہیں تاریخ اور واقعات شہادت دیتے ہیں کہ شیعہ اعتقادات رکھنے والوں سے اسرار ولایت و
برکات و روحانی سے بہت کم لوگ مستفید ہوئے ہیں بلکہ نادر ہیں، دہلی میں غوث مدظلہ نے
ابدالی دکنی اور بزرگ زندگی میں اور دہلوی نے بعد ازاں ان کی کثرت بتی جاتی ہے تھی

اور روحانی طاقتوں کا وجود ان پر وقت ہونا چاہیے تھا کیونکہ فیوض و برکات و روحانی اور
اسرار ولایت اور روزِ لیلۃ ائمہ اہل بیت سے سرزد ہوتے، وہ اس روحانی شیعہ علما میں

اور علما میں باطن کا مصدر و منبع ہیں لہذا ان سے زیادہ تو وہ لوگ مستفید ہو سکتے ہیں ان کی
راہ پر قائم ہیں اور اپنی جملہ روحانی ترقیوں کے لئے ان کو مفید سمجھتے ہیں ان کی پوری پیروی و اقتداء

کا دعویٰ کرتے ہیں، دن رات انہیں کے گیت گاتے دیکھتے ہیں۔

آج اگر شیعہ حضرات کا یہ دعویٰ سچا ہے کہ ائمہ اہل بیت شیعہ تھے، ان کے خیالات و
اعتقادات ہی تھے جن پر کہ آج شیعہ دنیا قائم ہے اور شیعہ بزرگ بھی ان کی پوری پوری پیروی

کرتے ہیں پھر فیوض باطنی اور اسرار ولایت و انوار و حاکمیت و عزیز شیعہ حضرات ہیں یا نہ
و معدوم کیوں ہیں؟ دنیا جانتی ہے کہ شیعہ حضرات میں سے ایسے تھے جن کو اسرار ولایت اور

انوار شریعت کے مالک ہوتے، اور کسی ملک کا تو پورا پرستہ نہیں ہندوستان کا بڑا ختم شیعہ
ولایت سے بالکل خالی ہے، ثابت ہوا کہ ائمہ اہل بیت شیعہ نہ تھے اور نہ شیعہ حضرات صحیح

طور پر ان سے پیروکار نہ بنے تھے، دونوں طرف ایک کشیدگی کا خلیج حاصل ہے کہ ناسیما بہت نہیں
لہذا اہل بیت سے جو کہ مصد فیوض و برکات و روحانی ہیں، شیعہ بزرگ کچھ حاصل کر سکے کہ

وہ اہلسنت و جماعت تھے اور دنیا سے اہل سنت و جماعت سب ان کی صحیح طریق سے نابھدار اور
فرمانروا رہے دونوں میں اتحاد دینے والے ملے ہوئے ہیں باطنی ربط پیدا ہوا ہے و ہر ہے کہ اہلسنت

و جماعت میں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے اہل بیت سے
فیوض حاصل کئے اور روزِ بطنی اور اسرارِ لیلۃ سے مالا ملل ہوئے، سینکڑوں اوتاد و

اجال و حیات و قطاب و غیرہ روئی افروز ہیں جن سے دنیا کو رونق اور زیبائش کو

کو چار چاند لگے ہوئے ہیں ان کے در دولت پر مخلوق خدا پروانہ دار گر رہی ہے، ان کے فیوض و برکات کی ایک دھوم مچی ہوئی ہے اور جانے کیے صرف پاک و ہند کو دیکھتے کہ حضرت داتا گنج بخش، حضرت میراں بادشاہ، حضرت میراں میر، حضرت کی شاہ وغیرہ لاہور شریف، حضرت بابا فرید گنج شکر، پاک پٹن شریف، حضرت خواجہ معین الدین، امیر شریف، حضرت نظام الدین، اولیاء محبوب، الہی دلی شریف، حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صاحب کلیر شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم، عین و دیگر متعدد حضرت تشریف فرما ہیں جن کی ولایت کا اسکا رچا بند پر مخصوص ہے اور یہ سب اہل سنت و جماعت تھے، پس ثابت ہوا کہ ان کے پیروں میں حضرت اہل بیت و ائمہ اطہار بھی ضروری اور یقینی طور پر اہل سنت و جماعت ہی تھے۔

دلیل نمبر دوم: ہرگز اس میں قسے شریعت پاک کی مخالفت بھی ہے، لیکن بشمولہ کر بلا اور غمراہان اہل حنین، اہل کلثوم، زہنب کی مظلومیت کو بیان کیا جاتا ہے، ان کے فنا فی اللہ ہونے کا تذکرہ ہے، ان کے استقلال کی کیفیت میں سے اسلام پھر دوبارہ زندہ ہو گیا اور حق باطل سے ہمیشہ کے لئے ممتاز ہو گیا اور ان کی عزت و وقار کے قائم کرنے کا بیان ہے، نظاموں اور بدعنوانوں کا تصفیہ علی نقض ہے، جو کہ شریعت میں جائز ہے، کیونکہ کسی کی مصیبت اور مظلومیت کو بیان کرنا کوئی گناہ نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید میں بعض بزرگوں کی مصیبتوں کا ذکر موجود ہے، جیسے حضرت مریم علیہا السلام کی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت قوم ان سے بدظن ہو گئی اور زنا کی تہمت لگا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ حضرت مریم علیہا السلام کا اس تہمت سے بری ہونا ظاہر کرنا چاہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مہر سے بلا باپ پیدا کیا ہے، اور وہ جیسے چاہتا ہے ویسے پیدا کرتا ہے، اسی طرح اور متعدد واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ بہر صورت یہ جائز ہے، بلکہ اس میں ایک فائدہ ہے کہ شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں ہے، یہی ایک طریقہ ہے جس کی وجہ سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں شیعہ مذہب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس میں غیر مسلموں نے اقرار

ہم کیا ہے کہ شیعہ مذہب کی تعزیر و غیرہ کی وجہ سے بڑی ترقی ہوئی ہے اور دن بدن ان کی جماعت بڑھ رہی ہے، ہر دینی و دنیاوی اقتدار و وجاہت کا سبب بنتی جا رہی ہے۔

جواب: مسلمانوں کی بحیثیت مسلمان ہونے کے قرآن مجید اور شریعت پاک کی ایک ذرہ بھی نافذ کرنا قطعاً ناجائز ہے، قرآن مجید میں ہے۔

ان الذین یجادون اللہ ورسوله
اولئک فی الاذ لیسن
جو لوگ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہیں۔

اسی طرح اور متعدد آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ میں ہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو شریعت کی نافذ کرنا ناجائز ہے اور کسی مظلوم کی کیفیت ظلم کو ظاہر کرنا اس مذہب کا جزو ہے کہ اس میں شریعت پاک کی بھی مخالفت نہ ہو، اور شیعہ مذہب کے انہماک کی کیفیت جو شیعہ اور اہل سنت کے درمیان میں ہے وہ سراسر شریعت کے خلاف ہے کیونکہ تعزیر و مروجہ میں ناجائز بدعتوں کے علاوہ واقعات کر بلا کو بھی صحیح طور پر بیان نہیں کیا جاتا، حضرت مریم اور دیگر حضرات کی مصیبتوں کا ذکر جو قرآن مجید میں موجود ہے وہ درست اور صحیح ہے، لیکن اس سے اس رسمی تعزیر کا ثبوت ہو کر نہیں نکلا، کیونکہ اس میں واقعات کر بلا کو صحیح نقشہ بھی پڑتا ہے، حضرت اہل بیت اور شیعہ مذہب کے استقلال اور اعتقاد کا بیان پڑتا تو بھی، ایک بات تھی، لیکن یہاں تو معاملہ یہی ہے کہ ہزاروں بدعتوں اور ناجائز چیزوں کا تعزیر کی صورت دیکر حضرت شہداء و کرام کی اوج طہارت و راض کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے باقی یہی تبلیغ مذہب شیعہ کہ اس کے لئے تعزیر وغیرہ ایک بہترین موقع ہے، مبالغہ کی طرف ہے کہ شیعہ جماعت میں اسکی بدولت بہت کچھ اضافہ ہوا ہے، سوائے اس کے متعلق گزارش ہے کہ عاصی طور کسی جماعت کا ترقی کرنا اور مخالفین کا اس کی اس ظاہری ترقی کو دیکھ کر حیران ہو جانا، یہ کیوں صداقت کی دلیل نہیں۔ بالکل بھی چمک جاتا ہے، ہزاروں ایسے باطل فرقے پہلے ہوئے اور متعدد فتنے اٹھے، جن کی ابتدائی ترقی کو دیکھ کر دنیا جہاں ہو گئی اسی طرح خلیفہ کی ان کا شکار ہو گئی، لیکن دنیا سے بھر نہیں آکھوں، وہ دیکھا کہ چند دنوں کے بعد انکا نام و نشان بھی دریا ہمیشہ کیلئے خشک رہن سے آنا رہ گئے۔

دوسرے اس لئے کہ یہ طریق شرعی طریق تبلیغ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ تعزیر وغیرہ خود ناجائز ہے، تو ناجائز طریق سے تبلیغ شرعی کیسے جائز ہوگی کیا یہ جائز ہوگا کہ ہم رہنماؤں وغیرہ کو نچا کر، بے پیکار اسلام کی تبلیغ کریں اور گمراہوں سے قرآن پڑھ کر سناں، ہرگز نہیں، اصل میں اس واسطے ناجائز ہے کہ یہ طریق تبلیغ شرعی طور پر غلط و غیر صحیح ہے، لہذا بصورت تعزیر وغیرہ تبلیغ کرنا بھی ناجائز ہے۔

شیعوں کو مذہبی تبلیغ کو ممانعت ہے جو کر گیا ذیل ہوگا

تیسرے اس لئے یہ طریق تبلیغ ناجائز ہے کہ شیعہ حضرات کو بحسب ارشادات ائمہ کرام مندرجہ کتب شیعہ سرے سے تبلیغ مذہب اور اشاعت دین شیعہ کی اجازت ہی نہیں، ائمہ اہل بیت سے منع فرمایا ہے کہ ہم سے دین کو ظاہر نہ کیا جائے، جو اس کی اشاعت کر گیا وہ دین و دنیا میں ذلیل و خوار ہوگا۔

(۱) اصول کافی صفحہ ۳۸۵، ۱۰۰۸ جمعہ فرماتے ہیں۔

انکم علی دین من کتبہ اعزکم اللہ تم شیعہ ایسے دین پر چڑھو اسکو چھپا لیا اُس ومن اذاعہ اذکرہ کو اشاعت دینا اور اسکو ظاہر کر گیا اسکو ذلیل کر گیا۔

(۲) اصول کافی ص ۵۹، گمقون الناس لوگوں سے الگ رہو اور کسی کو اپنے دین ولا تلذذوا احد ائی اموکرہ کی تبلیغ مت کرو۔

(۳) اصول کافی ص ۱۳۳ یا معنی اکثرہ لے علی ہائے دین کو چھپا ڈا اور لوگوں سے امت ظاہر کرو کیونکہ شخص ہمارے اس دین کو چھپا لیا اسکو اشدنیام عزت دینا اور بیت میں اسے چہرہ کو منور کر لیا اور اسکو جنت میں داخل کر لیا۔ لے علی جو ہمارے دین کو نہ چھپا لیا بلکہ اسکو شہور کر لیا اسکو اللہ تعالیٰ میں ذلیل کر لیا اور قہار میں اس کا چہرہ سیاہ و تاریک کر لیا۔

(۴) اصول کافی ص ۴۳ لا تختاصوا بحدیثکم اپنے مذہب کے دین کے بارے میں لوگوں سے مت مجھڑو الناس فان الخصاصۃ صبیحۃ للقلب کیونکہ جھگڑنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

(۵) اصول کافی باب الامان وامنہ ص ۳۰۰ جو ہمارے دین کو شہرت دے گا گویا اس نے اللعاب لا مناکا لالحاد الحد ہمارے دین کا انکار کر دیا۔

سنی اگر شیعہ ہو جائے تو وہ بھی اہل کافر ہے

(۶) جامع عباسی باب فصل فی سنی اگر شیعہ ہو جائے تو بھی وہ حکم کافر اصل کا رکھتا ہے ہے کیونکہ اس پر قضا درود نہیں ہے

ائمہ اہل بیت، دیگر بزرگوں کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات کو اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ جس کو ائمہ اہل بیت کا مذہب ظاہر کرے ہے نہیں، اور اس بات پر مجبور نہیں سماتے کہ تعزیر ہمارا دینی مذہب اور دین ہے جو کہ ائمہ اہل بیت کا ظاہر طور سے ناجائز و حرام ہے، اسکی سزا کو لوگوں تک پہنچانے والا اور دنیا کو اس پر مطلع کرنے والا دنیا و آخرت میں ذلیل ہوگا، اپنی عاقبت کو سیاہ کر لیا اور اسکو چھپا لیا اور لوگوں کے گمراہوں کو اس کا نام تک نہ لیا کہ وہ دونوں چیزیں اس کا سبب ہوگا۔ اسکی تبلیغ و اشاعت نہ کرے کسی کو میند نہ ہوگی، گونا گویا طور پر وہ شیعہ ہو جائے، کیونکہ وہ حقیقت وہ غیر شیعہ اور بے دین ہی رہے گا۔

پس صاف ثابت ہوا کہ تعزیر وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے کیونکہ جب دنیا و آخرت میں خوار و ذلیل بننے کے قہار ہے شیعہ مذہب کی تبلیغ میں بند و حرام ہوئی تو تعزیر ہمارا تبلیغ کا طریقہ امتدادی کا ذریعہ تصور کیا گیا ہے، بطریق ادنیٰ ناجائز و حرام ہے، لہذا شیعہ و مسنون کا یہ اطلاق اور غریبی فریضہ ہے کہ وہ اپنی پہلی فحشیت میں اس مردہ تعزیر وغیرہ کو ترک کر دیں اور شیعہ مذہب کی تبلیغ کا ہر شعبہ بند کر دے اور انصاف دیں اور اپنے اللہ ان اہل سنت و جماعت کے اراد پر طبع کو خوش کریں۔

شیعی روایت کی بنا پر شہادت سے اسلام زندہ نہیں ہوا۔

اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعات کربلا کو اسلام کے دوبارہ زندہ

ہونے کا خیال اس کی یاد گاہ کے لئے ہم تحریر وغیرہ مناد درست نہیں ہے کیونکہ یہ خیال اہل سنت و جماعت کو جو مبارک ہے اور وہ بعض اوقات اس خیال اور اعتقاد پر ہیں کہ ائمہ کرام نے واقعی دنیا سے اسلام میں ایک نئی روح پھونک دی کہ حق و باطل کا فیصلہ خواجہ کا پائیدار اور غالب بننا باطل کے دور پر پسند نہ ہوتا تھا راہبر مسلمانوں کا بھولا ہوا حق پھرتا رہتا تھا کہ عزم و استقلال راہبر خدا پرستوں کا وقت و شجاعت کی راہبرداری تھی مگر شیخ حضرت اور مائیں دو تنوں کو یہ بات کہیں سزاوار نہیں۔

اول اس لئے کہ شیخ حضرت کا خیال ہے کہ واقعہ کربلا سے پہلے قرآن ہلال چکا تھا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترمیم و تفسیر کی کوئی بھی خلافت و وراثت غصب کی گئی تھی وغیرہ وغیرہ کیا مائیں حضرت بتا سکتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد ان چیزوں کی حدیثی ہوئی؟ اور اگر نہیں اور یقیناً ان کے نزدیک نہیں ہوتی تو پھر شیخ مذہب کی کونستہ اسلام کیا زندہ ہوا؟ کیونکہ اسلامی زندگی تو یہی تھی کہ اسلام میں برائی نہیں ہو سکتی اس کو دگر دیا جائے لہذا یہ تعزیر وغیرہ جو واقعہ کربلا کی یاد میں بنایا جاتا ہے کسی طرح جائز نہیں۔

دوم اس لئے کہ واقعہ شہادت سے اسلام زندہ ہونے کی بجائے دوبارہ تباہ و فنا ہوا اور پھر پناہ روا یا بہت شیعہ اہل ایمان و ایمان کا نشان بن گیا تفصیل اس کی ہے کہ شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک پہلی مرتبہ حضور علیہ السلام کے وسایل پر مائل کے بعد پھر بعض ایک کے سبب و گمراہی اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اور اسلامی دنیا سے ان کا گناہ و نشان مٹ گیا۔

۱) کتاب اختصاص جو شیعوں کی نہایت ہی معتبر کتاب ہے اس میں درج ہے۔

قال محمد ابابعد اللہ علیہ السلام عروۃ ما بعدی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر یقول ان الذی یقللہ الاسلام لما قبض فسادہ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ فساد کاہل اعدا الناس علی اعتبارہم کمالات ثلاثہ کی وجہ سے تھیں ایک واقعہ ہوئی تو امام امام کاہر سلطان وابعدوا الخفاری و عمار بن یاسر و مرتد ہو گئے مگر ان کوئی کہ وہ مسلمان اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر مسلمان رہے۔

۲) حیات القلوب میں ملتا ہے کہ مجلسی جو امام رجال کشی لکھتے ہیں

پسند حسن از امام باقر دایت کردہ است کہ صحابہ بعد از حضرت رسول علیہ السلام مرتد نہ شدند مگر سلف سلفی ابوذر مقداد اولی وراثت میں نقد اور اس دایت میں عمار بن یاسر کا نام نہیں ہے بلکہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد دو آدمی گئے ایمان دار مسلمان و ابوذر اور دو مقداد و عمار بن یاسر کی طور پر ایمان دار ہو گئے باقی سب صحابہ مرد عورت یا ظہن کی طور پر مرتد اور کفر اسلام سے خارج ہو گئے تھے کہ حضرت اہل بیت علیہ السلام علی وفا و حسن و حسین کریمین رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اسلام بھی مستغفر اللہ

۳) احتجاج ملا سمرطی صفحہ ۴۸ پر ہے۔

ما من الامة احد بايع مكوثا رت میں کسی نے غلامی اور سلاہ چار آدمیوں غلامی و ارجعتا کھڑا دھکا کر مارا پڑا چلا ہے البتہ کہ ہاتھ پرکھتا ہے بیت نکلی

حضرت علی وغیرہ نے حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی

بقول شیعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد صرف دو آدمی کے مسلمان باقی رہے

یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر علیہ السلام نے کون کے ہاتھ پر سب نے ہذا وراثت بیعت کی مگر حق اور اسے چار آدمیوں نے کلمہ بیعت کی اس روایت میں بھی پانچ آدمیوں کے علاوہ سب کے سب صحابہ مرتد اور اسلام سے خارج ہو گئے تھے نہ اب بیت بچے نہ اور کوئی بلکہ یہ پانچ آدمی علی مقداد و عمار بن یاسر ابوذر غفاری و عمار بن یاسر بھی گویا باطن میں ایمان دار تھے لیکن ظاہری طور پر دگر صحابہ کرام کی طرح بے گناہ ہو گئے جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ شیخ حضرت ہمیں کس کمال منت و دعا کو چڑھنا اور ستانے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی طرف اور انہیں کے ساتھ اس وقت کے تمام شیخ حضرت جن میں حضرت فاطمہ زہرا و حسن و حسین وغیرہ اہل بیت بھی داخل ہیں ابلیسیت و جماعت کے حلیفہ اول حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام سے خارج ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

میز بھی اس روایت سے واضح ہو کہ پہلی دور و اجول میں جو مسلمان اور ابوذر مسلمان و مومن نظر کر کے تھے وہ بھی اپنا ایمان نہ بچ سکے اور دوسرے شیعوں اور جناب

حضرت آئینہ کے ساتھ ملی کر دیکھی گئی اور یہی سہی مرتد اور دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئے بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سلمان دل سے بھی مرتد ہو گئے ہیں۔

اصول کافی ص ۲۵ پر ہے کہ امام جعفر فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا واللہ لعلم البیضاء ما فی قلب بیعتہ جنوڑنے فرمایا کہ سلمان کے دل میں جو ہے سلمان لقتلہ۔ اُس پر اگر کوڑ کر پستہ چل جائے تو وہ اس کو قتل کر دے۔

خلاصہ ان حوالیات کا یہ ہوا کہ جنوڑ علیہ السلام و السلام کے وصال کے بعد لے دیکر صرف ابوذرؓ، سلمانؓ، پیچے جو کڑا ہری طور پر وہ بھی دوسروں کی طرح مرتد و دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئے تھے کس قدر سختی کا کڑا ہری اور باطنی طور پر ایک بھی مسلمان نہ رہا سب کے سب

بقول شیخ جنوڑ علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کے سوا اہل بیت بھی اسلام میں نہ رہے۔

(۷) اور دوسری مرتبہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد سب سب شیعیہ پھر فرار و مُرتد اور دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئے چنانچہ نور اللہ سوسری مفتی شبیر ثالث مجتہد شیعیہ اپنی کتاب مجالس المؤمنین مجلس پنجم ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

از حضرت امام زین العابدین روایت حضرت زین العابدین روایت کرتے کرہ اند کہ سیفر مرو کہ تمام مردم بعد از قتل ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت حسین مرتد و نہ اندالہ پچ کس ابو خالد کلبی کے بعد مروا پانچ آدمیوں کے سب کے پیچ بنی بن ام الطویل جبرین مطیع جاہلین سب اعلام سے خارج اور مرتد عبدالعزیز بنید قوم محرم امام حسینؓ ہو گئے تھے۔

اس روایت میں ہجرا ان پانچ شخصوں کے سب مرتد ہو گئے تھے کہ خود امام زین العابدینؓ، امام باقرؓ، حسنؓ، شعیبؓ، حضرت زینبؓ ام کلثومؓ وغیرہ اہل بیت حضرات بھی کیونکہ ان پانچوں میں ان کو شمار نہیں کیا گیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعیہ حضرات زود دفعہ مرتد اور دائرۃ اسلام سے خارج ہو کر بے دین ہوئے، ایک دفعہ جناب رسول کریمؐ کی اللہ

جلیلہ فاکہ و سلم کی وفات حسرت آیات کے بعد اور دوسری دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے کٹر اہوت کے بعد واجب ائمہ اہل بیت کے اور ارشادات کو پڑھا جائے تو اس ارتداد کی اور تائید مزید ہو جاتی ہے۔

حضرت امام باقرؓ کو تین مؤمن شیعہ نہ ملے

(۱) امام باقرؓ نے ایک دفعہ ابو بصیر سے فرمایا۔

واللہ لکانی اجد منکد ثلثۃ خدا کی قسم اگر تم سے تین ایمان دار شیعیہ بھی مجھ کو مؤمنین یکتوی حدیثی ما استحللت معنی ہیں تو میں اپنی حدیث (دین) کو ان سے کبھی نہ ان اکتہم حدیثا (اصول کافی ص ۱۹) چھپاؤں تا مگر صاف ہے کہ آپ کی جامعیت شیعہ سے تین عوام میرے ہونے کے سبب.....

(۲) امام جعفرؓ فرماتے ہیں کہ اگر میرے شیعہ دس سے سترہ ہوتے تو میں چاہ کر تا (اصول کافی ص ۱۹)

(۳) امام موسیٰ کاظمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سب اپنے شیعوں سے حج پر عبداللہ بن بیضو کے اور کسی کو نہیں پایا چکر میری وصیت کو قبول کرے۔ مجالس المؤمنین بحوالہ کشی

بوقت امتحان سب شیعیہ قتل

(۴) اگر میں اپنے شیعوں کا امتحان تو یہ سب کے سب مرتد اور بے ایمان ثابت ہو گئے۔

(فروع کافی کتاب المروضہ ص ۱۱)

امام تہمدی آپ شیعوں کے امام منظر ہیں کہتے ہیں کہ موجود ہیں ایکس آدھوں سے غائب ہیں، بلکہ فرماتے ہیں کہ وہ سب سے بھی دشمنوں کے خوف سے غار میں غریب رہا میں پچھلے شیعیہ ہیں وہ شیعوں کے قتل میں فرماتے ہیں۔

مقول است کہ اگر بعد و انشال ہی صد و بیڑہ منقول ہے کہ اگر شیعوں کی اعلیٰ ترین تہذیب و کس باہیت اجتماعی رسد امام ظاہری شود۔

نہایت پہنچ جائے تو امام غائب (تہمدی) ظاہر امام تہمدی کا ظہور۔

ہو جائیں۔ امام تہمدی کا ظہور۔

آج تک تین تہذیب مخلص شیعہ موجود نہیں ہوتے ورنہ امام تہمدی ظاہر ہوتے، آب اگر چاہیں بھی موجود ہوں تو آپ ظاہر ہو جائیں گے۔ (تائید اللہ)

تاریخ الامم و دیگر کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ہمدانی دنیائیں اس وقت ظاہر
ہوں گے جب چالیس شیعہ موجود ہوں گے، آپ مکمل کتب شیعہ مذہب کو فروغ دیں گے۔
ان اشادات عالیہ سندرجہ کتب شیعہ سے معلوم ہوا کہ شیعہ اسلام سے خارج ہو گئے
تھے اور انہوں کو ایک مکشیعہ مخلص ایمان دار نہ ملا اور آج بھی دنیا میں شیعہ نہیں ہیں
ورنہ حضرت امام ہمدانی ضرور ظاہر ہو جاتے اور یہ قول کھول کی تعداد میں تختہ زمین پر
شیعہ حضرات موجود ہیں یہ سب بولنے نام ہیں اسلام سے ان کو واسطہ نہیں ہے۔
نصف النہار سے زیادہ ثابت ہو کر شہادت امام حسین کے واقعہ سے بوجہ کتب
معتبرہ شیعہ اسلام کو کوئی زندگی نصیب نہیں ہوتی بلکہ شیعہوں کے اسلام سے خارج
اور مرتد ہونے کا ذریعہ ہوا کہ آج تک انکو دوبارہ اسلام ایمان میں حاضر ہونے کی توفیق عطا
نہیں ہوئی۔

۱۔ دلیل ۱۱۔ (۱) شاہ عبدالعزیز نے تعزیر واری قائم کی ہے چنانچہ فرقہ ذی عزیر میں
جلد ۱ میں فرماتے ہیں کہ شاعورہ کے روز مجلس قائم کرنا واقعات کر لیا کو ظاہر
کرنا مشیوں کو پھنسا کر ان مجید کی تلاوت کرنا اور گریہ کرنا کہ سب جائز ہے
(۲) اسی طرح ملا احمد رومی نے چاندی کتاب مجلس الامار میں صحاح ستر کی ایک حدیث
سے اظہار علم و اہم کے سوا کچھ فتنوی مستطاب کیا اور نکالا ہے۔

روی احمد و ابن ماجہ عن فاطمہ امام احمد اور ابن ماجہ ناظر بنت حسین سے
بنت حسین عن امیہ الحسین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم
یصاب مصیبة فینکھوا دان قدم
عہدھا فیندبھا الاستیجاہ الا
کتب اللہ اجرک مثلاً ہذا مصیبت
ہذا الحدیث رواہ الحسین وعنه
بنت فاطمة التي شهدت مصیبتہ
کہ اس حدیث کے راوی امام حسین ہیں اور ان سے آگے صاحبزادی حضرت فاطمہ نقل کیا ہے جو متوج

وقد ثبت فی علم اللہ تعالیٰ ان المصیبة
بالحسین تلذ کو مع تقدم العهد فکان
من محاسن الاسلام ان تجری ہذا
السنۃ علما و کثرک المصیبة بان یستخرج
بھا فیکون للانسان من الاجر اللی کان
لعل استوجوبہم اصیب المخلون بھا۔
کہ دن اس واقعہ کو حضرت کے ساتھ شکر گزاری کی تھی ؟

(۳) اسی طرح مولوی عبدالحی کھنوی نے لکھا ہے کہ

مصائب خیال کردہ واحوال امام تعمور کردہ
گر اشکبار چشم جاری شوند بیچ مضائقہ ندارد
بہتقی و حاکم روایت کردہ کہ شہر مذکور آپ پر
عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم مذکور بخیرہ بود و روز
واقف کر لیا ابن عباس و ام سلمہ رضی اللہ عنہما کان
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بواب و دیدند کہ
پریشان ہوئے سرخواریاں دودہ چنانچہ سرحدی
ابن مسعود روایت کردہ کہ اس گریز غریز اختیار
است ما دہ ان ہر وقت کہ جمع سے شود غریز صورت
کے ہے اور گریز درد اصل مضطرباری ہے جب
کبھی اس کے سبب باج ہو جاتے ہیں تو وہ انسوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ؟

ان بڑے بڑے سنی علماء کی جگہ تھی کہ ثبات ہوا کہ روز عاشورہ مجلس عزاداری قائم
کرنا اور قائم کرنا ناجائز ہے خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نزوح اس واقعہ سے رونے
حتیٰ کہ بچہ ہونے کا بخدا گواہ جواب میں دیکھئے گئے اور مصیبت کا مذکر صفت ہے اور جو بچہ لکھو
جواب۔ (۱) فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۲ پر ہے۔

تہجد۔ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد سلام سنوں کے واضح لائے علیٰ ہر جناب کا
 لان نامہ دوسری مرتبہ شریف خوانی وغیرہ کے متعلق متحمل ہوا۔ اس ایسے میں فقیر کا جو کچھ معمول ہے
 اُسے لکھا جاتا ہے اس سے آپ اذکارہ کر سکتے ہیں پہلے سال میں فقیر خاں پر دو مجلسیں منعقد ہوتی
 ہیں ایک ذکر وفات شریف کی مجلس دوسری شہادت حسین کے ذکر کی مجلس جو ماہ شوریہ کے دن
 یا اس سے ایک دن پہلے چاند کے ساتھ ہوا کبھی کبھی ہرگز کے قریب لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ
 شریف پڑھتے ہیں اور فقیر باہر جاتا ہے اور بیٹھتا ہے تو امام حسین کے وہ فضائل جو احادیث
 میں مذکور ہیں بیان کئے جاتے ہیں ان بزرگوں کی شہادت کے متعلق اور اُن کے قاتلوں کی نند
 انجائی کے متعلق جو کچھ اخبار و احادیث میں ہے وہ بھی بیان کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں اُن
 شہداء و مصائب کا بھی تذکرہ ہو جاتا ہے جو احادیث معتبرہ کے دوسرے آپ حضرات پر گزری
 ہیں اور وہ شیعہ بھی ذکر کئے جاتے ہیں جن کو اہم تسلیم اور دوسرے صحابیوں نے جوں اور پر یوں
 سے شہداء ہیں اس کے بعد شہر قرآن اور پنج سورہ پڑھا جاتا ہے اور ماہ رمضان میں فقیر کیا جاتا ہے
 اُس وقت اگر کوئی خوش الحان شخص سلام یا قرآن شروع شروع کرتا ہے تو اس کے سننے کا
 اتفاق ہوتا ہے اور اظہار ہے کہ اس حالت میں اکثر حاضرین مجلس اور خود فقیر پر گریہ و بلبلا
 طاری ہو جاتا ہے اگرچہ چیزیں فقیر کے نزدیک اس طریقے سے جائز نہ ہوتیں تو کبھی ان
 پر اقامہ نہ کرتا اور دوسرے جو غیر شرعی امور ہیں اُن کے بیان کی حاجت نہیں ہے۔
 امام شافعی فرماتے ہیں۔

توجہ۔ اگر آل محمد کی دوستی کا نام، رافضی ہے تو دونوں جہاں گواہ میں
 نہیں رافضی ہوں فقط

ناظرین! اس عبارت سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ شہادت امام حسین کے ذکر
 کیلئے مجلس منعقد کی جاتی ہے فضائل امام پر احادیث اور شریعہ مرتبہ پڑھا جاتا
 ہے اور بسا اوقات حاضرین سے گریہ و ندامت بھی جاری ہو جاتی ہے اور احادیث
 و اخبار کے ذریعہ قاتلین کا انجیم بھی بیان کیا جاتا ہے اور یہ سب جائز ہے اور صحیح
 اور علامت ایمان لیکن اس سے یہ موجودہ اتم اور تعزیر وغیرہ کہاں سے ثابت ہوا۔

اس عبارت میں گھوڑے گھولائے مہندی اور دیگر بدعات کا نام تک بھی لکھا
 لہذا ہے کہیں روزِ عاشورا کی اور غلط باتوں سے مرثیے پڑھنے کا اور موضوع اور
 منگھٹت حدیثوں کے پڑھنے کا پتہ لگتا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ روزِ عاشورا یا اس سے
 قبل ذکرِ شہادت امام کیلئے مجلس ہوتی ہے جس میں آپ صحیح فضائل بیان ہوتے ہیں اور
 شہداء کرام کا جان نثاری کا ذکر ہوتا ہے صحیح اور معتبر حدیث سے شدائد اور مصائب
 کر بلا کا بھی ذکر آ جاتا ہے جس کو سن کر کثرتِ وقت طاری ہو جاتی ہے اور اُنسو بہنے لگتے
 ہیں اور صحیح مرثیے اور قرآن مجید مجبوراً اور درود شریف کی تلاوت ہوتی ہے بعد
 ماہ رمضان میں فقیر ہوتی ہے اور شہداء کرام کی ارواحِ مطہرہ کو گلاب پہنچایا جاتا ہے۔

(۲) حضرت شاہ صاحب کی تصریح موجود ہے کہ تعزیر وغیرہ سب ناجائز ہے۔ غازی
 عزیزیہ جلد اول ص ۱۶۹ پر تعزیر و داری عشرہ محرم اور عشرہ غیرہ کے متعلق جواب تحریر فرماتے
 ہیں جواب تعزیر و داری عشرہ محرم و عشرہ غیرہ محرم و عشرہ محرم بن مرتضی داری اور ضریح و قصور
 ساختن ضریح و صورت وغیرہ درنیت و غیرہ بنانا جائز نہیں اس لئے کہ تعزیر و داری سے
 زیرِ کار تعزیر و داری عبارتِ زانیہ نہ کر تک مراد یہ ہے کہ زانیہ اور لذتوں کو ترک کیا جائے
 لذت و زکوٰۃ زانیہ نہ کر صورت مخزون و اور صورت مجیدہ و عظیم بنائی جائے۔ بیسے
 عظیم بنائی یعنی نہ صورت بدل سو گوار سو گوار اور توں کی طرح مٹھ جائے اور مٹھنے
 بیشینہ و فروزا و بیج جلائے تم و شریعت علی ثوبہ
 تعزیر و داری کہ بچوں بچہ علی بن محمد عت
 است و بچہ بنی ساختن ضریح و صورت و دوز
 حکم وغیرہ ایں ہم بدعت است و ظاہر است
 کہ بدعت حسنہ در آن ما خود بنا شد بدعت
 بلکہ بدعت سنیہ است۔ مواخذہ جو عکس بدعت ہے بدعت شرعی کہتے ہو سکتی ہے۔
 (۳) اگر فرض کر کہ شاہ صاحب جائز بھی فرمایا تو بھی اصولی طور پر میں یہ دیکھتا ہوں گا کہ
 یہ قول جو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اول شریعہ کے خلاف تو نہیں ہے، ورنہ وہ تعزیر

قبولیت حاصل نہیں کرے گا۔

عبادت کے لئے کاجواب اول یہ کہ اس عبادت حدیث سے نہیں ثابت ہوتا کہ خاص روز عاشرہ
تہ کو عکسہ یا پشیمانہ گزرتے پھاڑنا تعزیر وغیرہ نہ لکھا اور دیگر بعضوں کا کہنا ہے کہ اس بات پر
ہو کہ معصیت کو کسی ہی جہاد گنتی ہی ہوتی ہے نہ ہوجہ اس کو یاد کر کے انسان صرف دین کے
انسانہ کو انسانیہ کے لئے ہے تو اس کو عتوب پہنچے روز انسانیہ کو انسانیہ
راجحون کہنے پر بلاتھا اب بھی اتنا ہی ملے گا۔ اس میں رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق
علم الہی میں مقتدر تھا کہ اس کا تذکرہ بعد میں بھی ہوگا لہذا پسندہ اسلام کی خوبوں میں سے شمار
کیا گیا اور یہ سنت ہوا کہ جو اس معصیت کو یاد کر کے اظہار کر گیا یعنی نااندر لگے کہے کہ تو اس کو
ان لوگوں کا سارے کاجہول سے عین معصیت کے دن اس واقعہ کو سن کر حضرت کے ساتھ
غلمہ کی جتنی یعنی جس دن انانہ و نالایہ راجحون کہا تھا اور اس !

عبادت کے لئے کاجواب اول اس عبادت سے اس رسمی تعزیر وغیرہ کا نام و نشان نہیں کھوج
سکتے ہیں مگر ہاں یہ موجود ہے کہ وہاں عتوب کے لئے اس کو سب سے پہلی عتوب کی کوئی
ہرچ نہیں کہ یہ ایک نظری اور غیر اختیار ہی امر ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
باوجود کہ وہ روزاری سے روکا ہے پھر بھی بعض عبادت پر انہوں کو کہنے کا شرف پہنچا ہے
اور روز کر بلا آپ کو خواب میں دیکھا گیا کہ تم کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور میرے مبارک بھی
کچھ غماز کو دودھ دکھائی دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ کسی طبی اور غیر اختیاری فعل پر بشریت کا حکم
جاری نہیں ہوتا کہنا لہذا روزانہ اور فقط آنسو بہانا جائز ہے اور سب پر عتوب ناجائز۔

مولوی عبدالحی کے فتاویٰ جلد ۲ ص ۱۰۱ پر اس تعزیر وغیرہ کی ممانعت اور حرمت پر
تصریح موجود ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

ساعتیہ مزاج و صحت و قیور و علم تبارک و تعزیر بنانا یا ابوت کی نقل کرنا علم اور
و دلائل وغیرہ اس پر مبنی و عتوب است نہ
قرن اول و قرن ثانی و ثالث اس کے لئے
قرن اول و قرن ثانی و ثالث اس کے لئے
باب کہ وجہ بڑھ کاری ناشد پیدا نیست
اور شریعت میں اس کی ملحقیت ہے جس کے خلاف

خود تراشیدہ و مصنوعہ قابل احترام نہیں
فہم حدیث الامام کا نشان بعد امر خود را
دین و احداث کردن و موجب افتخار و باعث
دست پر طرفہ ہوا است امر ثوابیہ عقاب
متعلق نیست بلکہ توفیقی است انچہ شارع حکم
وہر ہاں کار بند باید شد
انکے کرنے یا نہ کرنے سے ثواب یا نہ ہونا ہے بلکہ

شریعت کی تصریحات پر موقوف ہے کہ کوئی عقلی بات نہیں ہے شارع کو جو حکم دے اس پر عمل کرنا ہونا چاہیے
بہر صورت ان میں ان عقائد سے یہ ثابت ہو کر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے مجلس
و عتوب پر موقوف رہتی ہے اور صحیح و اقاعات و حالات پر جسے درست ہیں اور جس سے ثواب پہنچنا
جائز ہے اور ان بزرگوں کی نصیحتوں کو سن کر غمناک ہونا یا افسوس ہونا ناجائز ہے مگر صحیح روایتوں اور
غلو آمیز مضمونوں وغیرہ کا عانت شیعہ سے سخت پرہیز کرنا چاہیے کہ جو بے ثواب کے ہوا گناہ ہوتا ہے۔

۵۔ جتنی عقلوں یا عین میں ان سب کو ترک کر
مردہ عقل عشاہیں کچھ لکھتی ہیں روایتیں
گوانس کر کہ اصل کچھ نہیں اسی پر مبنی ہیں جن میں طرح طرح کے عقیدوں کی جاتی ہیں اور
معتبر حدیث اور بادشاہی شریعت سے ان کی روٹ کر بڑھایا جا سکے ہے اور جہر کہ بعض علما نے اسی
مجلس منعقد کرنے سے روکا ہے اور ان میں شرکت ناجائز و قری ہے چنانچہ کہ ہندوستانی نے فتنہ
حنفی کی شہریت بے ثوابوں سے پر فتنی نقل کیا ہے اور اسی طرح فتویٰ مولانا عبدالحی جلد ۲
ص ۱۰۱ پر بھی یہ فتویٰ موجود ہے۔

ان نقاد مجلس شہادت کی ممانعت کی وجہ سے

ارادہ کو قتل حسین نے فتنی بین کس جو امام حسین کی شہادت کے واقعات بیان کرنا
اولاً قتل سائر اصحابہ ثلاثہ شاہ چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ پہلے دوسرے صحابہ کی
الروافض سے شہادتوں کا بھی حال بیان کرے تاکہ رافضیوں کی مشابہت باقی نہ رہے۔
اس سے ثابت ہوا کہ جب رافضی شیعہوں کی مجلس کی تہذیب بدستور ہی ہے کہ پہلے

شہادت امام کو ذکر کرنا چاہیے کہ دفعی کرتے ہیں تو ان کی اور خلاف شروع باتوں میں شرکت کب جائز ہے؟ ان پر تحریر کی گئی ہے۔

وایا شتم ایاکان یتدخل فی یوم عاشوراء یمیدع الوافضة من اللک والنیاحة والحنن۔
خبر وارد کرنا کہ عاشوراء کے دن افضیوں کی بڑھتیوں کوئی کئی بھلا نہ ہو کر گریے و زاری آہ و بکاہ و غم و اہم چلا نا و دیگر خلاف شروع کرے۔
امام غزالی جنتہ اسلام میں کہتے ہیں۔

یحییٰ علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل حسین وحاکمیت ماجزی بین الصحابة من الشاجروالتحامم وانه یحییٰ علی بعض الصحابة والطمع فیهم وهم علامۃ الدین تلقی الامۃ الذین یفہمهم وتلقیتناہم بالطمع فیہم طاعن فدیہہ دین کے علم میں امام اسلام نے دین کی ان سے کیا اور ہم جو دین سے اسکا ماحول سے حاصل کیا پس صحابہ پر ظمن کرنے والا اور اصل اپنے آدمی اور اپنے مذہب پر ظمن کرنے والا ہے۔

اس بیان سے ایک اشکال کا بھی جواب ہو گیا جو کہ شبیہ دوستوں سے منہ مایا ہے کہ کئی حضرات تعزیر کیا نہیں گئے وہ تو سرے سے ایسی مجلس منعقد کرنے کے ہی خلاف ہیں میں امام حسینؑ دیگر شہداء کرام کے حالات بیان کئے جائیں اور ان کی کما گرامی مصیبتوں کا ذکر کیا جائے وغیرہ چنانچہ امام غزالی اور اپنی تحریر کے یہ نص شروع کیے ہیں۔

اور جواب یوں ہوا کہ پہلے بیانات سے ثابت ہو چکا ہے کہ شہادت کی مجلسیں منعقد کرنا جائز ہے روایات معتبرہ اور صحابہ کرامؓ میں ان کا پڑھنا بلا شہد صحیح ہے، علم کرنا اور ان کو پہنا ہوا جبکہ اور کوئی غیر شرع بات ساتھ نہ ہو ایک امر سترن ہے اور باعث اجرو ثواب تو بھیر بھلا ممانعت کسی پس مطلب صاف ہے کہ منع کرنے والے حضرات نے شہادت کی ایسی ہی مجلسوں سے روکا ہے جو کہ ناجائز طور پر منعقد کی جائیں اور ان میں غلط اسطر روایتیں اور

مصنوعی مشیوں کے ذریعہ عوام کا لافنام کی دولت ایمان کو تباہ کر دیا جانے اللہم احفظنا امھما اور حقیقت یہ ہے کہ منع کرنے والے حضرات نے جس دوران فرشتی سے اس قسم کی باطنی و مصنوعی مجلسوں سے روکا وہ بالکل درست اور صحابہ سے کیونکہ انہوں نے منع محض اس بنا پر کیا ہے کہ ایسی مجلسوں میں جو کہ ضعیف اور موضوع و بناوٹی روایتیں ذکر کی جاتی ہیں، مصنوعی قصے اور شے پڑتے جاتے ہیں، نیز کسی تنقید کے واقعات کو پس کیا جاتا ہے اور عوام صحیح اور غیر صحیح کو یکساں نہیں سمجھتے۔ لہذا ان کے ایمان کا عقائد میں پستی پائی ہوگی، بزرگوں سے نفرت ہوگی، ان پر خواہ مخواہ طعن کرنا پسند کریں گے، گالی و گھوڑ تک ذریعہ پہنچ جائیگی اور بڑوں کو مسکن قنات پیدا ہو گئے اور بلا شک ایسی ہی ہوا کہ آج، جن بزرگان دین و دانش ایمان صالحین نے اسلام کی خاطر مالی قربانیاں کیں، جائیں تک لا دیں، ان کی دھج سے اسلام کو چار پانچ دانگے اور ان کے خلوص دلی اور علو ہمتی سے مخالفین دم بخود ہو کر گر گئے، دنیا نے ان کی صداقت و عدالت کا اعتراف کیا، قرآن نے ان کی صفات و شان کی حق پسندی اور صحیح عقیدت ان کا شیوہ قرار دیا، ان کی ہر طرح کی جان نثاری سے اللہ رب العزت خوش ہوا اور رضی اللہ عنہم و رضو عنہ کہہ کر ان کی نجابت کی کا اعلان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو شیر کار دینا اور اپنی ذرہ نوازیوں سے مال مال کیا، سفر و حضر میں اپنی رفاقت عطا کی، ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشا اور کمال رحمت سے دنیاوی و آخروی شہر و شہر و بخشی اور دنیا بیت عطا کی، انہیں اہل ہارنے ان کے گیت گانے اور ساری عمارت سے شہر و شکر رہے، ان کی سیاست و امامت شجاعت و فضیلت، مروت و صداقت، عقیدت و ارادت کا اعتراف کیا، دین و اسلام کا ان کو ستون مانا، آج ان کی صداقت کا انکار بطلان کا اظہار کیا جاتا ہے، ان پر تبرے بازی کی جاتی ہے، دشمن اہل بیت خیال کیا جاتا ہے، ان کی خدمات سب لاپی اور فریبی بتائی جاتی ہیں، وغیرہ اور استغفر اللہ العلی العظیم اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔

دلیل ۱۱۔ عمارت میں دس ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بال مبارک ہمارا کو وہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزِ عاشوراء اظہار غم کے لئے سر پر خاک ڈالنا جائز ہے۔

جواب۔ قرآن مجید اور صحیح روایات دین کا ذکر آدمی اچا کہ جس کے مقابل میں یہ روایت

قابل عمل نہیں ہے۔

(۶) ایک خواب عالم برہنہ کا واقعہ ہے کہ عالم دین کا ایک خواب برہنہ عالم برہنہ کو قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے اور نیز قرآن مجید اور حدیث صحیح کو قیاس کے بدلے ترک کرنا جائز نہیں۔

(۷) کسی چیز کے بخار کا وہ ہونے سے کہ بتا سکتا ہو کہ اس چیز میں دلی آگ کی جگہ مٹی ڈالنے کے بعد بخار اترنے سے بھی چیز بخار کا وہ ہوجاتی ہے وہ دن رات کا بخار ہے یا بیکار ہے۔

(۴) بعض دفعہ خواب کے حالات اچھی طرح محفوظ نہیں رہتے اور اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں تو کیے یقین ہو گا کہ جو کچھ دیکھا اور سمجھا بالکل وہی ہے کچھ فرق نہیں۔

(۵) یہ کرد و شہادت کے بلا میں صلیب کا راز اور گہم لقی و فصول کی مٹھو بھیجی جھلکی کی گونج اور نعرہ دل کا شور مچا، ایسی حالت میں جن کا آواز اور زمین و آسمان میں تاریکی کا گمرو سے سماں بندھ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے، بلکہ ایک لازمی امر ہے اور علماء و کرام نے قدس سرہ کیسے کہ کر بود و شہادت میں بدل کر بلا میں رسول کریمؐ کی مثل شریعت آکر و سلم حضورؐ پر بھی شریعت فرما تھے، اور وہ برزخی اور دنیوی حالت میں جسم مبارک کی سیم خود تمام حالات کے بلا کا مشاہدہ کر کے ہاتھ پائی و تقریر و گفتگو میں انتقام و الاذیاء لہلہ الین سبوطی، بہر صورت مومنے مبارک کے جنما راؤدہ ہونے سے سرسبز و شادان ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ہونے سے تعزیر وغیرہ۔

دلیل ۱۳۔ ائمہ اہل بیت کو رسم نے جو کہ وجہ الاماعت ہیں انہوں نے اہم مظلوم پر رونے کی ترغیب لائی ہے اور رونے پر ہر بیت فدا کی بیان کئے ہیں بلکہ حضور ﷺ کو اسلام سے حدیث منقول ہیں جن میں امام شہید کے بلا پر رونے کی وجہ سے ثواب کا ملنا بتلایا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کو بھی رونے میں بہت بڑا کہ تعزیر اور ماتم وغیرہ صبیح نامی ہیں۔

حدیث میں من بکلی علیٰ الحسین او جو اہل حسین کے صدر سے روئے یا روئے کی
تہا کی وجہ سے الجنة (روضۃ الشہداء) شکل ناسٹ اس کیلئے جنت واجب ہے۔

عند مؤمن الا استعبر
میرا ذکر ہر گاہ بلا اختیار روئے گا۔

حدیث ۳۲ من: وسعت عینہ بقول جس کی آنکھیں شہادتِ حسینی پر ایک آنسو

الحسين دمعہ و فطرت قطرة بواہ یا ایک قطرہ ہائیں گی اس کیسے جنت
اللہ الجنة (مسند امام احمد و مسند النجاشی) ہے۔

جواب یہ حدیثیں اور اس قسم کا حدیثیں جن میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر لڑنے کا تذکرہ موجود ہے اگر ان میں روئے سے اور یہی تھی روئے سے تو یہ سب کی سب متروک العمل ہیں اور ان پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سب قرآن مجید اور حدیث صحیحہ اور ارشادِ اہل بیت کرم اللہ وجہہم اجمعین کے خلاف ہیں، نیز یہ سب پہلے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

۶) ان صاحبزادوں اور بچوں کو دربار میں اس تعزیر اور فانی مجلس اور دھڑی کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا، صرف رونے اور اُسوہا بنے کا ذکر ہے، جو کہ بے باوجود کہ مسنون ہے کون روکتا ہے، ایک نہیں لکھو نہیں کر ڈولوں در کر ڈولوں اُسوہا بنے اور اپنی املاست کا اظہار کیجئے، اگر کلام کی اور اس طریقہ کو راضی کرنے تو ہے مفید و عافیت حاصل کرتے تھے یہی عاقبت کو روشن کیجئے۔

(۳) یہ کسی مضمیت پر دناگو جائز اور منوں ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس جائز اور منوں چیز کو ہی اپنی خجالت کا واحد ذریعہ لیا گیا ہے اس میں ہنر اور خرافات اور ناجائز بدعتیں داخل کر لی جائیں اور دیگر فاضل و ذابجبات کو باطل نظر انداز کر دیا جائے اور تعزیر مریضہ کی یہی حالت ہے کہ عداوت تہیہ اور حرکات شیعہ کا مجموعہ سے شریعت کے خلاف ہونے کا ہی دوست و فرض خیال کرتے ہیں نہ وجہ کا دیکھی اور سخت کا دیکھ کر تعزیر کے روز بھی بس کو یہ روز شہادت کی فصل خیال کرتے ہیں، غار سے اہم فرض کا خیال نہیں کرتے حالانکہ حضرت تہمدار کرام بالخصوص حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کا تالے لیکر یہ آپ سے باہر ہو جاتے ہیں، چمکیوں سے دم بخود ہوتے نظر آتے ہیں، دنیا بیاں کا دوا دیا چلاتے ہیں، اپنی بے ہادہ کر بلائی مضمیتوں میں بھی ناز کو خاص اہتمام سے ادا فرما کر دینا کے اسلام پر واضح کر دیا کہ ناز کا وہ اسلامی فریضہ ہے جو کہ کسی ناز کے ناز کو وقت میں بھی بھجھوڑا نہیں جاسکتا، اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

کی بناوٹ کی بہت سی باتیں پر کہیں چھپتی ہے بنائی بات

دلیل ۱۴۔ فتاویٰ عالمگیری میں یہ حدیث ہے کہ ایک شخص نے تم کھائی کہیں جنت کی چوکت پر اور محمد بن علیؑ کی پیشانی پر بوسہ دو گھا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "والدین کے قدم اور پیشانی چومے" اُس نے کہا وہ فوت ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اُن کی قبر چومے اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں آپ نے فرمایا اُن کی صورت بنائے اور چومے اُس سے تیری قوم کا کفارہ اُتر جائیگا پس تعزیرہ روجہ امام حسینؑ کی نقل ہے اور جائز ہے اور اس طرح جیسے قرنی صورت بنانے سے کفارہ اُترتی ہے تعزیر بنانے سے ثواب ملتا ہے۔

جواب ۱۵۔ یہ حدیث من گھڑت ہے، موضوع ہے اور اسل غلط ہے واپر حدیث فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہی نہیں اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ فحش کی کتابوں میں حدیث اور قرآن مجید کا ذکر نہیں ہوتا بلکہ صرف مسائل ہوتے ہیں۔

(۲) اس سے ایک فیروز دہلوی نے معلوم پیر کو خیال اور قیاس کرتا جائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کے والدین کی قبر معلوم نہ تھی اور وفات امام حسینؑ معلوم نہ تھی لہذا یہ خیال و قیاس ناجائز اور شریعت میں منہ ہے۔

(۳) یہ کہ اس تعزیر کو اگر مان لیا جائے کہ روئے امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کی بیعت نقل ہے تو بھی یہ ناجائز ہے کیونکہ نقل کے ساتھ وہ معاصی اور برتاؤ دیکھنے جاتے ہیں جو کہ اصل کے ساتھ ہوتے ہیں جیسا کہ اصل فقہوں میں واضح کیا گیا ہے اور یہ شریعت میں ناجائز ہے اور لازم آئے گا کہ بعضی کے کہہ معظف کا بھی طواف وغیرہ کیا جائے اور صفادہ مردہ کا نقلشہ بانگراہی میں گنگ و ڈوکی جائے اور کسی میدان کو عرفات کی نقل سمجھ کر گنگ لکھ جائے حالانکہ یہ سب ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مقدس زیادہ مستحق تقدس کی نقل بنائی جائے اور تعظیم کی جائے حالانکہ یہ بات شیعوں کے دلی بھی نہیں پہنچتی نہ انہوں نے کبھی حضورؐ کی انشاء کلام کے برابر تعظیم کی اور نہ ارادہ کیا اور مثل اُن کا اس پر گواہ عدل ہے۔

دلیل ۱۵۔ تعزیرہ جائز اور واجب ثواب ہے کیونکہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کا پیراہن اور حضرت نوحؑ علیہ السلام کا تنورا اور حضرت داؤدؑ علیہ السلام کی لڑنے حضرت موسیٰؑ

علیہ السلام کا تاقوت کوہ صفا و مردہ کی سی وغیرہ محض ان حضرات کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے واجب تعظیم ہیں ایسے ہی قربانی کے جانور اور ذبیہ و سبیل علیہ السلام کی یادگار ہیں انکو شعائر اللہ میں شمار کیا جاتا ہے اور اسی نسبت کی وجہ سے انکی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور ان کی تسلیل موجب ثواب و نجات خیال کی جاتی ہے تو جو لوگ مشرکوں کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسینؑ کا تعزیرہ جو کہ روضہ امام کی نقل ہے اور انکی طرف منسوب ہے بطریق اولیٰ شعائر اللہ میں داخل ہے اور وجوب تعظیم و ذریعہ نجات و ثواب۔

جواب ۱۶۔ تعزیرہ سور مشاعر اللہ میں شد داخل ہے اور نہ موجب ثواب نجات کیونکہ شعائر شجرہ کی ہیج ہے اور شجرہ شریعت میں علامت عبادت کو کہتے ہیں خواہ مکانی ہو یا زانیہ پس کیا کر شاہ عبدالعزیزؒ نے تحریر فرمایا ہے اور ان شعائر شجرہ کا مقرر کرنا کسی شخص کا کام نہیں ہے صرف خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو مقرر کیا وہ وہی شعائر ہیں اور وہ شریعت میں محدود و مقرر ہیں کسی ایک کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں وہ یہ ہیں کہ عرفة، مزدلفہ، نماز، ریشہ، صدقہ و مردہ، جملہ مساجد، ماہ رمضان، ماہ مائے حرام، عیدین، ایام تشریق، قربانی کے جانور، اذان، اقامت، نماز، عت، نماز جمعہ و عیدین وغیرہ جن میں تعزیر بہرگز داخل نہیں ہے۔

(۱۷) اور پھر شعائر اللہ اور علامات عبادت کی تقرری خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس سے ہوتی ہے کہ ان سے طاعت و عبادت الہی اور رسول کریمؐ کی کی پیروی ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، اذان وغیرہ یا ان سے دفع ماحاجت فرمایا و مسکن ہو سکے جیسے قربانی کے جانور جو کہ صدقہ کی صورت اختیار کرتے ہوئے غریبوں اور مسکینوں کی حاجت روائی کا ذریعہ ہوجاتے ہیں اور اسی احاطت الہی و پیروی رسول کریمؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسکینوں کی حاجت روائی کی وجہ سے ان شعائر کی تعظیم و تکریم بھی کی جاتی ہے اور تعزیر اور گھوڑا جس کو ڈوڈا بخراج کہا جاتا ہے دیگر اترتے قطعاً عبادت الہی و تسلیل سنت پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ خلاف شریعت ہیں جیسا کہ تفصیل سے گزرا اور ان کے ذریعہ غریبوں کی حاجت روائی ہوتی ہے کیونکہ کبھی اور کسی جگہ یہ سننے میں نہیں آئے کہ گھوڑا ذبح ہو کر

غبار و مساکین میں تقسیم ہوا اور اس سے ان کی غربت و مسکینیت کو دور کیا گیا لہذا بغیر
قطعا شاعرانہ اندیش داخل نہیں ہے اور نہ اس کی تعظیم و تکریم شرعی طور پر جائز ہے اور کسی
شرعی معزز اور محترم چیز کی طرف منسوب ہر گز وہ چیز شاعر نہیں داخل نہیں ہو سکتی۔
اول اس لئے کہ پہلے مذکور ہوا کہ شاعر کی تقرری شریعت کی طرف سے ہوتی ہے کسی اور کو
پسے خیال سے کسی چیز کو شاعر نہیں داخل کرنے کا قطعا کوئی حق نہیں ہے۔

دوم اس لئے کہ اگر یہ قیاس اور خیال ادا کیا جائے کہ نسبت مذکورہ سے ہر شے شاعر نہیں
داخل ہو جاتی ہے تو لازم آئے گا کہ ان پر کسی چیز میں تصور ثابت ہو گا اور قطعی کتاب روشنا
و غیرہ پر نظر کیے وہاں پر ان چیزوں کو پرانے و سلف تصور لوح و تابوت موسیٰ گدایا ہے
اور قطعی صانع و روضہ اما حسن و غیرہ کی طرف نسبت کچھ کر چکا شروع کرنے یہاں ہر نظر
پسے تصور اس کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کو چونکہ شروع کرنے اور ان کی ہر طرح دی
تعظیم بجالانے جو اس چیزوں کے ساتھ شرعاً جائز ہے جیسا کہ تفسیر میں کیا جاتا ہے کہ مکمل روضہ
اما حسن کی طرح اس کی تعظیم کی جاتی ہے اور وہی آداب بجالاے جاتے ہیں جبکہ پہلے
عقدا الہیان تفسیر میں ہے بھی نقل کیا گیا ہے کیونکہ واقع میں ایسا نہیں اور اگر کہ نہیں کیے
وہی ہے اور اس کی کج نقل ہے اور اس کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کی نسبت تعظیم شروع
کر دی جاتی ہیں لہذا ہر چیز وغیرہ نسبت سے تعظیم کرنے کی چاہئے اور شاعر میں نقل کرنا
چاہئے اور جب یہ چیزیں شاعر میں داخل نہیں ہیں اور ہرگز ان میں داخل نہیں تو تعزیر و روضہ
بھی شاعر میں ہرگز داخل نہیں نہ اس کی تعظیم جائز اور نہ اس پر کوئی ثواب ملتا ہے۔

۳) اگر کسی بزرگ چیز کی طرف منسوب ہو کر نسبت تعظیم ہو جاتی ہے تو پھر ایک تعزیر بہت
کسی ثور کی اور جھوٹے دیوتا کے جہاد کی کیسے طعن کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے خروہ کیے کہ کہ
میں اس کو خدا نہیں سمجھتا نہ بزرگ خیال کرتا ہوں جیسا کہ تفسیر پرستی اسی خیال سے کرتا ہے۔
اور نیز اگر یہ صحیح ہوتا تو حضرت رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بنو اسرائیل علیہم السلام
و غیرہ کو بھی اسی ان قبل کو جو کہہ کرے اور خود جوتے اور ان تصویروں کو جو کہہ میں دیواروں پر
جسپاں نہیں شانے کیلئے ارشاد فرماتے کیونکہ وہ بھی بزرگوں کی انھیں اور بزرگوں کی طرف منسوب

انھیں اور تہوں کو بھی وہ اسی نسبت سے مجتہد تھے نہ کہ ان کو خود خدا خیال کرتے تھے۔
فہوس کہ جس کو نبی و علیہ السلام شائیں ہے یا نبی جنات اسے خوب بنائیں اور اسی
کو دوسرے یا بہت نجات تفرقہ میں ہر صورت اگر صورت پرستی وغیرہ ناجائز ہے تو تعزیر ہر وجر
بھی ناجائز اور حرام ہے مگر وہ قطعی طور پر حرام ہے لہذا تعزیر وغیرہ بھی اسی طرح ناجائز و حرام ہے۔
تعزیر کو تکریم علیہ السلام کی طرح کہنا دو وجہ سے غلط ہے

دوم اگر تھوڑی دیر کے لئے مان یا بجائے اور فرض کر لیا جائے کہ اس میں شاعر میں داخل
ہے یعنی حقیقت میں تو وہ شاعر نہیں داخل نہیں ہے ہاں اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ اس پر اور
روضہ کی نقل بھی شاعر میں داخل ہے اور اس کیلئے اس روضہ کسب احکام بھی ثابت نہیں اصل
روضہ کی طرح اس کی تعظیم وغیرہ بجالا بھی ضروری ہے ورنہ یہ ماننا چاہئے کہ تعزیر وغیرہ
وغیرہ شاعر کی صورت میں ایک ملکی یا مٹی وغیرہ سے تشبیہ ناکر اس کو ذبح کر دیں اور اس پر
اصلی تشبہ اور نہ وغیرہ کسب حکم جاری کریں اور اگر یہ جائز اور تشبیہ میں کیا جاسکتا تو ماننا
پڑے گا کہ تعزیر کی ہو کر روضہ اقدس کی نقل تصور ہے ہرگز تعظیم جائز نہیں اور یہ کہنا بالکل غلط
ہے کہ ہر طرح قربانی کا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تشبیہ اور نقل ہو کر موجب تعظیم اور تعزیر
ثواب بنا ہے اسی طرح یہ تعزیر روضہ اما حسن کی نقل ہو کر موجب تعظیم اور ثواب ہوا ہے۔

اول اس لئے غلط ہے کہ اس بنا پر تعزیر میں ہی کا روضہ اور اول تشبہ ہونا چاہئے کیونکہ
مقام کہ بلا یہی سواری تھی اور اس پر سوار ہو کر اپنے معابت غافلین پر اپنی صداقت کی
دلیل بیان فرمائیں اور وجہ کو تمام کیا نہ یہ کسی گھوڑے کو جس کو تمام سال سخت ہے رحمی
سے استعمال کیا جاتا ہے اس کو لاجا مانے کو کہا جاتا ہے اور طرح طرح کے عقلم آس پر روا
رکھے جاتے ہیں ایک تھوڑے سے وقت کے لئے عارضی طور پر دلال اما حسن سمجھ بھی غلط
شرع تعظیم و تکریم شروع کر دی جاتے۔

دوم اس لئے غلط ہے کہ شاعر قیاس اور خیال نہیں ہیں مگر شخص جس کو چاہے شاعر اسلام
میں داخل کرے اس کی تعظیم و تکریم بجالا کر موجب ثواب سمجھ لے جب کہ وہ بزرگوار
دلیل علیہ السلام تفسیر تمام التفریق مطبوعہ مدینہ اور مضافہ وغیرہ میں آیت علی

علیہ وسلم ماخذنا فخالق فرس ولہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے
جاننا خالت اولہ قسم انہ کان۔ ارشاد فرمایا گھوڑا اور اس پر دو پرے ہیں نے
سلیحان خیل لہا جفۃ فصحت اللہنی عرض کی کہ آپ نے سنا نہیں ہے کہ یہ سلیحان خیل نام
کے گھوڑے تھے جن کے پر لگے ہوئے تھے اس پر
آپ نہیں پڑے؟

اور شرح جدائی محدث دہلوی اس کی شریعت میں لکھتے ہیں کہ "ورق تصویر رخصتی است؟
یعنی گزریوں کی تصویر بنانے میں رخصت ہے۔" مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

ان جیدیل جادہ بموثر لہائی خرقۃ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت عائشہ کی محدث
جبریل خضر ائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیکر کلاخ سے پہلے حاضر دربار صاف ہوتے۔ اور
وسلم فتال ہذا ذوقہ فیہ فی اللہ والآخرۃ عرض کی کہ آپ کی یہ دو آخرت میں پڑی ہے۔

ابن ہریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہنے کے لئے گزریاں بلکہ گزریاں بھی بنایا
اور ان کو حضرت لیسان علیہ السلام کے گھوڑوں کی نقل بنایا میں کو سنو صلیہ السلام نے پسند فرمایا اور عرض
نہیں کیا اور جو جبریل بنت دہانت نے بھی گزریاں بنائیں ان کے ساتھ لیسان اور ان کی خرید و فروخت
کرنا سب مانگا ہے، اسی طرح حضرت عائشہ کی صورت کے حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے اس سے نفرت نہیں کی اور نہ منع فرمایا ہے تو جبریل گزریاں بنانا
کا دنیا بین و غیرہ اوجھا خدروں کی نقل اُنہا اور جادہ خدروں کی تصویر بنا کر خدشوں کے ذریعہ جائز
شاید تھا تو تعزیر بھی جائز ہے کیونکہ تعزیر میں بھی روئے انہا حسین کی اور آپ کے دُکُل کی شبیہ
نقل ہے۔

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گزریاں اور جو جبریل بنت دہانت کے گزریوں کو بنانے کے
علاوہ اور احکام خرید و فروخت وغیرہ کے جاری کرنے سے تعزیر کا جائز نہ مانا مگر نہایت میں بڑا
اول اسلئے کہ رواج تعزیر شریعت کے خلاف ہے، دوم اس کے لئے گزریاں تصویریں نہ کہیں کی حضرت
اور عائشہ کی کئی حالت کے ساتھ خصوص میں کیا کہ عورت عام میں کہہ چکے ہوں عائشہ کی حالت میں یہ
کہنے کے لئے دیکھیں ان کو بنائی ہیں، ذکر بالغ ہونے کے بعد بھی کسی عورت میں وہ مشغل رہتی

میں دن و رات کا مشہدہ اس پر ایک نبردست گواہ ہے، بخلاف تعزیر کے کہ اس میں بالغ حضرات ہی
بزرگ تھے میں نے بالغ بچے بہت کم لہذا تعزیر کو ان پر قیاس کرتے ہوئے جائز نہیں کہا جاسکتا۔
شوم اس نے کہا کہ گزریاں کے ساتھ لیسان اور جبریل تعزیر میں نور اور قائم ساری دونوں کی نسبت
بہ کہ آپ کے جائز ہونے سے دوسری چیز کو بھی جائز قرار دینا ہے اس تعزیر کے علاوہ حضرت ائمہ الطہریت
اور شہداء کرام کا نام نہ کر لیا کرتے ہیں، اور اگر انہیں تو گزریوں کے نہیں سے تعزیر کیسے جائز ہو گیا؟
پتھانم اس نے گزریوں کا نام نہ تو عرض فرمایا ہے جائز کرنا کہہ چکے ہیں ہی انہوں کو اپنے خانداری
کادہ میں گھرا جائے اور بالغ بچے ہی ان کو اپنے ناظمی معاملات میں کسی طرح کی دقت نہ ہو اور یہ بات
تعزیر میں بزرگ نہیں رہتی جاتی کیونکہ جب یہ خود ہی بنا جائے تو کسی ہر کیسے سہولت کا باعث کیا بنے گا۔
پتھانم اس نے کہا کہ جبریل کی تصویر بنانا کسی مایل حق لیسان کو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں ناجائز اور گرام ہے، ہاں خبر جادہ کا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ ہے جائز نہیں ہے کہ اس کے اوپر
اس کے کم جاری کرنے جائیں اور اس کے ساتھ جبریلوں و میں اور عاکرانی حاجت کو خواب کیا جائے
جیسا کہ روایت تعزیر میں یہی بات ہے کہ نقل مطابق اس نے ہونے کے علاوہ اور متعذر نہ جائز ہیں اس کے
ساتھ عاکرانی کی ہیں شمشاد اس نے صورت کا بنانا شریعت اسلام میں انسان کو منع ہے نہ
کہ لیسان اور حضرت عائشہ صلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر بنانا اس کی جونی دنی کی بلکہ یہ حضرت
کی جو کہ جائز ہے کیا اللہ سبحا کی بنائی جونی صورتیں ایک نہ ختم ہونے والے مسلسل صورت میں
انسان شامہ نہیں کرتا؟ اور جب کرتا ہے اور نہ دیکھتا ہے تو یہ کیا ہے سب ناجائز تھا؟ ہرگز
نہیں جی تو بات وہی کہ کسی مایل حق انسان کو جادہ خدروں کی تصویر بنانا، جائز ہے کہ عکسہ انسا کے کو
اور تعزیر میں کو محض انسان بنانا نہ ہوا ہے اس کو خدا تعالیٰ کی بنائی جونی تصویر پر اعتبار کر کے
کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے کیا یہ بھی کوئی شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو یہ خدا تعالیٰ کو گزریاں جائز
ہے وہ انسان کو بھی جائز ہے؟ اور یہ کھف ہے کہ حضرت عائشہ صلیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کی تصویر بنانے کا قصہ ایک خواب کا اور قصہ ہے ذکر بیماری اس کا "ورق تصویر آدمی سمجھتا ہے
کرواں پر بیماری کے عالم میں کسی اور پر کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے
جسٹن کا نام خود رکھ دیا خود کا جٹوں جو چاہے آپ کا سُن کر شہساز کرے

ہر صورت دعوہ بالا مذکورہ کے لحاظ سے رسومہ ترمیم یا جائز و حرام کے کسی طرح اس میں شرکت جائز نہیں۔ دلیل یہ ہے۔ ہر سال تہ صبر حضرت عائشہؓ کی کل جنگ میں کل یادگاریں آتی ہے وہ کیوں جائز ہے؟ اگر وہ لٹل اور یادگار ہونے کے وجہ سے جائز ہے تو تعزیر بھی جائز ہوتا چاہیے کیونکہ یہ بھی روشنی آجائیں اور آپ کے کوئلہ کی نقل و یادگار ہے۔

جواب ۱۵ (د) محل مصری کو مخطوطہ ہر سال غلاف کیسے لکھ کر آتی ہے نہ کہ کسی کی یادگار ہے۔ اسی طرح ان کی محلات بھی کیسے مخطوطہ کا غلاف لے جائیں یا کم از کم کر بلائے محفل کا یہی غلاف لے جائیں تو کوئی منع کرتا ہے۔

(۲) اگر بالفرض وہ کسی کی یادگار بھی ہو تو چونکہ اس کے ساتھ خلاف شرع کوئی بات نہیں ہوتی لہذا اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہزاروں اسلام میں یادگاریں قائم ہیں لیکن ان کے ساتھ کوئی خلاف شرع کام نہیں ہوتا بخلاف تعزیر و وجہ کے کہ معاذ اللہ یہ جیسے بدعت ہے جیسا کہ شریعت کتب سے بھی تصریح کر چکی ہے لہذا یہ ترمیم یا جائز اور حرام ہے

۱۶۔ تاریکی منکر کی کبھی نہ گئی جب بھی خدائی قسم منافی بات

دلیل ۱۹۔ حدیث شریف میں تعزیر کا ثبوت موجود ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام ایمن و ام ایمن سے کہیں تھے کہ چاہے حضرت جبریل علیہ السلام کثرت لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے بعد آپ کے فرزند حسین کو آپ کی اہست قتل کر گئی، یہ خود کوئی ہی شئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑائی میں کوئی گھمراہ کرے اللہ فرمایا کہ اس سے کہنے بلا کی ہوتی ہے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ یہ شئی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہو گیا ہے ام سلمہ نے وہی شئی حسین رکھی یہ شئی کا تعزیر ہے یہ جو کہ خاندان رسول علیہ السلام میں کھا گیا اور پائے اس پر کھینچا ہوا ہے اور یہ شئی کا تعزیر ایک حد تک خاتہ رسولی میں مذکور ہے کہ کسی نے انکار نہیں کیا اب یہ تعزیر بھی کی نقل و ترمیم ہے خواہ شئی کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں ہوں اس میں قصہ زیادتی ہو گئی ہے مگر کوئی عروج نہیں کہ اسکی وجہ سے وہ تعزیر بدل گئی ہو کیونکہ یہی زیادتی پر تعزیر ہی ہے جیسا کہ سمجھ رہی ہیں

بہت سا اضافہ ہوا مگر وہ آج تک مسجد ہی سے نہ کچھ اور اخلاصہ یہ کہ تعزیر ہر موسمہ جائز ہے اور ایک سنت کی پوری ہے ایمانی عبادت اور باعث نجات ہے لہذا ضرور درنگا جائیے۔ جو اسب۔ بلاشبہ حدیث میں یہ مذکور موجود ہے لیکن اس سے کسی تعزیر کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا وجہ مندرجہ ذیل میں۔

(۱) جب قرآن مجید اور سنن اتر و مشہور حدیثوں اور افعال و اقوال ائمہ کرام اور مجتہدین عظام سے اس کی ممانعت ثابت ہو گئی تو اس اتفاق اور ہنگامی تذکرے سے جس میں امت کو کوئی حکم نہیں دیا گیا تعزیر کا ثبوت کیسے ممکن کتا ہے۔

(۲) مسنی کا دینا لینا محض ایک تاکید ہی اور تھا کہ یہ واقعہ ضرور ہو کر ہے کہ مذہب کے اس کو تعزیر کی رسم قرار دیکر فعلی مسنون اور موجب ثواب اور دینیہ نجات بنایا جائے ورنہ یہ لازمی تھا کہ جہاں امت ہر موسمہ کو اور نجات کے سب طریقہ واضح فرماتے ہیں اور کل پیرا ہو کر کھلے ہیں وہاں یہ رسم تعزیر بھی کی ہوتی بلکہ عمل طور پر کی ہوتی حالانکہ باوجودیکہ کوئی موانع بھی نہ تھا پھر نہ پڑنے اور نہ اظہار نے ضروری رسم تعزیر اور افرامی اور نہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ بلکہ سخت ممانعت کی اور چاہے تو ایک سکور سے ثواب ثانی ضائع ہونے کا ذریعہ بنایا۔

(۳) آپ کا انسو بہا نا ایک بے اختیار ہی اور فطری تقاضا ہے لیکن یہ امر جائز ہے اور مسنون اور موجب ثواب جیسا کہ اس کے ساتھ کوئی ناجائز امر ملا ہوتا ہو جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے مگر اس سے یہ کسی تعزیر ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا مگر اس شریعت پاک کے خلاف ہے اور ہزاروں بحثوں کے ساتھ کھلا جاتا ہے۔

(۴) وہ شئی جو کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے کر کے تھے اور خداوند قدس میں لکھی گئی وہ وہی اور دیندیکہ بلا کی شئی نہ کہ کسی نقل و شبہ بنا کی گئی تھی بخلاف تعزیر کے کہ اس میں سب کچھ نقل ہی نقل ہے اور وہ بھی اصل کے خلاف اور اس کے علاوہ متعدد بدعتوں کے ساتھ کھلا جاتا ہے۔

(۵) مسجد کے اومر قیاس کرنا سر اس عقل کے خلاف ہے کیونکہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں ایک بال کے برابر شریف و مطہر کی خلاف ورزی نہیں کی گئی اور وہ قرآن

حدیث کی روش سے جائز و منہون اور موجب ثواب و نجات ہے، برخلاف تعزیر کے کہ یہ مجرم بدعت اور قلعہ شارع کے خلاف ہے اور ثواب ایمان کے ضائع ہونے کا سامان ہے، ثابت ہوا کہ یہ رسمی اور مجرمہ تعزیر شریعت کے سخت خلاف ہے، پہلانا جائز اور حرام ہے۔

ہمیں گفتہء عاشق شامشا چنین گردن خلعت درفش

دلیل ۲۔ شہادت کے روز ایسے آثار و کائناتوں کا ظہور ہوا کہ دنیا میں ہزاروں شہید گزریں اور بے تعد و جان شاپر ہوئے ہیں مگر یہ نشانات کائنات کو زمین و آسمان کا متغیر ہونا یہ متغیروں کے نیچے سے ہوا غول کا ظاہر ہونا وغیرہ و غیرہ صرف آپ ہی کی شہادت کے ساتھ نہیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ممتاز شہادت تھی جس کو آپ نے بے پناہ مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے حاصل کیا اور فرزند ان کو تہید پر واضح کر دیا کہ آخر کوئی غلبہ ہوا کرتا ہے پس جہاد فرض ہے کہ اُمّی مجلسوں کو قائم کریں اور ایم حسین کی یاد میں اپنی طاقتوں کو صرف کریں اور ان کے پائے استقلال کو دنیا کے رُترو و پیش کریں اور تعزیریں سب کچھ کیا جاتا ہے۔

جواب۔ واقعی رذیل شہادت، ایسے جہاد، انجرا اور تعجب خیز آثار ظاہر ہوئے جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور ایسے غریبہ بہت کم ہوئے، جن کی شہادت پر بال بحال جہاد نشانات ظاہر نہ ہوتے لیکن ان آثار و علامات سے تو آپ کی بارگاہ اہل بیت کو برتری اور بلند مقام ثابت ہوتی ہے اور آپ کے استقلال اور عزم و شہادت کی دلیل گریز تیرہ کو اس سے کیا نسبت، اس کا ثبوت قطعاً اس سے نہیں ہوتا، زمین و آسمان کا متغیر ہونا اور متغیروں کے نیچے سے خون نکلنا وغیرہ سب کچھ یہ دلیل نہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان عبادات اور نباتات وغیرہ کو دیکھ کر ہم بھی نزاع شرعاً کام شروع کریں کیونکہ ہم تو خدا تعالیٰ اور رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند ہیں نہ کہ کسی پتھر و خورو کے اور تعزیر اور اُمّی مجلسیں، ان میں جو کہ شریعت کے خلاف نہیں امتیاز کی جاتی ہیں اور لوگوں کو ان کے کرنے پر آمادہ بلکہ مجبور کیا جاتا ہے اور ذکر کرنے پر اپنے دنیاوی اثرات سے کام لے کر پیچھے سے سادہ لوح ایمان اردوں کو تنگ اور ان کی عاقبت کو تباہ کیا جاتا ہے، لہذا ثابت نہیں اور ان کے دیکھنے اور نہ سنے پر کوئی ثواب اور نجات دینے کی صورت نہیں پس مسلمانوں کو ایسی مجلسوں سے الگ رہنا چاہیے اور غلبہ و شک آخر کو ہی ہوا

بڑا کرتا ہے، چنانچہ آپ نے بے پناہ مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے بڑے استقلال سے اسکو ثابت فرمایا ہے، مگر ان اُمّی حضرات کو اس کے کمال سے قوراسی مصیبت برداشت کو جواب دے بیٹھے ہیں، تعزیر کے روز میں دیکھتے اور تو کیا فرضی ناز کو بھی ادا کرنے سے لچرتے ہیں، روزہ کا نام، بیچ کا خیال، تک نہیں، بلکہ ان اُمّی حضرات میں سے ایسے بھی بہت ہیں جو شریعت کی کٹ کر مخالفت پرستے ہوئے ہیں، مگر وہ یہ ہیں شریعت کھاتے ہیں، مگر روکا جائے تو زنا سے بھی گریز نہیں، بلکہ نفع ہے، اودھا ہے، نفع دینے پر چوری کا وظیفہ ہے، پھل کا طریقہ ہے، وغیرہ وغیرہ، مجموعہ اہل بیت جناب، ایسے کرشنال نثار و اللہ تعالیٰ شریعت پر چلنے کی ہم مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔

دلیل ۳۔ نصاریٰ اور عیسائی قریب ہو کر بڑی والدہ اور باہنیت ملند ہیں وہ اپنی بیویوں مکانوں، جموں کتابوں پر رسمی صلیب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدے کے عمل کی شبیہ بنا کر لٹاتے ہوئے زینت دیتے ہیں اور ان کی تعظیم بجالتے ہیں تو تعزیر بھی جائز ہے کیونکہ اس میں شہاد و کبر و ظہور کی تعظیم مقصود ہے، اور ان کی شان و استقلال اور غلغلہ ایمان ثابت ہوتی ہے اسی طرح اس تعزیر میں جو خرچ ہوتا ہے وہ گواہی کی صورت بھی ہوجاتی ہے، لیکن اس میں کیا خرچ ہے، دیکھتے ہندو قریب پٹنہ تہواروں میںوں مشافرتوں میں ہوں پس قدر اسراف سے خرچ کرتے ہیں جس سے ان کی قوم زندہ ہے، اور دنیا پر ان کی شان نظر آتی ہے۔

جواب۔ خصوصاً مسلمان قرآن اور حدیث اور افتاد کام کو چھوڑ کر ایک تہاثر تعزیر کو جاننا ثابت کرے کہ غلغلہ فیہرسلوں ہندو اور عیسائیوں کی آڑ سے رہا ہے، جس سے شریعت پاک کی روش سے معتاد و جب ہے اور الگ رہنا دیکھنا، اطلاقی فرض ہے، اور کھو کر مسلمان شریعت اور صرف شریعت کا پابند ہے نہ کہ کسی اور قوم و مذہب کا اور یہ ایک مٹوئی بات ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے کلمے کلمے اور احادیث میں یہ کلمہ موجود ہے زیادہ کہنے کہنے کی ضرورت نہیں ہے، لہذا ان کی کسی مذہبی چیز کو دیکھ کر ان کی افتاد گردانہاں اور حرام ہے اور یہی لطف یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ سب چھٹا نہیں، لیکن اپنے پٹنہ و انوں کی تکلیف کے دن کبھی نہیں مانتے اور نہ ان کو کافی خاص اہتمام کرتے ہیں اور دھرم ٹالنا ہی ہونگی کردہ ایسا کرتا

اپنے مذہب اور ان کی قرین خیال کرتے ہیں مگر ان سے یہ باتی حضرت مسیح پر کر جاتے ہیں نہ ان کو تعلیم کا بہتر رہنما ہے نہ توہین کا اس سے کوئی بہتر اور دیر بہتر تھا کہ اولاد وحسن سے کسی کا جالوس نکالا ہوتا کیونکہ بیٹے انسان کی تواب اور اللہ سے ہیں، لہذا ممکن ہے کہ عیسائی لوگ نعل خریعے کی شیعہ بنا لیتے ہوں، لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اولاد تو دنیا میں کافی سے زیادہ موجود ہے، مگر یہ مذہب و شان انہی حضرات کو اس سے کیا کہ وہ ایسی چیز کریں جس سے شہداء اور کلام کی ارواح طیبہ شاد و خرم ہوں۔

بھلا ان مجبوری اقول سے کہو کوئی کیا ہوتا ہے۔ سو اس کے کہنا نام ہی ہذا نام ہوتا ہے۔ ۵ لیل ۲۲، تعزیر کے جائز ہونے کی دلیل بھی ہوسکتی ہے کہ غیر مذہب والے جب تعزیر کو اس شان و شوکت سے دیکھتے ہیں تو ان کو مسلمانوں کا مصلی حساس اور مذہبی تڑپ کا ایک نظارہ نظر آتا ہے، اور بے ساختہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ تبلیغ کا بہترین طریقہ ہے، پس میں میں ترقی اسلام کے علاوہ غیر مذاہب پر ایک مذہب بھی پڑتا ہے۔ لہذا جائز ہے۔

جواب کسی غیر مذہب والے کا کسی پر کرنا اچھا کہ ان کی شرعی دلیل نہیں ہے ہزاروں ایسی چیزیں ہیں جن کو وہ پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں، لیکن اسلام نے ان کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، لہذا غیر مذاہب والوں کے تعزیر کو اچھا کہنے سے یہ ہرگز جائز نہیں ہوسکتا نیز غیر مذاہب ایسے بھی موجود ہیں جو کلام کو گمراہ اور اسلام کے سراسر خلاف سمجھتے ہیں بلکہ بعض اہل کی سیاحی کی زبانی مسلمانوں میں بکریاں بکے کہ اسلام ایک صحیح اور فطری مذہب ہے، ایک اخلاقی دین ہے، اس کے پیر و کار نہایت شفیق اور خدا ترس ہیں، لیکن ایک بات ہے کہ مسلمانوں میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جن کو واقعی کلمہ نہیں کہ کمال میں ایک ہمیناں پاویا آتا ہے کہ یہ بچکے رو تھیں اور اولاد کرتے ہیں، آپ سے باہر ہو جاتے ہیں، بیٹے بیٹے ہی اس کو بیٹے ہیں، آپ پریش اور پسند کوئی سے دینے آپ کو زخمی کر لیتے ہیں کہ ہمیں بولیں یہی خوش جو کہ پیغمبر فرشتے بیٹے ہیں خدا جانے ان کو کیا ہوتا ہے، ایسی چیز کا حکم جو کہ قابل مذہب و مذہب سے ہے، اس کا بھی رد انہیں کھڑکے۔ باقی درجہ تعزیر کے ذریعہ سے تبلیغ عیسائی اس کا پہلے کھانا پکا ہے، لہذا ثابت ہوا کہ تعزیر ہر سو گمراہی کا ناز ہے اور بدعت میجر۔

منوعی فوائد شہادت اور ان کے جوابات

ذیل ۲۳۔ شہادت، اسلام میں بہت سے فائدے ہیں جن کی وجہ سے تعزیر یا غلو یا غلام بنا یا جاتا ہے، فائدہ ۱۔ حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب اپنی بھی کر آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اکلوتے اور عزیز ترین بچے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر دیں اس کی صحیح تعبیر حضرت امام حسین کی شہادت ہے اور آیت قد یثاقہ دین، پیغمبر عظیم میں ذبح عظیم سے بھی یہی مراد ہے چنانچہ مولوی اولاد و مجدد صاحب نے اپنی کتاب "ذبح عظیم" میں اور دوسرے شیعہ حضرات نے اپنی تصنیفات میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ حضرت امیر ابراہیم علیہ السلام کے سامنے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے ایک موٹا تازہ دُھندل کر ذبح کروایا تو آپ نے اسوس کر کیا کیا اچھا ہو کہ میرا بچہ ہی ذبح ہو جائے، اس پر وحی آئی کہ آپ اپنی ذات کو محبوب خیال کرتے ہیں، اگر ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، آپ نے عرض کی کہ جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح ہوتی کر آپ اپنی اولاد کو اچھا سمجھتے ہیں یا جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو مومن کی کرنا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو ذبح ہوتی کر ہمارے محبوب جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے امام حسین کو ان کی اہمیت نہایت سے درجے سے شہید کر کے اس پر حضرت امیر ابراہیم علیہ السلام خوب بڑے وحی ہوئی کہ جتنا سہم تو کچھ امام حسین کی شہادت میں کچھ ہوا ہے اتنا بڑے بچے کو ذبح کرنے میں نہیں ہوا تھا، لہذا ہم نے تم کو امام حسین کی شہادت کے غم کا بدلہ اور درجہ دیا جو کہ ایک ذبح عظیم ہے، لہذا ارشاد فرمایا۔ و قد یثاقہ دین، پیغمبر عظیم۔

فائدہ ۲۔ ذبح عظیم سے مراد آپ کی شہادت ہے کہ اسماعیل کی

جواب (۱) کسی کام کے جائز اور ناجائز ہونے کا معیار اور اس کے صحیح ہونے کی دلیل کسی فائدہ کا حاصل ہونا نہیں ہے، ورنہ شراب بھرا، بھوری وغیرہ افعال سب جائز ہو جائیں گے کیونکہ ان میں آخر فائدہ سے کچھ بھی بہت ہیں۔

(۲) اہمیت کہ ذبح عظیم سے مراد شہادت امام حسین کھانا اسلوب قرآن مجید اور تصریحات مفسرین کرام کے برخلاف ہے، عقل سلیم یہ نہیں کہتی کہ صدر اول

کے بعد جو چیز ظہور میں آنے والی ہو اس کو کسی چیز کا ذریعہ کہا گیا جس کے مثلاً عند شریعی کی بناء پر جو روزہ ذکر سکے اس کو تکمیل کے روزہ کا ذریعہ بنے، اگر کسی روزہ ذکر ایک مدت کے بعد اسی طرح ہم جسے کسی سے کوئی چیز ملے کہیں کہیں اس کے بدلے یہ تو قواس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک مدت مدید کے بعد ملے بلکہ کسی وقت نقد بخند۔

(۳) اس سے مراد اگر شہادت امام حسین ہو تو بھی راضی حضرت کو کوئی غشی نہیں اور نہ وہ یا دیگر زمانے کے سختی میں کوئی حضرت الامام علیہ السلام ذریعہ تکمیل سے ہم سمجھ کر کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار سے بیٹے امام حسین رضی اللہ عنہ کو امت کے بدترین ظالم اور سخت نا عاقبت انگریز جی پر جس کی شہید کر دیا، سخت ملنے اور فوس کی پکڑ دے وہ سب شیعری تھے، عیب کا پتہ لگایا لہذا اسی حضرت کو بطریق تعزیر ذریعہ تکمیل کی یادگار مانا ایک غیر معتول چیز ہے۔

فائدہ ۱۰ شہادت امام سے قبول کیے صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی تکمیل ہوئی

فائدہ ۱۱ شہادت امام سے جناب زبوں کی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فائدہ پہنچا کیونکہ آپ کے کمالات میں کوئی تھا جو کہ شہادت امام کی وجہ سے پوری ہوئی چنانچہ سراسر شہادت دین وغیرہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

جواب۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات میں کی اور نقصان بتانا کسی سلطان کا شیوہ نہیں ہے، قرآن مجید اور حدیث اور عقل و نقل کے خلاف ہے اور شہادت دین کا بھی وسیع نہیں کیونکہ اول تو یہ کتاب کسی رافضی کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے دوم اس کے دربارچہ اور ابتداء سے الحاق اور ملا فی ہوئی عبارت معلوم ہوتی ہے، سوم اگر وہ عموماً درست بھی ہوتا تو بھی قرآن مجید و حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور ناقابل عمل سے

آنکھیں اگر نہ بند تو چہرے ہی بات ہے اس میں بھلا تصور کیا ہے؟ آفتاب کا فائدہ ۱۲ شہادت امام سے اسلام کو فائدہ ہوا ؟

فائدہ ۱۳ شہادت امام سے اسلام کو فائدہ ہوا کہ اس وجہ سے کسی پوری حفاظت ہو گئی ورنہ اس کی حالت کو سخت خطرہ تھا کہ جو حادثات سے اس کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں۔

جواب۔ (۱) اسلام کا وجود اور بقا کسی شہادت وغیرہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ محض مشیتِ ایزدی پر وہ خود اپنے اسلام کا محافظ ہے۔

(۲) راضی حضرت کو یہ کہنا درست نہیں کیونکہ ان کے پاس تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت سے ہی اسلام کی بنیادیں مل چکی تھیں اور قرآن بدلا گیا سنت شادی گئی صحابہ رضی اللہ عنہم پھر چند کے دعوایہ انداز سب اسلام سے بچے گئے وغیرہ تو شہادت امام کے وقت باقی ہی کیا رہا جو وہ محفوظ رہتا اور باقی ان کے محفوظ بھی تھا تو کتنا بتایا جاسکتا ہے کہ صلی قرآن ظاہر کیا گیا؟ اہل خلاف فساد حقیقی وراثت جاری ہوئی؟ مٹی ہوئی ملتوں کا پھر اجراء ہوا؟ اگر نہیں اور بالکل نہیں تو شہادت امام کے کیا عصف کا ہوا؟ ہاں مٹی حضرت یہ کہہ سکتے ہیں کہ شہادت امام سے حق و باطل کا امتیاز ہوا۔ اسلام کی بنیادیں اور مضبوط بنائیں اور کھوئے ہوئے سب کو کھڑکھڑانے کا وقت آگیا جیسا کہ مذکور ہوا۔ فائدہ ۱۴ شہادت امام سے شیعوں کو فائدہ پہنچا

فائدہ ۱۵ شہادت امام سے شیعوں رافضیوں کو فائدہ ہوا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں نجات اور شفاعت ہر دو شہادت امام پر موقوف ہیں اور ان کے سوا کسی کو نجات ہوئی، لہذا شہادت امام سے شیعہ رافضی کی شفاعت اور نجات ثابت ہو گئی اور عینہ سے کے لئے چین کی زندگی نصیب ہو گئی۔ تاخیر التواریخ ص ۱۰۲ پر ہے۔

درمہم آفرینش شانہ تراوی شہادت جمیع مخلوق میں اسی شہادت کے لائق جو کفرناہ شفاعت عامہ امت جرحین عام شفاعت کی گنجی ہو۔ امام حسین کے سوا علیہ السلام کے نبود۔ اور کسی ذات نہ تھی۔

خلاصۃ المصائب ص ۱۰ پر ہے۔ یا بنی انت معصوم عن الخطا لکن لو فاء الحق یعنی ایک دفعہ حضور علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام کے گئے برپا ہو دیا حضرت امام حسین نے عرض کی کہ جو جس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے دو کارشاد فرمایا یہ گھو ایک دن تلوار سے کاٹ دیا جائیگا آپ نے عرض کی کہ جس میں میں فرمایا کہ تم گناہوں پاک ہو لیکن میری امت کے فائدہ کے لئے شہید کر دینے چاہو گے۔

جواب۔ (۱) شہادت پر نجات کا موقوف ہونا عقل و نقل سے باطل ہے، ورنہ شہادت سے پیشتر جہلائے اسلام ہو گا تا مگر قرآن تعان توحید کا دور نہی اور نہ ہی یزنا لزم آیتگا جو کہ صریح باطل ہے، اسی طرح رافضیوں کا بھی ناجی یزنا باطل ہے۔

(۲) شہادت، امام کو شفاعت عام کی کجی، عقائد کو نہ شریعت کے خلاف ہے، اور نشان رسالت میں گستاخی ہے، کیونکہ شفاعت عام کی اور عام کا سبب استحقاق صرف جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے، ذکر اور کسی کو۔

(۳) عصمت کلی صرف انبیوں کا خاصہ ہے۔

(۴) شہادت کی وجہ سے امت کا فائدہ بتانا شیعہ مجتہدین کی تصریحات کے خلاف ہے، کیونکہ وہ شہادت کی وجہ تکب نفیہ وغیرہ کو قرار دیتے ہیں۔

(۵) امت کے لئے شہادت، امام کا وقوع و ظہور ناقص و غیر کا وقوع و کھولنے کیونکہ جب یہ پہنچے گا کہ شہادت، امام ہائے لئے واقع ہوئی ہے، اور مائے گناہوں کو مٹانے اور معاف کرنے کے لئے ہے، تو گناہوں اور خلاف شریعت پر کیوں دیر ہوگی؟

بعینہ عیاضوں کے تشارع مسیح کا مستند ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو کلمات فارغہ کے لئے منویٰ چڑھنا اختیار فرمایا تھا، لہذا ہم جو چاہیں کریں، سب معاف ہے، اسی طرح شہادت، امام گناہوں کا کفارہ کئے لئے بھی دیر ہو جائیں گے۔

پس ثابت ہوگا کہ ان فائدوں کی وجہ سے تعزیر بصورت، اولاً ضامن ناجائز ہے۔

تعزیر کی شرعی عقلی حرمت کے بعد اس کا جواز کیسا؟

سامعین کلام، اور ان گذشتہ سے واضح دلالت ہوگی کہ موجودہ تعزیر شرعی عقلی طور پر ناجائز نہیں، سیاسی اور دلائل کی طور پر یہ ضعیف نہیں، بلکہ اس میں دینی مذہبی مکروری ہے، مکلی نقصان ہے، پہلی اور نظری شیعہ کا باعث ہے، اختیار کی نظروں میں واقع نہیں، قوی انتشار کا ذریعہ، و ثمنان اسلام کی برات کا پیش خیمہ ہے، مگر اس کے باوجود رافضی حضرات ایک نہیں مانتے، قرآن و حدیث کو نظر انداز کر کے اپنے لئے مسلمانہ معصومین کی مخالفت کر رہے ہیں، تعزیر بزدلی مفاد پرستی، عصبی مکر وہ چیزوں کو ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں، تاکہ

آپ کے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس اپنا ایک دشمن اسلام کا ہاتھ ہے، اپنے دغا و خدوشی کی آمیزش ہے، دنیائی سرگرمی کے لئے تنگ دوڑ ہے، امر کرا، اور اہل بیت نظام کی ذوات تفسیر کو تعزیر کے جوڑ کے لئے آڑ بنا رکھا ہے، اور تعزیر یہی کیا ایسے متعدد مسائل ایجاد کر کے ہیں کہ تو یہ بھی جلی، ہم اس سلسلہ میں شیعوں کی ایک آدھ بات سامعین کے زیادہ اطمینان کے لئے اور پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایسے شیعہ حضرات کا وجود ملک و ملت کے لئے کس حد مفید ہے، اور ان کے ان نظریات سے مسلمان کہاں تکسپاتے موجودہ انتشار کو دور کرتے ہوئے، اسلامی سر بلندی سے ہٹکار ہو سکتے ہیں، سننے اور غور سے سمجھنے۔

شیعہ حضرت ضروریات دین کے منکر ہیں

شفاف شریف میں ہے۔ من حکا خط، جو کہ منصور علیہ السلام کے اصحاب کے ساتھ بعض اصحاب محمد بنی، فہو کافر، کانک الله تعالیٰ اور صلوات رکھیں وہ کافر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لیطیظوا بھم الکفار۔ خدا نے کفر و کفرانوں پر قہر کی دھمکی دی ہے، اسی کے کان کی ترقی کی دھم سے کافروں کو جملانے۔

اسی طرح ابن کثیر نے اپنی شہرہ قفسہ میں لکھا ہے۔ ہولاء ابو الشکور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریف میں لکھتے ہیں۔ من قال طومون، جس میں کافر کہہ کر ہولاء یا خون پر کفر کی یا کافر و شہد بالکفر چلی مومن فانی، شہادت دینی تو بلا شہد و خود کافر ہو جائے، یحیدر کافر۔ و روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من شہد علی امی، پر کہہ کر شہادت دی تو اسے پر شہادت دینے بالکفر نہ ہوا، ولی بہ۔

تیسری میں ہے۔ و ترجمہ، اسی کے ساتھ بات معلوم ہوگئی کہ رافضی لوگ اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خدا ہیں، یا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل نے وحی میں علی کی مٹی تو لائی ہے، اسی طرح اگر جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت و نوشت، یعنی دین کی باتیں، کلام، اہل بیت، علما، دین، تکمیل و تفسیر، کلام، بھی ان کا یقین رکھتے ہیں۔

شہد صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ ان کی طرف سے لکھا گیا ہے، جانتے ہیں۔

رفاعت کے منکر ہیں جناب عائشہ رضی اللہ عنہا نے کاذب کرتے ہیں تو بھی کاذب ہیں
اللہ سبحانہ تعالیٰ اور حدیث اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رفاقت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
پاکدامنی کا انکار ضروریات دین و قطعیات اسلام کا انکار ہے اور اسی طرح قادی جلدی
میں بھی ہے۔ مگر ایشرف علی صاحب قادی امدادیہ میں لکھتے ہیں۔

”رافضی و قسم کھیں ہیں ایک وجہ جس کے عقائد صحیحہ نہ تھے ایسے شخص کے جنازہ
کی نماز اصلاً درست نہیں کیونکہ شرط صلوٰۃ جنازہ سے اسلام بہت کا شرط ہے صاف ثابت ہے کہ
بعض رافضی جو انکار ضروریات اسلام سے خالی ہیں کیونکہ جنازہ مسلمان کا ہوتا ہے۔

شرح عقائد و فلسفہ میں ہے۔ (توضیح) صحابہ کرام کے تمام اعتقادات تاویلی اجتہادی
ہیں پس ان پر طعن اگر دلائل قطعیہ کے خلاف ہو تو اس طعن کو کفر اور ایسے رافضیوں کو
کافر کہا جائیگا جیسا کہ حضرت صدیقہ کاذبہ اور ان پر بہت وغیرہ۔

شرح فقہ اکبر۔ (توضیح) جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابہ رسول ہونے کا
انکار کر دیا تو اس کو کافر سمجھا جائیگا کیونکہ یہ دو حقیقت قرآن کا انکار ہے۔

اسی طرح تفسیر کبیر بلکہ ہمارے میں ہے۔ ان عبارت سے ثابت ہوگا کہ شیعہ ضروریات دین
مثلاً صحابہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی
خدا تعالیٰ کا وجود و وحدانیت اور صلیب ناقص سے پاک ہونا اور سلطان کو مسلمان خیال کرنا
وغیرہ کے منکر ہیں۔

شیعہ کتب سے شیعہ حضرات کا ضروریات دین سے منکر ہونے کا ثبوت۔

”طالع محمد متوب لکھنی اپنی کتاب روضۃ لکھنی صفحہ ۶۱ پر لکھتے ہیں۔ (توضیح)
صحابہ رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھتے ہیں ”یہ لوگ خدا کی کتاب قرآن پاک پر اعتباری اور میں
سمجھ گئے تھے“ پھر صحابہ ان لوگوں نے خدا کی کتاب کو اپنی اصل حالت سے اور بدل ڈالا
(العیاذ باللہ)۔ سیرۃ العقب صفحہ ۷۷ جلد ۲ پر ملا مجلسی لکھتے ہیں کہ۔

”حضرت علیہ السلام کے وصیل کے بعد چند صحابہ مثلاً علی بن ابی طالب مقداد سلمان
ابوذر سب کے سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے“ (العیاذ باللہ)۔

ڈاکٹر زحیر حسین جھنگری کی کتاب ”اسیاف الامۃ ص ۳۲۰ میں ہے۔

”جو کہ حضرت ابوہریرہ عتبات پرست اور شکر تھے اس نے لشکار اس کا رسول
ان سے بیزارت تھے“

”ص ۳۲۱ پر لکھتا ہے جس طرح جاوید بادشاہ قنات بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بادشاہ
جانتے ہیں۔“ تمنا میں ملانے اور شکر شکر ستری لکھتا ہے کہ۔

ابو بکر ازمنہ قتیقین بود۔ ابو بکر منہ قتیقین سے تھا۔

ان عبارت سے صحابہ عائشہ کو منافق محرف بعد قرآن ”مرتد اور اس کے رسول کے
دشمن وغیرہ کہا گیا ہے حالانکہ امتدادت اس کا اس کا مومن ہونا ضروریات دین اور قطعی اولہ
سے ثابت ہے چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث سے اس کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔

شرح فقہ اکبر (توضیح) اور اگر کسی نے جناب ابو بکر صدیق (ع) کا عذر و عذر و عذر و عذر
عظیم کی خلاف کا انکار کیا تو اس کو کافر کہا جائے گا۔

شامی میں ہے (توضیح) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر بہت ملانے والا اور آپ کے والد ماجد کی صحبت کا منکر دونوں کو کافر کہا جائیگا اسی وجہ
سے کہ عصمت عائشہ اور عصمت صدیق کا انکار حقیقت میں قرآن کا انکار ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے (توضیح) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تمام کے تمام علمائے
اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جو لوگ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت مذکورہ کے نزول کے بعد بھی
مطعون کرتے ہیں تو وہ کافر ہیں اور قرآن مجید کے مخالف ہیں۔

فردالافوار صفحہ ۳۱ پر ہے (توضیح) مجلس اجماع کے چند مشیعہ ہیں اجماع کے تمام قسوں

میں سے خاص صحابہ کا اجماع انفس کے لحاظ سے قوی تر اور مضبوط تر اجماع ہے جناب
صحابہ رسول سب متفق ہو کر کہہ دیں کہ ہم سب نے فلاں امر پر اتفاق کیا ہے تو یہ ان کا اتفاق
کتاب اللہ اور حدیث متواتر کی طرح ہے یہاں تک کہ صحابہ کرام کے اجماع کے منکر کو کافر کہا جائیگا
اور جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جو اجماع متفقہ ہوا ہے وہ بھی اجماع صحابہ کی ایک قسم
ہے، یعنی اس خلافت کے منکر کو بھی کافر کہا جائے گا۔

فتاویٰ عالمگیری ہے (توضیح) چراغی جناب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظمؓ کو گالیاں دینا ہے اور الحاد یا بدگمانیوں میں کرتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر کسی شیعہ نے یہ عمل خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردستی یا ظلم سے عائد شدہ بدعت یا بدعتی اشیاء کو کفر یا الزام کیا تو وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا۔
الاشباہ والاختلاف ص ۲۲ پر ہے۔ شیعیان کو گالی دینا اور لعن کرنا تو دلائل کفر ہیں۔
مناقب کریمؐ میں ہے، جو شخص شیعیان کی خلافت کا انکار کرے یا ان کے ساتھ بغض وعدائے رکھے وہ کافر ہے۔

ان عبارات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام پر لعن اور صحابیت اور خلافت کا انکار کرنا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانا ان پر سب و تشتم کرنا صریح کفر ہے اور کفر ضروریات میں سے انکار سے لازم آتا ہے تو ثابت ہوا شیعہ ضروریات میں دین اور قطعیت کے منکر ہیں۔
مولوی عبدالحی جموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

حق این است کہ من و کفر ضروریات الدین پہنچ تو یہ ہے کہ مسلمان ضروریات دین کا انکار کر گیا کفر دین لم ینکرہ۔
وہ کافر ہو گیا۔ ورنہ نہیں۔

اہل اسلام! ائمتہ کوشیعہ حضرات اپنی زبان سے کافر کہہ کر خود اسلام سے خارج ہو گئے۔
سامعین کرام! ضروریات دین اور قطعیات اسلام کے انکار اور اہل اسلام کو کافر و مرتد وغیرہ کہنے سے شیعہ کافر ہوئے۔ کسی نے ان کو پہلے کافر نہیں کہا، بلکہ انہوں نے پہلے اہل اسلام کو مجزہ چند نفوس کے کافر مرتد وغیرہ کہا اور حدیث شریفہ میں وارد ہے کہ جو کوئی مسلمان اور ایماندار کو کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ لہذا جو اب اس حدیث کے شیعہ و سنیوں کو کافر کہنے کی بجائے انہو کو کافر ہو گئے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان دوروں کو ان کو قبول کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہو گئی، یہ ضرورت اہل سنت اور پیرو اسلام لانے ان کو ابتداء اسلام سے خارج نہیں سمجھا۔ بلکہ وہ جب صحابہ کرامؓ کو مجزہ چند اشخاص کے ہمنام اہل سنت اور ائمہ کرامؓ اور تابعینؓ اولیاء کرامؓ و علماء دینی اہل اسلام اہل سنت کو کافر مرتد کہہ کر خود کافر ہوئے تو یہ دوروں کو بھی یہ کہنے کا موقع مل گیا۔ اللہ تعالیٰ ادب و احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام الیوم بکلام الملعون ص ۱۷ پر ہے، ناموسی وہ ہے جو برابر اہل بیتؑ میں کاس جناب پر فضیلت دے اور وہ ہے جو جیت و طاغوت اور صنی قریش کو اپنا کام و پیشہ بواجانے اور وہ ہے جو شیعہ اہل بیت سے نصب عداوت کرے اور اس کے کردہ اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بعض علماء مکمل خائفین کی خامت کے قائل ہوئے ہیں۔

معصباح الہدایت ص ۱۷ پر ہے۔ دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے بلکہ کشتی جونا ممکنات سے خارج ہے، جو فرقہ کرنا کشتی کا کمانا ہے، وہ حقیقتہً خار جہی میں ہے حالانکہ اصحاب علمائے کی فضیلت اجماع سے ثابت ہے اور شیعہ حضرات کے مخالفین اہل اسلام و ایمان ہیں۔ شریعت کے قائل بلکہ اس پر صحیح معنوں میں عامل ہیں اور مسلمان کو مسلمان سمجھنا ضروریات دین سے ہے جس کا شیعہ انکار کر رہے ہیں

کیا ایسے غالی شیعہ حضرات کی توبہ قبول ہو سکتی ہے

الاشباہ والاختلاف وغیرہ کتابوں میں ہے

کلی کافرتا بہ فتوتہ مقبولہ فی الدنیا و دنیا و آخرت میں ہر کافر کی توبہ قبول ہوئی ہے مگر والآخرۃ الاجماعۃ لیسے علیہ السلام جو کافر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں و لشیعیین واحداً۔
یا رسول اللہ کے دیگر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے

ہیں یا ان دوروں کے کسی ایک صحابی کو گالی کہتے ہیں تو یہ جہاد یا جہاد یا جہاد ہو کر منظور و مقبول نہیں۔
کتاب التبیان باب الردۃ صفحہ ۶۷۱ ۶۷۲ پر ہے۔ دستوحسب، لیکن جن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوئی ان کو قتل کر دیا جائے جسے وہ لوگ سب و تشتم لگائی کے باعث یا سب و تشتم کی وجہ سے مرتد ہو گئے ہوں جیسا کہ بیان ہوا۔

کتاب التبیان باب الردۃ ص ۱۷ اور شامی میں ہے (تہذیب) اہل اجواد کی بدعت جب حکمران تک پہنچ جائے تو اگر بڑا کافر ہو دیکر تو ان سب کو قتل کر دیا جائے اور اگر توبہ کر کے مقبول ہو جائیں تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جائے، گواہی کے پانچ فرقوں کی توبہ پھر بھی مقبول نہیں۔ اباحیہ، غائبہ، رافضیوں سے فرقہ شیعہ، فلاسفہ سے فرقہ قرامطہ اور فرقہ زنادقہ۔ ان لوگوں کی توبہ کسی صورت میں قبول نہیں توبہ سے پہلے بھی قتل کے سزاوار ہیں۔

ہوگی اور صلہ زادی ہوگی لیکن نکاح و نفوں صورتوں میں ناجائز ہے، بعض فقہاء تو اس نکاح کو ناجائز کہتے ہیں، طلاق کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے لیکن اگر دخول واقع ہو چکا تو عدت کو رکھنا ضروری ہے۔

حکمت پر مبنی ہیں۔ آپ نے مذکورہ بالا احکامات اور شریعتی مقتضیات کو لام اور جہلن عظام کے ارشادات کی روشنی میں یہ یاد کر لیا ہوگا کہ شیعہ عورت کا نکاح کسی غیر شیعہ ایسا عسری سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور اگر ہو گیا تو اولاد اب آپ خیال فرمائیں کہ شیعہ حضرات نے اپنی کتنی بیبیوں کا نکاح غیر شیعہ اہل سنت سے کر کے اپنے عقیدہ اور مذہب کے خلاف کیا ہے اور ایسی اولاد یہ کتنی کو کیا کہے گی اور ایسے نکاح پر شیعہ حضرات کی جرأت و بے باکی پر دنیا کی کیا خیال کریگی اور کیا یہ سچائی ہے صداقت و دیانت ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ سب تقیہ کی برکات ہیں۔

کیا سنتی عورت کا نکاح رافضی شیعہ سے ہو سکتا ہے؟

جیسے بزرگ اور دوستو اظہار ہے کہ جب شیعہ حضرات نے اپنی اولاد کے معاملات نکاح طلاق وغیرہ میں اپنی بڑی کا اظہار کرنے سے دریغ نہیں کیا تو ضروری ہوگا کہ اہل سنت بھی اپنی اولاد کے متعلق معاملات کو زبردستی بے بحث لائیں اور سنت نبی کے پیش نظر شرعی دلائل کی روشنی میں اپنی صواب دیکھ کر مظلوم ہر کرین لکھنا چاہئے! اقتباسات حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ شیعہ حضرات اپنے علاوہ سب کو خصوصاً اہل سنت و جماعت کو کافر بتیہ تصور کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خود کو کافر مانتے اور ظاہر ہے کہ کافر اور مسلمان کا نکاح قرآن و حدیث کی روش سے ناجائز و حرام ہے۔

(۲) اسی وجہ سے مسیحی عورت کا نکاح شیعہ سے نہیں ہو سکتا کہ جس طرح اتفاق طور پر یہ اسلام سے خارج ہیں اسی طرح بالاتفاق شیعہ اپنے کفار کی وجہ سے برہمنی و فاسق ہیں کہ یہودی اسلام کے خلاف مکتبہ ہرام میں ان کے ہاں قواب کا گاہ ہے اور حد و حد شرعیہ کی گواہی بھی کم کرتے ہیں اور سنتی صالح کا بدعتی اور فاسق کا کفر نہیں ہو سکتا۔

وقایہ میں ہے۔ (توضیح) نکاح بے کفو باطل ہے، شرح الیاس میں ہے (توجہ) حضرت ابن زبائون نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نکاح غیر کفویس باطل نقل کیا ہے۔ اسی طرح شرح وقایہ اور فتاویٰ قاضی خان، شرح مختصر الوقایہ، بدایہ فتاویٰ عالمگیری فتاویٰ شامیہ وغیرہ میں ہے۔

عمدۃ الرعاۃ میں ہے وجہ ہذا الروایۃ دفع الضرر من الاولیاء وفساد النکاح (توجہ) حسن بن زیاد کی روایت زمانہ کے لوگوں ہونے کے باعث مقبول ہوتی ہے اور دوسری وجہ اس کے مفتی ہونے کی ہے کہ عورت کے قریبی رشتے دار ولی ہزار و دفعہ ان سے محفوظ رہیں۔ فتاویٰ عبدالحی میں ہے۔

آج سے دھڑ دھڑ مسیح امت و رافضی متدع و فاسق امت و فاسق کفو صالح نیست و نکاح با غیر کفو ناجائز نیست، ہام فاسق رافضی پس و شرح فقہ کبیر علی القاری وفتح القدیر وغیرہ مصرح است امام عظیم کفو نکاح از غیر کفو پس صریحاً رافضی و جمیع الانہر وغیرہ مرقوم است۔

خلاصہ ان جملات کا یہ ہوا کہ جیسے شیعہ عورت کا مسیحی سے نکاح نہیں ہو سکتا ایسے ہی بنابر روایت مسیح اور قریبی مفتی ہیں عورت کا نکاح شیعہ مرد سے نہیں ہو سکتا انکس عورت کا شیعہ مرد سے نکاح نہ ہو سکے دوسرے شیعہ مرد کی حقیر و تبدیل نہیں بلکہ اسی وجہ سے کہ شیعہ مرد نے بلا وجہ یہ عقیدہ کیا کہ وہ اپنے صاحب کو کافر مشرک ٹپا کر کس وغیرہ ہیں، ایسے اندر پیدار کر دیے ہیں اور خود اپنے کو دائرہ کفر و فسق میں بہنچا دیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو حفاظ و تعذر سے بچائے اور کتاب سنت صحیحہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماخذ از فیصلہ شریعہ بر توفیق علامہ محمد قطب الدین صاحب، بیگم بی بی رحمۃ اللہ علیہا)

حضرت اہل بیت و رسادات کو اہل سنت و جماعت کی نظر میں

بعض وقت یہ فخری اور تمیز بہادر حضرات جیکران کو تعزیر سے سوزنا سے منع کیا جاتے تو جہت کہہ دیا کرتے ہیں کہ جناب یہ جسے سب اہل بیت کے دشمن ہیں یہ کب گوارا کریں گے کہ اہل بیت

کا تذکرہ جو اہل مذاہن منع کرنے والوں کا کچھ اعتبار نہیں، تقریر ضرور نکالنا چاہیے۔

بنائے علیہ ضروری ہے کہ یہ ظاہر کر دیا جائے کہ اہل سنت و جماعت نے فضلہ علیہ السلام علیہ السلام کو امام کے دینا و آخرت میں غلام نہیں، اور ہر طرح انہیں کے ہر دو کارکن انہیں اپنے اور ایمان کا اصل اصول خیال کرتے ہیں، ہاں شیعہ ضرور دشمن اہل بیت ہیں اور مخالف شریعت جیسا کہ کلمہ جاچکا ہے، مختصر سنئے۔ حدیث شریفہ ہیں۔

والذی نفسی بید، لا یمنی عہد، فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم حقیقی یحییٰ ولا یجہی حقیقی یحییٰ وہی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میری رحمت تو راہی ہے، کے بغیر کوئی شخص ایمان والا نہیں بن سکتا اور میرے ساتھ محبت یہی ہے کہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ محبت کرے۔

الامثل اهل بدیٰ فیکم کھشل فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اہل بیت سفینۃ نوح من رکبھا نجا و موت فوج صلی اللہ علیہ وسلم کی کشتی کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہوا مختلف خنہا ہلاک۔ غبار پا گیا اور سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔

اربعة انا لہم شفیع يوم القیامۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن تینوں افراد کو اپنا شفیع بناؤں اہل الارض المکرم، منہ کیوں نہیں کیٹ جو میری اولاد کی شفیع کرنا ہے، لذلک یتقی والفاضل لہم حواجیم، لسانی دوسرا وہ جو ان کی حاجت والی کرتا ہے اور جیسے ارادہ لہم فی امورہم والحب لہم بقلبہ، جو ان کے کھوار کی زمین میں کوکبش کرنا ہے چھٹا ولسانہ وہ جو ظاہر باطن ان کو دوست رکھتا ہے۔

یہ وہ حدیثیں ہیں جو کہ کتب اہل سنت و جماعت میں مرقوم ہیں اور وہ ان پر جس طرح سے عمل کرتے ہیں، تسلی کے لئے ذرا تفصیل سنئے۔

صدا بق الکبر، صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا، البتہ مجھے قربت اور شرف داری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قربت سے بہت زیادہ محبوب ہے، شفاء فی غشی عیاض میں ہے کہ حضرت صدیق حضرت حسین کے اپنے کندھوں پر اٹھا

یا کرتے تھے۔

عمر فاروق، صواعق محرقہ میں ہے کہ آپ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس تعظیم سے بٹھا کر فرمایا کہ مجھ کو جو عزت ملا ہے، آپ کے باپ یعنی رسول کریم کی برکت سے ملا ہے۔ حضرت عقیل، آپ کی قوت ہمت کی کہ آپ دنیا جانتی ہے نہایت شہد ہے کہ آپ نے اہل بیت کی بارگاہ مسالوں کے لئے کیا کیا کیا کیا۔

ابو حنیفہ، علامہ زمخشری کی کتاب میں آیتہ کریمہ در بیان عہدہ الظالمیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ امام عظیم ابو حنیفہ اہل بیت کی تعظیم کرتے اور بہت سال ان پر صرف فرماتے، مواہب السعدت میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بارہ ہزار درہم ایک صاحب اہل بیت کے لئے ارسال فرمائے تھے۔

تعمتہ الایام صاحب مسند ہے کہ امام عظیم اُن سادات سے جو ظالموں کے پیچھے مڑ کر فرار تھے مخفی طور پر ان کی بہت مدد فرماتے، لکھی ہے کہ ایک دفعہ ایک بیت صاحب کو اپنے دولاکہ درہم دیئے، اور آپ کی شہادت بھی اُن ہی کی محبت میں ہوئی اور اُن کی تعظیم میں بہت بلند کرتے کہ ایک دن ان کی کئی بار آئے اور بیٹھے تھے، چونکہ ظاہر حال معلوم نہ تھا، سب دریا فت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان بچوں میں ایک بچہ سادات کرام کا ہے، میری نظر جب اس پر پڑتی ہے تو تعظیم کے لئے کھڑا ہوجاتا ہوں، برج ہے۔

بے حُجّت، اہل بیت عبادتِ حاکم ہے، غافل تری نماز کو میرا سلام ہے، امام احمد بن حنبل، صواعق محرقہ میں ہے کہ سادات کا کوئی آدمی بچہ یا بوڑھا آپ کے پاس آتا تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

امام شافعی، آپ اس قدر سادات کو تعظیم کرتے کہ لوگوں نے آپ کو برا فہمی ہونے کی بہت لگادی، جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔

لوکان الرضیٰ حب آل عہد فلیشد النعلان فی الرضیٰ
یا اهل بیت رسول اللہ حکیم فرض من اللہ فی ان انزلہ
کذا کم من عظم القدر انکم من لم یصل علیکم لاصلوۃ لہ

یعنی اگر رافضی ہوتا یہ ہے کہ اہل بیت سے محبت کی جائے تو دونوں جہان گواہ میں کہیں
پتکارا رافضی ہوں (مطلب یہ ہے کہ صرف محبت اہل بیت سے رافضی نہیں ہوتا بلکہ ان کا حق
و اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ رافضیہ کہے ہیں)۔

۱۔ اہل بیت رسولی خالصی علیہ وسلم تہداری محبت کرنے سے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید
میں صریح ارشاد فرمایا ہے اور اہل بیت (ع) اہل بیت (ع) تہداری یہ تعلیم کہ یہ کہ خاص نمازیں جو تم پر
درود نازل ہے اس کی نمازیں نہیں ہوتی۔

۲۔ احادیث ثلاثہ آپ کی محبت کے واقعات بے شمار ہیں اور دنیا جانتی ہے۔

۳۔ سامعین و قارئین کرام! یہ اہل سنت و جماعت کے چار حصے بڑے اہم ہیں جن کی
محبت اہل بیت کا اعزاز آپ نے لگایا، اب ان کے متقدمین کی محبت کا اعزاز بھی آپ
لگائیں کیونکہ مقابلہ اپنے (ام) کے خلاف کرنے کا ہرگز مجاز نہیں ہے تفصیل تو کچھ دیر
عرض کی جائے گی صرف مختصر مروض ہے۔

۴۔ خطبات و شریف میں ہے کہ جو شخص رافضی یا عالم یا فقیہ یا سید کی توہین کرے وہ
کافر ہے، امام رازی تشریح میں لکھتے ہیں۔

لا یجوز للعالم والمفتی ان یصد رای عالم اورتفتی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سید اہل
یہ مجلس مقدس مآلہ السید الاخی و اور آپ اے کے سامنے بیٹھیں کیونکہ یہ مذہب و دین
الاب الاہی الالہ اسامۃ فی الدین میں ہے اولی و ثانی علی ہے۔

۵۔ القول المقتبول فی حب آل رسول میں ہے کہ اگر سید مذہب یا ترک ہو تو بھی اس کی
تعظیم میں بیٹھنا واجب ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ مسئلہ ہے کہ مومن
جنتاہ کبیر کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح سید بھی فسق و فجور کے سبب سے

سیادت سے خارج نہیں ہوتا۔

گوہر اگر در خطاب افتد ہاں نفیس بہت غبار اگر برا آسمان زد و دھماں غلیظ است
ہنگام یا درہ کہ فی حق و فجور و کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ وہ سید سیادت سے خارج ہو گیا
کیونکہ کوئی سید صحیح نسب یا خاندان نبوت طہیر کے مشرک و کافر نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سید ہوں تو اس کی تعظیم کرے اور اس کی تہنیت نہ کرے۔

سادات نور بدوہ اعیان عالم اند از حرمت محمد و از حرمت علی
ترجمہ۔ سادات جہان کی تہکوں کا توہین ہونا جو عزت حضور علیہ السلام اور حضرت علی کے۔

۱۔ اگر خوردہ از ایشان سادہ شود مرغ متواضع ہو کر عزت ایشان بجا آویں
اگر ان سے کوئی بڑی بات ہو جائے تو کچھ مرتکب نہ ہو کہ کسی غلطی کی وجہ سے ان کی عزت برباد نہیں ہوتی
۲۔ فراطعاً معہ و در حق بود کے کامروز از محبت ایشان نیست منتی

۳۔ کل قیامت میں وہ دروز ہیں جیسا کہ جو آج ان کی محبت سے بھر پور نہیں ہے۔

۴۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی دنیاوی شان و شوکت خصوص و ملیح کی وجہ سے کسی غیر سید کا
اپنے کو سید ظاہر کرنا ناجائز اور ہر ہے، عید کا آج تجربہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ بعض ایسے

حضرات موجود ہیں جو کہ حقیقتاً سید نہیں ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو بڑے دعوے کے ساتھ
سید کہلا رہے ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
اپنا نسب غیر طہریں کی طرف منسوب کرے اس پر خدا اور فرشتوں جنوں انسانوں کی لعنت
اور وہ میری شفاعت سے بھی محروم ہے اور جو شخص غیر سید ہو کہ سید کہلا رہا ہے تو وہ

اپنے غیر سید باپ کو چھو کر کسی سید کو پانا یا پھر شکر کر رہا ہے اور اپنا نسب پیدا کر رہا ہے
۲۔ لہذا ایسے حضرات کو باپ بٹھ کر وہی دینا و ملیح والی کے لئے حقیقی باپ کے بدلے کسی

نئے باپ سید یا غیر سید کو اختیار کرتے ہوئے لعنت کے حقدار نہ بنیں اور حضور علیہ السلام کی
شفاعت سے محروم نہ بنیں کہ دشمن درائیں، دنیا بعض بیچ اور نا پائیدار ہے، آخر زمانے

صرف ایمان و اخلاص کا لنگھا دنیاوی و آخری عزت و وقار رب اللہ سبحانہ تعالیٰ
کے ہاتھ میں ہے، اس کو جانتا ہے عطا فرماتا ہے اور جب چاہے دیتا ہے کسی اور تصنع
بنادش کو اس میں دخل نہیں ہے، بعض اس کے فضل و کرم سے

۱۔ سادات بزرور بازو نیست تا نہ بخشد خدا نے بخشندہ

شرعی طور پر کون سے سید متقی عزت میں۔

بہر صورت سادات کرام کی تعظیم و تکریم شرعی طور پر نہایت ضروری اور لازمی امر

ہے ان کی ہجرتی اور بے عزتی ذوال ایقان کا ذریعہ ہے ان کی اقتدار اور سروری موجب فلاح و
نجات ہے ان کی رضا ریت کریم اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث
ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ سادہ سادہ کرام کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے آپ اصلاح و تقویٰ سے آگاہ
کیوں شریعت پر مضبوطی سے چلیں اشد تہذیبی کو اپنا لائے انہیں اپنا واجب و احب واد
رضوان اللہ علیہم جمعین کا صحیح طریقہ اختیار فرمائیں اخلاق حمیدہ اور صاف صمیمہ کو وضع
تخاش سے مرنے والی خود ساختہ شجاعت و مروت میں متاثر نہ ہوں اپنی علوم سے سزاوار ہوں
انہیں تیسرا اور اہم عامل شہدے مجتنب ہوں اور جب بے کلامی کے تعزیر کے بے کشری
طور پر اس عزت اور احترام کے وہی سادہ کرام متقی ہیں جن میں اس قسم کی عزت حاصل
کرنے کی قابلیت ہو۔ (صواعق محررقہ)۔

قسمت کیا ہر ک کو تمام ازل نے جو شخص جس چیز کے قابل نظر آیا
وہیں کو یا بغض و حسد و کد و خاری اور بے گاہی نہیں کیا گناہ تیرہ بھایا

بجائے تعزیر اور کیا کرنا چاہیے؟

جب ان روشن مانیوں اور واضح دلیلوں سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رسمی تعزیر وغیرہ
شریعت کے خلاف ناجائز و حرام ہے اور اس کے کرنے پر نہ نجات ملتی ہے نہ ثواب
تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ ہم ان کی طرح شریعت
پاک کے خلاف حرکت نہ کریں بلکہ ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ ان کے نقیض قدم
پر چلیں ان کی زندگی بطور نمونہ اپنے سامنے رکھیں اور ظالم حکومتوں کے مقابلہ میں ان کی
جرات اور حق پرستی کے سبق حاصل کریں ان کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم و تربیت کیلئے
دوشنی حلوئے شریعت عیدہ کا غذا اور بائس کی تیلیوں پر لاکھوں روپیہ صرف کر دینے
کے مقابلہ میں جا بجا دینی مدرسے قائم کئے جائیں ان کے اُسوۂ حسنہ کا پرچار کیا جائے
ان کے استقلال و اخلاص کا نقشہ پیش کیا جائے نہ کہ ان کا خاکہ اڑایا جائے کہ مارے
شرم کے لپٹوں کی گردیں ٹھک جائیں اور میزوں کو جھٹکے کا موقع نہ ملے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محبوب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہیکو
شریعت کی پیروی اور امتیاز اظہار کی پوری پوری اقتدار نصیب فرمائے۔ آمین۔

روزِ عاشورہ کے فضائل و احکام

دن یوم عاشورہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا کہ میں ابید رکھتا ہوں کہ عاشورہ کا روزہ کا روزہ جو چاہے اسی سال کا
یعنی اس کے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مسلم شریف)

(۲) اس روز اپنے اہل و عیال کو خوب اچھی طرح کھانا پلانا چاہیے حدیث شریف میں
ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے روزہ عاشورہ اپنے اہل و عیال پر
خرچ میں خرچی کی اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال خرچی فرما دے گا۔

(۳) اس روز غریبوں اور کمزوروں پر صدقہ و خیرات کرنا چاہیے اور ان کو حیرت و توفیق
کھانا پلانا چاہیے اور اس کا ثواب حضرت شہداء و کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
وغیرہ کی اور اہل پاک کو تحفہ اور بدرہ بھیجا جائے۔

قرآن مجید کے روزہ تو پوچھا؟ انہیں ثواب خوش ہوگی اس کے روح شہنشاہ نے کہاں
(۴) اس روز یا محرم کا سارا مہینہ اور اسی طرح ربیع الاول شریف۔ بالخصوص بارہ روزہ
پہلے اور نصف کے تیرہ روزوں میں کسی خوشی کے کام کو نہ کرنا مثلاً ختنہ بیاہ منگنی وغیرہ سب
جائز ہے اور دن و شریعت میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی سادہ سادہ
کے دنوں کو کام کرنے کے لئے مانع قرار دینے کو تو ہم کوئی کام دینی ہو یا دنیوی کر ہی نہیں
سکتے کیونکہ لاکھوں سفیرِ عالم ہیں اور ان شہیدِ صالح اور بزرگ گروہ سے ہیں کہ ان کی
وفات کے دن مختلف ہیں پس ان کے دنوں کو ہم اگر مانع اور سوکھ کا دن قرار کریں تو تمام
عمر گوارنے بیٹھے رہیں گے اور کوئی خوشی کا کام نہ کر سکیں گے پس ان دنوں یا مہینوں میں
کسی کا بچہ کو سرخیا دینے کو کر وہ یا حرام خیال کرنا شریعت پر بہتان اور فتنہ اور ناجائز ہے۔
(۵) اس روز کسی بچے کو پیدا ہونے کو خوش خیال کرنا اور بے برکت شمار کرنا سخت ناجائز

ہے اور حرام فقط۔

مراد انصیحت پر گفتیم سوال: اخلاک و دین و رقیہ فرقہ شیعہ افضیہ کے بعض عقائد مذکور

ناظرین! انگلیں! اب بن سب معلوم ہوتا ہے کہ گو فرقا افضیہ کے متذکرہ تفصیلی تذکرہ اس کتاب میں ناممکن ہے لیکن بعض عقائد تحریر کر کے جاتے ہیں تاکہ ان کے مذہب کا کچھ فہم سامنے آجائے اور بعدہ اکابرین دین کی رائیں ان کے متعلق ذکر کی جائیں گی تاکہ ان کے کسی قسم کے تعلق رکھنے کی نوعیت معلوم ہو سکے۔

دینائے اسلام کو معلوم ہے کہ بعض ایسی باتیں ہیں جو عقیدہ قہ ضروریات دین سے ہیں مثلاً کمالی الوہیت، عصمت خاصہ انبیاء علیہم السلام، ختم نبوت، قرآن کی حفاظت وغیرہ و کمال کا انکار کفر ہے اور منکر کفر ہے، اگر مسلمان منکر ہو تو کافر و مرتد ہے، مگر شیعہ اور افضلی حضرات بہت سی ایسی چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔

کمال الوہیت کا انکار (۱) خداوند کریم کی وحدانیت، الوہیت کا کمال ہے، مگر شیعہ اسے منکر ہیں، کہتے ہیں کہ خلافت کا خالق شیطان ہے نہ کہ خدا، دیکھو ویکھو تفسیر منہج، البسیان زیر تفسیر انشاء ربیب الشیطان الذیہ، گویا مجاہدوں کی طرح خالق دو دین، ایک خالق ہدایت دوسرا خالق ضلالت۔

(۲) علم غیب، الوہیت خداوندی کا کمال ہے جس میں دوسرا شریک نہیں ہے، مگر افضلی حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے جو کچھ ہو چکا اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ سب خدا کے علاوہ مگر کرام کو ایسی معلوم ہے ان کے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ جانتے ہیں کہ ہم کہہ رہے ہیں۔ (اصول کافی) (۳) خلافتی الوہیت کا کمال ہے کہ وہ عالم میں تصرف ہے اور خود مختار ہے مجبور نہیں، اور کوئی چیز اس پر شرفا و اجاب نہیں ہے مگر افضلی حضرات فرماتے ہیں کہ خدا ایسی چیز کے کرنے پر مجبور ہے جو کہ منہج کے حق میں خبیث ہو اور خدا کے خالق و خالق کو کمال و مخلوق پر تصرف دیا ہے۔ (اصول کافی کتاب الحج وغیرہ)۔

انبیاء علیہم السلام سے عصمت کی خصوصیت کا انکار (۱) فسق و فوج کے ارتکاب سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا خاتمہ ہے، وجہ یہ ہے کہ نبی کو خدا سے احکام حاصل کرنے میں بندوں کو پہنچانا ہوتا ہے لہذا نبوت کے لئے عصمت کی ازبس ضرورت ہے اور اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے نبی گزرے وہ سب کے سب معصوم تھے، جس غیر نبی کو معصوم کہنا خاصہ نبوت کا انکار ہے اور شیعہ افضلی حضرات چونکہ اپنے بارہ ائمہ کرام کو معصوم آتے ہیں بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی جو کہ نبی تھے، لہذا وہ خاصہ نبوت کے منکر ہیں۔

(۲) اسی طرح شیعوں اور افضلی حضرات ائمہ کرام کو نبی کی طرح مفترض الطاعت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ نبی کے علاوہ اور کسی شخص کی اطاعت فرض نہیں ہے۔

ختم نبوت کا انکار (۱) شیعہ اور افضلی کو ختم نبوت کا صاف انکار نہیں کرتے ہیں مگر وہ چند باتیں ایسی مانتے ہیں جن سے بلا تکلف خواہ خواتم نبوت کا انکار لازم آتا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں (۱) ائمہ کا معصوم ہونا (۲) ان کا مفترض الطاعت ہونا (۳) ان پر ملائکہ اور کتب کا نازل ہونا چنانچہ افضلی مانتے ہیں کہ معصوم فاطمہ حضرت جبریل علیہ السلام کے نازل ہوئے (اصول کافی) برہان شہدائے میں امام پر ایک کتاب نازل ہوئی ہے جس میں سب جہر کے احکام ہوتے ہیں اس کتاب میں خواجه غیاث کو گواہ بنا کر قائم کرتا ہے اور جن کو جانتا ہے چل دیتا ہے وصافی شرح کافی (۳۴) (۴) امام کا کاشتہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونا و کتاب خلاصۃ المصنوع (۵) ائمہ کا نام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ برابر پہنچانا شیعہ امام جعفر کی روایتی ہیں کہ ائمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر بات میں برابر ہیں خدا نے اول محمد و علی و فاطمہ کو پیاد کیا و دوسرا زراعتک ہے، پھر تمام مخلوق پیدا کی جس کو ان کی پیاد نش کا گواہ بنایا اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت فرض کی (اصول کافی کتاب اجہ) صاحب محمد حیدری فرماتے ہیں اسے

بہ صاحب حکم ہر کائنات بہم چون محمد منترہ صفات

(۶) نبی کے منکر کی طرح ائمہ کا منکر بھی کافر ہے (فروع کافی کتاب ارادہ و صلہ)

ان تمام باتوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا کہ اس کی پہل ہے کہ جب اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد فضائل و کمالات میں شریک ہوئے تو حضور اکرم کی تمیز و امتیاز کا لاج و توجہ کی خصوصیت محض بنائے گا کہ ان کی اور اس مشغول و افتادہ کی بحفیہ عن خلقا طالعہ و لغزائے شیعہ عزت کا لحاظ کسی غیر شیعہ سے جائز نہیں ہے پس اگر عالم سنیہ ہو کر اس کا لحاظ و اعتدال ہو تو اول و اول لایزال ہوگا کہ دونوں چوتھ شیعہ علامہ علی حاتمی زراں لکھی قطعاً پہل ۱۹۲۵ء بم اصلاً شیعہ عزت سے سنی ہو کر اس کا لحاظ ہو گا ہے (تحت العوام ص ۲۱۰ جامع عباسی ص ۳۳ جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ الجمل ص ۳۳ حلیۃ العرفان ص ۲۵)

نازیبا زہ کے متعلق شیعہوں کا طرز عمل ہے جو ان کی کتاب تحفۃ العوام ص ۳۳ میں ہے۔
 "اور اگر کثرت سنی اور خلاف مذہب ہو اور نہ ان ضرورت اور اگر پہلے سے توجہ تھی مگر کثرت
 اَللّٰھُمَّ اِنِّھِ عِبَادَکَ فِی عِبَادَکَ وَ بِلَادَکَ اَللّٰھُمَّ اَصْلَھِ حِرَانَا وَ اَللّٰھُمَّ ذِقْھِ اَشْدَّ
 عَذَابِکَ وَ زَحْمَہُ اِنَّہٗ خُدَّاسِیَّتِ کُفْرَہٗ بِنَدْوِی اَللّٰھُمَّ ہُوں ذِیْلِ دُورَا کُرَاہِ مَکُوْنَا بِہِمْ
 مِیْنَ صِلَا وِ اِدْرَا سِ کُوْنَتِ تَرِیْ عَذَابِہٖ ۵"

شیعہ اور افضیول کے متعلق سلف صالحین کے ارشادات

(۱) حضرت غوث الاعظم علیہ السلام نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۹۹ پر فرمایا ہے
 معاذ بن جبل و حضرت انس رضی اللہ عنہما بایں طور حدیث نقل فرمائی ہے (تو صحابہ) آخر زمانہ
 میں ایک قوم ہوگی جو بہت اصحاب کی کیفیتیں شن کرینگے پس ان کی مجلس میں دیکھو نہ انکے
 ساتھ مل کر کھانا دینے، نہ ان سے کثرت بندہ کی کر دے نہ انکے جنازہ کی نماز پڑھو نہ ان سے ملکر نماز پڑھو۔
 (۲) حضرت محمد المصنف ثانی سرحدی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ص ۵۵ جلد اول حصہ دوم
 میں فرماتے ہیں کہ "یعنی کی صحبت کا فساد کا فکر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے اور بدتر
 گمراہ فرقہ شیعہ ہے"

(۳) ہندو کرام کے ارشادات اور افضیول کے متعلق ہی کتاب میں گزر چکے ہیں ملاحظہ فرمایا جائے۔
 (۴) حضرت خواجہ قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ فرقہ و افراط اپنے افعال و اوقاف کو

مطابق نہیں قطعی و حدیث نبوی علیہ السلام کے شمار کرتے ہیں، مگر ان کا یہ نظم باطل ہے۔
 (۵) رافضی تبرائی جو حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاذق اللہ برکاتے کا فرہ
 اور اگر حضرت علی کریم اللہ و بہر الکرم کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 افضل بنائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔ (رقاوی عالمگیری مصری ص ۲۲ ج ۳)
 اور یہ مضمون قریباً فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے مثلاً فتاویٰ غلبہ سرب
 مستخلص الحقائق، خطاوی علی راقی الفلاح، فتاویٰ سنجہ، جوہرہ نیرۃ غلبہ شرح منیر
 کتفا بی شرح جاریہ، مجمع الانہر وغیرہ مشغول و افتادہ بنکر رہے۔

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

برادران اسلام! اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی عبادت کیلئے پسند
 فرمایا ہے، ہمارا فرض ہے کہ اس کی عبادت کریں اس کی خوشنودی کے لئے جانی و مالی نیک
 کریں اور اس سلسلہ میں اپنے اسلاف کی اتباع کریں جو کہ انتہائی طور پر صداقت و
 امانت وغیرہ اوصاف مجیدہ کے مالک تھے، عیباً قرآن مجید اور حدیث شریف
 میں فار وہ ہے۔

وَالشَّاهِدُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْفُلْجِیْنِ وَالْاَنْصَارِ وَالْاَنْبِیَیْنِ
 اَتَّبَعُوْهُمْ بِالْاِخْلَاصِ رَضِیَ اللّٰھُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْھُ وَ اَعَدَّ لَھُمْ جَنَّۃً
 تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھَارُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط

"اللہ تعالیٰ سابقین و اولین ہمارے اور انصار سے (جو ان لوگوں نے بہتر طور

پر یعنی ایمان کے ساتھ سابقین کی پیروی کی ان سے راضی ہوا اور

اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے جنت میں ایسی نہیں بھیجا کی میں جو جنت کے

مکمل اور درختوں کے نیچے سے جاری رہتی ہیں اور سب مباحین و

انصار اور ان کے تابعدار ہم ہمیشہ جنت میں رہیں گے"